وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ (البقرۃ:۴۲)

اور حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور حق کو جان بوجھ کر نہ چھپاؤ۔

مرجئۃ العصر

کی تلبیسات کا علمی محاکمہ

عالمی صلیبی کفر سے برسرپیکار مجاہدین اسلام کیخلاف

جماعۃ الدعوۃ کے پروپیگنڈے "فتنہ تکفیر" کی حقیقت اور اس کا شرعی رد

تالیف:

محمد خبیب صدیقي ﷾

حافظ عمار فاروقي ﷾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرجئة العصر

کی تلبیسات کا علمی محاکمہ

عالمی صلیبی کفر سے برسرپیکار مجاہدین اسلام کے خلاف

جماعۃ الدعوۃ کے پروپیگنڈے "فتنہ تکفیر" کی حقیقت اور اس کا شرعی رد

تالیف:

محمد خبیب صدیقی حفظہ اللہ

حافظ عمار فاروقی حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

محسنِ امت، مجدد جہاد، شیر اسلام، شیخ المجاہدین امام ابوعبداللہ اسامہ بن لادن رحمۃ اللہ علیہ اور اللہ کے کلمے کی سربلندی کے لیے دنیا کی تمام تر آسائشوں کو خیر باد کہنے والے اُن مجاہدین فی سبیل اللہ کے نام جو نہ صرف تمام کافروں اور اُن کے کلمہ گو اتحادیوں کی نظر میں معتوب ہیں بلکہ ''اپنوں'' کے طعن و تشنیع سے بھی محفوظ نہیں! جنھوں نے اللہ تعالیٰ سے جو عہد کیا تھا، اُسے سچا کر دکھایا اور اُس میں ذرا بھی رد وبدل نہیں کیا۔ اُن میں سے بعض خلعتِ شہادت پہن کر اپنے رب کے ہاں سرخرو ہوگئے (اِن شَاءَ اللہُ) اور بعض اپنی باری کا انتظار کر رہے ہیں......! سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا﴾[1]

''مؤمنوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں کہ انہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اُسے سچا کر دکھایا، اُن میں سے کوئی تو اپنی ذمہ داری پوری کر چکا اور کوئی موقع کا انتظار کر رہا ہے، اور انہوں نے اپنے عہد میں ذرا بھی تبدیلی نہیں کی۔''

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا فِي زُمْرَتِهِمْ وَمِنْ أَنْصَارِهِمْ. آمِين! اللّٰھم آمین!

[1] الأحزاب:23:33

صاحب السیف والقلم شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

(فَإِذَا وَقَعَ الْاِسْتِفْصَالُ وَالْاِسْتِفْسَارُ، اِنْكَشَفَتِ الْأَسْرَارُ وَتَبَيَّنَ اللَّيْلُ مِنَ النَّهَارِ، وَتَمَيَّزَ أَهْلُ الْايمَانِ وَالْيَقِينِ مِنْ أَهْلِ النِّفَاقِ الْمُدَلِّسِينَ، الَّذِينَ لَبَّسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَكَتَمُوا الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ)

”جب تفصیل میں جایا جائے اور وضاحت طلب کی جائے تو راز منکشف ہو جاتے ہیں، رات دن سے واضح ہو جاتی ہے اور اہلِ ایمان ویقین اُن مدلّس دھوکے باز منافقوں سے ممتاز ہو جاتے ہیں جو حق کو باطل سے خلط ملط کرتے ہیں اور جانتے بوجھتے حق کو چھپاتے ہیں۔“[1]

اوروں سے کہا تم نے، اوروں سے سنا تم نے
کچھ ہم سے کہا ہوتا، کچھ ہم سے سنا ہوتا

[1] التسعينية لابن تيمية: 217/1، بتحقيق الدكتور محمد بن ابراهيم العجلان، والفتاوى الكبرىٰ لابن تيمية: 352/6.

فہرست

- عرض مؤلف 13

تقریر مفتی مبشر احمد ربانی صاحب

اشکال:1

- جسے کافر کہا جائے وہ نہ ہو تو کہنے والا کافر ہے 19

ازالہ

- کیا دلیل کے ساتھ کافر کہنے والے کا بھی یہی معاملہ ہے؟ 19
- دیگر علماء کا ایک اور موقف 21

اشکال نمبر:2

- تکفیر کے بجائے صرف اصلاح ہونی چاہیے! 27

ازالہ

- تکفیر کے بجائے اصلاح کب ہو گی؟ 28
- ذات انواط والے شبہے کا جواب بزبان محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ 28
- حکم نہیں لگے گا تو حد کیسے لگے گی! 30
- مفتی صاحب کا "کلمہ گو مشرک" میں اعترافِ حقیقت 31
- تکفیر اصلاح کے منافی نہیں 31

اشکال نمبر:3

- ملک میں قتل وغارت 32

ازالہ

- موجودہ حکمران کافر ہیں یا نہیں؟ 33
- دار الاندلس کی شائع کردہ "دوستی اور دشمنی" اور اس پر تبصرہ............ 34
- "دوستی اور دشمنی" کی اشاعت بند.. 40
- جماعۃ الدعوۃ کے مانے ہوئے مفتی ابو الولید کا فتویٰ........................ 41
- مفتی ابو الولید کی اپنے مخالفین کو دعوتِ مباہلہ.......................... 43
- کتاب "جہاد کشمیر 'فرضیت..." سے حکمرانوں کی تکفیر کا ثبوت............ 44
- حکمرانوں کی حالتِ زار امیر جماعۃ الدعوۃ کی زبانی........................ 45
- جماعۃ الدعوۃ کے مرکزی رہنما کی نظر میں حکمرانوں کا ظلم وستم............ 46
- سرحد کے چھ جیّد علماء کا متفقہ فتویٰ.. 47
- موجودہ حکمرانوں کے کفر کے 33 اسباب.................................... 48
- اکثر پاکستانی علماء کی نظر میں موجودہ حکمران مرتد ہیں........................ 63
- دفاعی جہاد اور نفاذِ شریعت کی جنگ قتل وغارت کیوں؟!...................... 65

اشکال نمبر:4

- حق پر چلنے والوں کو خارجی ثابت کرنے کی ناکام کوشش........................ 65

ازالہ

- مفتی صاحب بریلویوں کے نقشِ قدم پر.. 66
- اہلِ حق پر الزام تراشی کوئی نئی بات نہیں.................................... 67
- ایسے تو پھر ایسے ہی سہی.. 69

اشکال نمبر:5

- خوارج اسلام کا نام لینے والوں کو قتل کریں گے.............................. 71

ازالہ

- مفتی صاحب کی حدیث کے ترجمے میں تحریف................................ 71

- اسلام کا نام لینے والے تو بہت سے ہیں.................... 71
- یہ جسارت تو طاہر القادری بھی نہ کر سکا! 72
- اپنے ہی پاؤں پر کلہاڑی مارلی.................... 72
- حق کا ساتھ نہیں دے سکتے تو باطل کا بھی نہ دیں.................... 74

اشکال نمبر:6

- پاکستان میں جہاد کے حوالے سے کسی نے "حدّ السنان" لکھی........... 75

ازالہ

- "حدّ السنان" کے مؤلف گمنام تو نہیں.................... 75
- شیخ امین اللہ کی "حدّ السنان" اور اس کے مؤلف کی تعریف............ 76

اشکال نمبر:7

- الفرقان میں فتویٰ لگا کر کہا کہ قریب کے کافروں سے لڑو.................... 76

ازالہ

- پہلے قریب کے کافروں ہی سے لڑنا چاہیے.................... 77
- مفتی صاحب اور ان کی جماعت کی دوغلی پالیسی.................... 77
- دار الاندلس کے مدیر سے ایک گزارش.................... 77

اشکال نمبر:8

- آیتوں کی تفسیر ہم نے نہیں کرنی.................... 78

ازالہ

- ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ.........﴾ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت.................... 78
- شیخ محمد بن ابراہیم آل شیخ اور حکم بغیر ما أنزل الله.................... 81
- دار الاندلس کی ایک خطرناک علمی خیانت.................... 85
- وضعی قانون کی تنفیذ کی بتوں کی عبادت کے ساتھ مماثلت.................... 85

- وضعی قوانین کے نفاذ کو ’’کفر دون کفر‘‘ یا ’’کفر اصغر‘‘ کہنا گمراہی ہے......... 86
- ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کی وضاحت شیخ امین اللہ کی زبانی...................... 88
- شیخ امین اللہ کا وضعی قوانین کے ذریعے فیصلے کے متعلق فتویٰ................ 89
- وضعی قوانین سے فیصلوں کے متعلق صرف ایک آیت تو نہیں.............. 91
- ﴿وَمَنۡ يَتَوَلَّهُمۡ مِّنۡكُمۡ ....﴾ مفسرین اور علماء کے اقوال کی روشنی میں.... 94
- کافروں سے تعاون کے کفر ہونے پر تاریخی واقعات........................ 109
- کفار کے حملہ کرنے پر ان سے تعاون کرنا اور پناہ مانگنا کفر ہے.................. 113
- شیخ احمد شاکر کا مصر پر صلیبی حملے کے وقت عظیم الشان فتویٰ................ 117
- موجودہ واقعات پر معاصر علماء کے فتاویٰ جات.................................. 124
- شیخ امین اللہ کا امریکہ سے تعاون کے متعلق فتویٰ............................ 130

اشکال نمبر:9

- تکفیری سیدھی طرح بات نہیں مانتے...................................... 132

ازالہ

- حق کے جراثیم نکالنا واقعی آسان نہیں....................................... 133
- دلائل سے عاجز آنے پر طعن و تشنیع.. 134

اشکال نمبر:10

- تکفیر علماء کا کام ہے.. 134

ازالہ

- تکفیر مفاد پرست علمائے سوء کا بھی تو کام نہیں............................ 134

سوال و جواب کی نشست

شبہ:1

- لالچ کی وجہ سے کافروں کا ساتھ دینا کفر نہیں.............................. 136

✸ ازالہ

❍ مفتی صاحب کی اونگیاں بونگیاں.. 136

۞ شبہ:2

❍ دشمن اسلامی خطے پر حملہ کر دے تو اسے نکالنا فرض ہے.................... 137

✸ ازالہ

❍ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور.............................. 138

۞ شبہ:3

❍ دنیا کے لیے کافروں کی جاسوسی کرنے والا کافر نہیں......................... 139

✸ ازالہ

❍ حاطب رضی اللہ عنہ والی روایت سے بات نہیں بنتی.................................... 139
❍ حاطب رضی اللہ عنہ کی مراسلت اور آج کل کے جاسوس............................. 139
❍ حاطب رضی اللہ عنہ کا فعل کفر تھا یا نہیں؟ 142
❍ حاطب رضی اللہ عنہ پر کفر کا حکم کیوں نہیں لگا؟ 142
❍ حاطب رضی اللہ عنہ کے خط کا متن... 143
❍ حاطب رضی اللہ عنہ اور موجودہ حکمرانوں کی جاسوسی میں 14 فرق.................. 144
❍ حاطب رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی جاسوسی کو کفر سمجھتے تھے........................ 146
❍ حاطب رضی اللہ عنہ کی نیک نیّتی اور سچائی کو گواہی زبانِ نبوّت سے.................. 148
❍ مسلمانوں کی جاسوسی امام ذہبی کی نظر میں.. 148
❍ دنیا اور مال کے لالچ والی دلیل کا قرآن وحدیث سے تصادم.......................... 150
❍ مولانا عبد الرحمٰن کیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت.................................... 153
❍ شیخ امین اللہ کا جاسوس کے بارے میں فتویٰ.. 154
❍ سعودیہ کے مفتی اعظم کا فتویٰ... 156

❁ شبہ:4

❍ کافر نہیں تو قتال بھی نہیں 157

✸ ازالہ

❍ قتال صرف کافر سے تو نہیں ہوتا 157

❁ شبہ:5

❍ کفر کو پسند کرے یا خود مرتد ہو تو کافر ہوگا 159

✸ ازالہ

❍ کفر کے لیے اعتقاد اور رضامندی کی کوئی شرط نہیں 159

❍ مفتی صاحب کی اپنی کی ہوئی مرتد کی تعریف 162

❁ شبہ:6

❍ تاتاری اور موجودہ حکمرانوں میں فرق ہے 163

✸ ازالہ

❍ مرتد حکمرانوں کے دفاع کی ناکام کوشش 164

❍ مفتی صاحب کچھ ہوش کے ناخن لیں 165

❍ مفتی صاحب کی خدمت چند اشعار 165

❍ تاتاریوں میں انکار والی شرط نہ لگا سکے 167

❍ موجودہ حکمران تاتاریوں سے بھی بدتر ہیں 168

❁ شبہ:7

❍ جامعہ حفصہ والوں کی بغاوت کچلنا ضروری تھا! 170

✸ ازالہ

❍ پاسبان مل گئے ”کعبے سے صنم خانے کو“ 170

❁ شبہ:8

- محدّثین حکمران میں بڑا کفر آنے پر بھی خروج کو جائز نہیں سمجھتے.............. 171

✸ ازالہ

- کسی ایک محدّث کا نام ہی لے لیتے 171
- محدّثین تو کافر حکمران کے خلاف خروج کو واجب سمجھتے ہیں................ 172
- امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کو مخلوق کہنے پر حاکم کی تکفیر کیوں نہیں کی؟ 177
- امام احمد بن نصر الخزاعی رحمۃ اللہ علیہ کا حاکمِ وقت کے خلاف خروج................ 179

❁ شبہ:9

- بڑے مفسدے سے بچنے کے لیے چھوٹا مفسدہ اختیار کرنا.......................... 180

✸ ازالہ

- کشمیر کا بڑا مفسدہ پاکستان میں چھوٹا کیوں؟! 180

❁ شبہ:10

- معافی غیر بدری کے لیے بھی ہے... 182

✸ ازالہ

- حاطب رضی اللہ عنہ والی سعادت آج کسے حاصل ہے؟............................... 182
- ہم لوگوں کی ظاہری حالت کے پابند ہیں...................................... 182
- محدثین کی نظر میں بھی معافی صرف بدری کے لیے ہے.......................... 184
- ماضی قریب کے دو بڑے عرب علماء کی وضاحت............................. 188

❁ شبہ:11

- محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے سلطہ حاصل کر کے قتال کیا..................... 190

✸ ازالہ

- سوال کچھ جواب کچھ... 191
- محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک نام نہاد مسلمانوں کے خلاف تھی......... 191

❁ شبہ:12
❍ حکمرانوں کے کافر ثابت ہوتے ہی ان سے قتال نہیں ہو گا.................. 192
✸ ازالہ
❍ مفتی صاحب کو عجیب ہی نکتہ سوجھا.. 192
❍ مفتی صاحب کا کالا جھوٹ.. 192
❁ شبہ:13
❍ موجودہ حکمرانوں کی حجاج سے تشبیہ...................................... 193
✸ ازالہ
❍ ظالم مسلمان حکمرانوں کی تو بات ہی نہیں ہو رہی............................ 193
❍ موجودہ حکمرانوں کو حجاج پر قیاس کرنا سراسر غلط ہے........................ 194
❍ بعض اسلاف نے تو حجاج کو کافر کہہ دیا تھا.................................. 195
❁ شبہ:14
❍ پاکستان میں جنگ کا فائدہ ہندوؤں' یہودیوں اور عیسائیوں کو ہو گا............ 195
✸ ازالہ
❍ جہادی مسائل جہادی علماء سے پوچھے جاتے ہیں.............................. 195
❍ آؤ محاذ والوں سے پوچھتے ہیں.. 196
❍ پاکستان کو امریکی جنگ سے الگ نہیں کیا جا سکتا............................ 197
❍ پاکستان میں کارروائیوں سے مجاہدین کو نہیں دشمن کو نقصان پہنچا............ 198
❍ پاکستان میں موجود مجاہدین کو نصیحت...................................... 198
❍ اب بھی کوئی شک باقی ہے؟... 199
❍ پاکستانی فوج سے قتال امریکہ کے خلاف فرض عین جہاد کا جزو ہے............ 199
❍ اگر افغانی فوج سے لڑنا واجب ہے تو پاکستانی فوج سے لڑنا حرام کیوں؟!........ 200

- پاکستان میں جہاد کیوں......؟ 201
- افغانستان اور پاکستان......ایک ہی محاذ ہیں 202
- دشمن بھی اسے ایک محاذ جنگ سمجھتا ہے 202
- امریکہ کی اتحادی افغان فوج کے خلاف قتال پر علمائے امت متفق ہیں 203
- کیا پاکستانی فوج بھی امریکہ کی اتحادی نہیں؟ 203
- یہ امارتِ اسلامیہ افغانستان کے دفاع کی جنگ ہے 204
- خطّے کو جنگ میں دھکیلنے کی ذمہ دار پاکستانی فوج ہے 204
- امارتِ اسلامیہ افغانستان کو گرانے میں پاکستان کا کردار 205
- پاکستان کے ہاتھوں قائدینِ امارت اسلامیہ کی شہادتیں و گرفتاریاں 205
- جہادِ پاکستان، جہادِ افغانستان کی تقویت کا ضامن ہے 206
- کیا پاکستان میں جنگ امریکا کے لئے فائدہ مند ہے؟! 206
- پاکستان......امریکی رسد گاہ اور آرام گاہ 207
- افغانستان میں مجاہدین کی فتح پاکستان میں جہاد سے منسلک ہے 207
- پاکستان میں امریکی مفادات پر مجاہدین کی کامیاب ضربیں 208
- کفر کی خادم فوج...... ماضی اور حال 208
- خاکی وردی میں ملبوس امریکی فوج 209
- کیا یہ ہماری فوج ہے......؟ 210
- شیخ اسامہ بن لادن رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام پاکستانیوں کے نام 210
- پاکستانی فوج سے کسی خیر کی امید نہ رکھئے 214
- پاکستانی نوجوانوں کے نام 215

شبہ:15

- حکم والا کڑا ٹوٹنے سے اسلام باقی رہتا ہے 216

✸ ازالہ

❍ کیا خوب حکمت جھاڑی! 216

❍ مفتی صاحب سے چند سوال.. 217

❍ ارجاء حکمرانوں کا پسندیدہ دین ہے.. 217

❍ حدیث میں بیان شدہ کڑے کی وضاحت.................................... 218

❁ شبہ:16

❍ حدود کا نفاذ حکمران کا کام ہے... 219

✸ ازالہ

❍ حکمران کافر ہوں تو مصلحت کا لحاظ رکھ کر حدود نافذ ہو سکتی ہیں............... 220

❍ جماعۃ الدعوۃ نے شرعی عدالت کیوں قائم کی؟ 220

❍ مفتی صاحب کی خدمت میں چند گزارشات.................................. 221

❍ مجاہدین کا دفاع ہر ایک پر فرض ہے.. 222

❍ حکمرانوں کا قرب بربادی کا باعث ہے.. 222

❍ کافروں اور مجرموں کا ساتھ نہ دو.. 223

عرض مؤلف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مُعِزِّ الْإِسْلَامِ بِنَصْرِهٖ، وَمُذِلِّ الشِّرْكِ بِقَهْرِهٖ، وَمُصَرِّفِ الْأُمُوْرِ بِأَمْرِهٖ، وَمُسْتَدْرِجِ الْكَافِرِيْنَ بِمَكْرِهٖ، الَّذِيْ قَدَّرَ الْأَيَّامَ دُوَلاً بِعَدْلِهٖ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ أَعْلَى اللّٰهُ مَنَارَ الْإِسْلَامِ بِسَيْفِه. أَمَّا بَعْدُ؛

زیرِ نظر کتاب" مرجئۃ العصر کی تلبیسات کا علمی محاکمہ" جماعۃ الدعوۃ کے مفتی مولانا مبشر احمد ربانی صاحب کی مشہور تقریر" فتنۂ تکفیر" بمقام سیالکوٹ اور"سوال و جواب کی نشست"بمقام مرکز طیبہ مرید کے کا علمی محاکمہ، رد اور جواب ہے۔ مفتی صاحب نے اپنی اس تقریر اور سوال و جواب کی نشست میں پاکستان کے طاغوتی، قبوری اور حربی کافروں کے فرنٹ لائن اتحادی پاکستانی حکمرانوں کا تلبیس اور تدلیس کے ساتھ دفاع کرتے ہوئے القاعدہ اور طالبان کے مجاہدین کے خلاف خوب زہریلا پراپیگنڈہ کیا ہے اور ان کو تکفیری اور خارجی ثابت کرنے کے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے، حتی کہ بعض نصوص کے ترجموں میں تحریف کی جسارت بھی کی ہے۔[1]

ہم اس کو مفتی صاحب کی بد نصیبی کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ ان کی تقاریر میں پاکستان کے طاغوتی، پوجی جانے والی قبروں کے مجاور، شرک کے اڈوں کے محافظ، شیعیت اور رافضیت کے علمبردار، حقّ تشریع اور قانون سازی جیسے الٰہی اختیارات رکھنے والے، اللہ کی شریعت کو معطل و تبدیل کر کے عباد اور بلاد پر انگریزی اور وضعی قوانین نافذ کرنے والے، متعدد و متنوع نواقضِ اسلام کے مرتکب، عصرِ حاضر کی صلیبی جنگ میں صلیبیوں اور حربی کافروں کے صفِ اول کے اتحادی اور نفاذِ شریعت کا مطالبہ کرنے والے مسلمانوں سے جنگ کرنے والے حکمرانوں کا رد نہ ہونے کے برابر ہے!![2] بلکہ مفتی صاحب نے ان حکمرانوں کے کفر و شرک اور ظلم و طغیان پر مجرمانہ خاموشی اختیار کر رکھی ہے......... جبکہ دوسری

---

[1] دیکھیے صفحہ نمبر:74,73

[2] مفتی صاحب آگے اشکال:5 کے تحت ایک حدیث لائے ہیں جو سراسر حکمرانوں کے خلاف جاتی ہے، مگر انھوں نے اسے بھی اُلٹا مجاہدین کے خلاف فِٹ کرنے کی جسارت کی ہے اور حکمرانوں کو تحفظ فراہم کیا ہے۔

طرف القاعدہ اور طالبان کے مجاہدین کے خلاف جگہ جگہ تقریریں کرتے پھر رہے ہیں اور بزعم خود "فتنہ" سے خبردار کرنے کے فرض سے عہدہ برآ ہونے کا بیڑہ اٹھائے ہوئے ہیں......... گویا پاکستان میں باقی سارے فتنے نابود ہو چکے ہیں اور محض القاعدہ اور طالبان کا "فتنہ" باقی رہ گیا ہے.........![1]

ان حالات میں پاکستان کے ان طاغوتی، قبوری اور رافضی حکمرانوں کے لیے مفتی صاحب کی یہ تقریریں ایک نعمتِ غیر مترقبہ اور من و سلویٰ کی حیثیت رکھتی ہیں! کیونکہ ارجاء حکمرانوں کا پسندیدہ دین ہے۔ وہ اس کے ذریعے اپنی دنیا کماتے ہیں اور اپنے دین کو ناکارہ کرتے ہیں۔

یہ کتاب، جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے، خالص کتاب و سنت اور علمائے سلف کے اقوال سے مزین ہے۔ اس میں حق کو آشکارا کیا گیا ہے۔ فقہ الواقع پر خوب زور دیا گیا ہے۔ اس معاملے میں

[1] یہ سلسلہ رکنے اور تھمنے کے بجائے دن بدن بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ نیز مفتی صاحب کی طرح جماعۃ الدعوۃ کے باقی رہنما اور ذمہ داران بھی یہی بھیانک کردار ادا کر رہے ہیں۔ ایک طرف تو وہ اپنی تقریروں اور جلسوں میں مجاہدین کے خلاف خوب زبان درازی اور الزام تراشی کر رہے ہیں۔ عوام کو ان سے بدظن اور متنفر کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ دوسری طرف کبار علماء سے کمرہ بند ملاقاتیں کر کے یا علماء اور طلباء وغیرہ کے کنونشن منعقد کر کے ان کو اپنا ہم خیال بنانے اور ان کی حمایت حاصل کرنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ ابھی کچھ ہی عرصہ پہلے جماعۃ الدعوۃ نے مرید کے میں علماء کنونشن اور تقریب بخاری کا انعقاد کیا۔ اس میں مفتی مبشر ربانی صاحب نے حق کی طرف رجوع کرنے کی بجائے دوبارہ پھر "فتنہ تکفیر" کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے القاعدہ اور طالبان کے مجاہدین کے خلاف خوب زہر اگلا کیونکہ ان کو یہی مشن سونپا گیا ہے۔ ان کی باتوں کا رد آپ اس کتاب میں پڑھ لیں گے۔ ان کے علاوہ دیگر مقررین بالخصوص حافظ سعید اور عبد الرحمان مکی نے بھی اپنی تقریروں میں فتنہ تکفیر کا تذکرہ کیا۔ اسی طرح حافظ عبد السلام بھٹوی صاحب سے بھی نہیں رہا گیا۔ انھوں نے صحیح بخاری کی آخری حدیث پر درس دیتے دیتے تکفیریوں اور خوارج (دراصل القاعدہ اور طالبان کے مجاہدین) پر تیر برسانے شروع کر دیے۔ وہ ان پر الزام تراشی کرتے ہوئے یہاں تک کہہ گئے کہ "ان کے نزدیک حکمران اور پاکستانی عوام سب کافر ہیں۔" (جماعۃ الدعوۃ کا مجلہ الحرمین، شعبان/1432 جولائی 2011ء) حالانکہ مجاہدین نے کبھی اس طرح پاکستانی عوام کو کافر قرار نہیں دیا۔ وہ کسی کو کافر کہتے بھی ہیں تو دلائل کی روشنی میں اس کے متعلق پوری وضاحت کرتے ہیں۔ جماعت الدعوۃ کے ذمہ داران اور رہنماؤں کا یہی وہ مذموم کردار ہے جس نے ہمیں ان کے خلاف قلم اٹھانے اور حقائق کا پردہ چاک کرنے پر مجبور کیا ہے تاکہ ہم انھیں آئینہ دکھائیں اور لوگوں کو ان کے پروپیگنڈے سے خبردار کریں۔

نہ تم ایذا ہمیں دیتے نہ ہم رسوا تمھیں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

کوئی مداہنت برتی گئی ہے نہ کسی کو خاطر میں لایا گیا ہے۔اس میں حق اور اہلِ حق کے معاملے میں پھیلائے جانے والے شکوک وشبہات کا بھرپور رد کیا گیا ہے۔حق کے معاملے میں کی جانی والی تلبیسات، تاویلات، تدلیسات اور اختراعات کا بھانڈا پھوڑا گیا ہے۔والحمد للہ

اس کتاب میں اس حقیقت کی خوب ترجمانی کی گئی ہے کہ حق کا معیار افراد، ذاتی افکاروآراء، تنظیمیں اور جماعتیں نہیں بلکہ محض کتاب وسنت ہے۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

(إِنَّ الْحَقَّ لَا يُعْرَفُ بِالرِّجَالِ، اِعْرِفِ الْحَقَّ تَعْرِفْ أَهْلَهُ)

"بے شک حق شخصیتوں کے ذریعے سے نہیں پہچانا جاتا۔ حق کو پہچان، تو حق والوں کو بھی پہچان لے گا۔"[1]

امام ابن حزم نے کیاخوب فرمایاہے:

"حق کے ساتھ اپنے دل میں کوئی وحشت اور گھبراہٹ محسوس نہ کرو، اس لیے کہ جس کے ساتھ حق ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہے۔اور اپنے مخالفین کی کثرتِ تعداد کی پرواہ مت کرو اور نہ یہ کہ ان کا زمانہ قدیم ہے اور لوگوں کے نزدیک ان کا بڑا مقام ہے۔پس حق ان سے تعداد میں بھی زیادہ ہے اور ہر ایک سے قدیم ہے۔وہ سب سے زیادہ معزز اور محترم ہے اور تعظیم کے زیادہ لائق ہے۔"[2]

جماعۃ الدعوۃ میں بعض مخلص لوگ بھی ہیں، خصوصاً کارکنان کی سطح پر قربانیاں دینے والے جہادی نوجوان تو کافی تعداد میں موجود ہیں۔ ہماری ان سب سے پُرخلوص گزارش ہے کہ جماعتی وتنظیمی تعصب اور جمود سے بالاتر ہو کر اس کتاب کا مطالعہ اور تحقیق کریں۔اپنے علماء ومفتیان اور قائدین سے ان سوالوں کے جواب لیں اور طاغوت کے زیرِ سایہ چلنے والی جہادی تنظیموں کی بجائے ایسے مجاہدین کے ساتھ شامل ہو جائیں جن کا جہاد ایجنسیوں کی دست وبرد سے محفوظ ہو، جن کے منصوبے طاغوتی ایجنسیوں کے دفاتر میں نہ طے پاتے ہوں اور جن کے جہاد کا اساسی مقصد اعلائے کلمۃ اللہ، شریعتِ

---

[1] تفسیر القرطبي، البقرة 42:2.

[2] التقريب لحدّ المنطق، ص: 193,194، دوسرا نسخہ، ص: 598.

محمدی کا نفاذ، کفر و شرک کا خاتمہ اور کفر پر مبنی نظام ہائے حکومت کی بربادی ہو۔ ایسے مجاہدین کے ساتھ شامل ہو جائیں جو کفر کی کسی مصنوعی سرحد کے پابند ہوں نہ وطنیت کے بت ہی کی پوجا کرتے ہوں، جو طاغوت سے قطعی بیزار ہوں اور اس کے وفادار اور تابع نہ ہوں، جو طاغوت کی آنکھوں کا تارا بننے کی بجائے طاغوت کی آنکھوں کا کانٹا بنے ہوئے ہوں اور ایسے مجاہدین ہوں جو اپنی دوستی اور دشمنی کا معیار اپنی تنظیم اور جماعت کی بجائے عقیدۂ توحید کو بناتے ہوں۔

نیز ہم مفتی صاحب سے بھی یہی گزارش کرتے ہیں کہ وہ ہماری معروضات پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں اور اپنے ارجائی مذہب پر نظرِ ثانی فرماتے ہوئے اس سے اعلانیہ رجوع کریں۔ خصوصاً ایمان و کفر کے مسئلے میں مرجئہ اور جہمیہ جیسے بدعتی اور گمراہ فرقوں کی موافقت کی بجائے اہل سنت اور سلف صالحین کے منہج کو اختیار کریں۔ نیز عقیدے اور ایمان و کفر کے باب میں علماء کے مرجوح اقوال اور اُن کی زلّات و خطاؤں کو اپنے ارجائی مذہب کے لیے دلیل مت بنائیں، اس لیے کہ سچا عالم ربانی وہ ہوتا ہے جو اللہ سے ڈرنے والا اور حق کو قبول کرنے والا ہو، خواہ حق بتانے والا کوئی بھی ہو۔ جب اس کے سامنے قرآن و سنت پر مبنی دلائل و براہین پیش کیے جائیں تو اس کا علمی قد کاٹھ اس کے حق کو قبول کرنے میں مانع نہ ہو۔ یہی ہمارے سلف صالحین کا وطیرہ رہا ہے۔ امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو ایک خط میں حق کی طرف رجوع کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا:

(لَایَمنَعُكَ قَضَاءٌ قَضَيتَهُ بِالأَمسِ رَاجَعتَ فِيهِ نَفسَكَ وَهُدِيتَ فِيهِ لِرُشدِكَ أَن تُرَاجِعَ الحَقَّ ، فَإِنَّ الْحَقَّ قَدِيمٌ لَّا يُبْطِلُ الْحَقَّ شَيْئٌ ، وَمُرَاجَعَةُ الْحَقِّ خَيْرٌ مِّنَ التَّمَادِي فِي الْبَاطِلِ)

”تم نے کل جو فیصلہ کیا تھا، اگر (آج) اس میں نظرِ ثانی کر لی اور صحیح بات کی طرف تمہاری راہنمائی ہو گئی تو وہ فیصلہ تمھیں حق کی طرف رجوع کرنے سے نہ روکے، اس لیے

کہ بے شک حق قدیم ہے۔ حق کو کوئی چیز باطل نہیں کر سکتی۔ حق کی طرف رجوع کر لینا باطل میں جھگڑنے سے بہتر ہے۔"[1]

ہم یہاں مفتی صاحب کے سامنے حق کی طرف رجوع کرنے کا ایک واقعہ رکھتے ہیں، جلیل القدر امام مجتہد حافظ ابن حزم الاندلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ایک مرتبہ میرا ایک آدمی سے کسی مسئلے میں مناظرہ ہوا۔ اس آدمی کی زبان میں کچھ لکنت تھی جس کی وجہ سے میں اس پر غالب آگیا۔ چنانچہ مجلس اس پر برخاست ہوئی کہ میں جیت گیا ہوں۔ جب میں اپنے گھر پہنچا تو اس مسئلے کے متعلق میرے دل میں ایک چیز کھٹکی۔ چنانچہ میں نے اسے بعض کتابوں میں تلاش کیا تو میں نے ایک ایسی صحیح دلیل کو پالیا جو کہ میری بات کا باطل ہونا اور میرے مخالف کی بات کا صحیح ہونا واضح کرتی تھی۔ اس مجلس میں ہمارا ایک ساتھی بھی میرے ساتھ شریک تھا۔ میں نے اسے یہ بات بتادی۔ پھر اس نے مجھے دیکھا کہ میں نے کتاب میں اس جگہ نشان لگا دیا ہے۔ وہ مجھے کہنے لگا: آپ کا کیا ارادہ ہے؟ میں نے کہا: میں اس آدمی کے پاس یہ کتاب لے کر جانا چاہتا ہوں اور اسے بتانا چاہتا ہوں کہ وہ حق پر ہے اور میں باطل پر ہوں، اور میں اپنی اس بات سے رجوع کرتا ہوں۔ وہ میری یہ بات سن کر حیران اور ششدر رہ گیا اور مجھے کہنے لگا: آپ اس بات کو اپنے لیے کیسے گوارا کر سکتے ہیں؟! میں نے اسے کہا: جی ہاں! اگر میرے لیے اسی وقت یہ ممکن ہو تو میں اسے کل تک بھی مؤخر نہ کروں۔[2]

ہم نے اس کتاب کا عربی نام اَلْاِنْتِصَارُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ وَالرَّدُّ عَلٰى مَنْ جَادَلَ عَنِ الطَّوَاغِيْتِ وَالْمُرْتَدِّيْنَ الظَّالِمِيْن رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس کاوش کو احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کا اہم ذریعہ بنائے۔ ہماری غلطیوں کو معاف فرما کر ہمیں طائفہ منصورہ اور سچے مجاہدین کی صف میں شامل فرمائے اور مجاہدینِ اسلام کو کفار و مرتدین پر فتح و کامیابی نصیب فرمائے۔ آمین یا رَبَّ الْعَالَمِيْن!

---

[1] سنن الدارقطني :4/202،حديث:4426،أخبار القضاة لمحمد بن خلف بن حيان: 1/72,71، بحوالہ تحقیقی مقالات:2/150 از حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ

[2] التقريب لحدّ المنطق، والمدخل اليه بالألفاظ العالمية والأمثلة الفقهية،ص:193,194، دوسرا نسخہ ،ص:599.

خادم المجاہدین
محمد خبیب صدیقی

تقریر: مفتی مبشر احمد ربانی صاحب

تاریخ: 26-12-2009

وقت: 6:36 pm

جسے کافر کہا جائے وہ نہ ہو تو کہنے والا کافر ہے

اشکال: 1 مفتی صاحب حدیث بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: «مَنْ كَفَّرَ أَخَاهُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا......» ’’جس نے اپنے بھائی کو کافر قرار دیا تو اس کفر کے فتوے کے ساتھ دونوں میں سے ایک شخص پر ضرور پلٹے گا۔‘‘[1] یا وہ شخص جس کو کافر قرار دیا گیا، وہ ہو گا۔ اگر وہ کافر نہیں ہے تو یہ فتویٰ اُس کفر کا فتویٰ لگانے والے شخص کو لوٹ آئے گا۔

کیا دلیل کے ساتھ کافر کہنے والے کا بھی یہی معاملہ ہے؟

ازالہ: مفتی صاحب سے سوال ہے کہ کیا یہ حدیث مطلق طور پر اور ہر حالت میں کلمہ گو کو کافر کہنے سے منع کرتی ہے یا صرف بغیر دلیل کے تکفیر سے روکتی ہے؟! نیز کیا متعدد نواقضِ اسلام کے مرتکب اور اپنے شرکیہ اور کفریہ اقوال و افعال کا کھلم کھلا اظہار کرنے والے لوگ بھی «أَخَاهُ» میں داخل ہیں؟!

اگر آپ کہیں کہ دلیل کے ساتھ ہم کسی کو کافر تو کہہ دیں مگر ہماری دلیل صحیح نہ ہو اور وہ مخاطب کافر نہ ہو تو پھر کیا اس حدیث کے مطابق متکلم خود کافر نہیں ہو جائے گا؟ تو عرض ہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہے کیونکہ اگر ایک عالم کے اصول و قواعد اہل سنت والے ہیں، وہ جب دلیل کے ساتھ کسی کو کافر کہتا ہے تو غلطی ہو جانے کی صورت میں وہ کافر تو درکنار، گناہ گار بھی نہیں ہوتا۔ مثلاً سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جب

[1] مسند أحمد: 142/2. مزید دیکھیے: صحيح البخاري، حديث: 6103، وصحيح مسلم: 60.

حاطب رضی اللہ عنہ کو کفر کا مرتکب اور گردن زدنی کے قابل قرار دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں کہا کہ ''جو کسی بھائی کو کافر کہتا ہے تو ان دونوں میں سے ایک ضرور کافر ہو جاتا ہے۔''

ائمہ اور شارحینِ حدیث نے یہ بات صراحت سے لکھی ہے کہ مسلمان کی تکفیر کے بارے میں متأول کا حکم دوسرے سے قطعی مختلف ہوتا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں ان الفاظ میں باب قائم کیا ہے:

بَابُ مَنْ أَكْفَرَ أَخَاهُ بِغَيْرِ تَأْوِيلٍ فَهُوَ كَمَا قَالَ

''جس نے بغیر تاویل کے اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہا تو وہ خود ویسا ہی ہے جیسا کہ اس نے کہا۔''[1]

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''امام بخاری نے اس مطلق خبر کو اس بات کے ساتھ مقید کیا ہے کہ جب یہ کہنے والے سے بغیر تاویل کے صادر ہو (جب تاویل کے ساتھ کسی کو کافر کہے گا تو کافر نہیں ہو گا)۔''[2]

علامہ عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''امام بخاری نے اس کو تاویل کے ساتھ اس لیے مقید کیا ہے کہ جب وہ تاویل کے ساتھ کسی مسلمان کی تکفیر کرے گا تو معذور ہو گا، گناہ گار نہیں ہو گا، اسی لیے جب عمر رضی اللہ عنہ نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی طرف نفاق کی نسبت کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو تاویل ہی کی وجہ سے معذور سمجھا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو ایک بدری صحابی کو کافر کہنے کی بنا پر کافر قرار نہیں دیا کیونکہ انہوں نے تاویل کے ساتھ ایسا کیا تھا)۔''[3]

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

---

[1] صحيح البخاري، قبل الحديث: 6103.

[2] فتح الباري: 10/632، طبع دار السلام.

[3] عمدة القاري: 22/157

"اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ مسلمان قتل اور زنا جیسے گناہوں کی وجہ سے کافر نہیں ہوتا، اسی طرح اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہنے کی وجہ سے بھی اس وقت تک کافر نہیں ہوتا جب تک وہ دین اسلام کے باطل اور جھوٹا ہونے کا عقیدہ نہ رکھتا ہو۔"[1]

دیگر محقق علماء کا ایک اور موقف

اس کے علاوہ ہم آپ کو یہ بھی بتاتے چلتے ہیں کہ دیگر بہت سارے علماء اور محققین نے مذکورہ بالا حدیث کو قرینہ صارفہ کی وجہ سے اس کے ظاہری معنی کی بجائے زجر و توبیخ اور تشدید و تغلیظ پر محمول کیا ہے۔ ان کے نزدیک اگر کوئی مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی کو دلیل اور تاویل کے بغیر بھی کافر کہہ دیتا ہے، تب بھی وہ نہ تو کفرِ اکبر کا مرتکب ہو گا اور نہ ملت ہی سے خارج ہو گا۔ اس موقف کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ رَمٰی مُؤْمِنًا بِکُفْرٍ فَھُوَ کَقَتْلِهِ»

"جس نے کسی مومن پر کفر کا الزام لگایا تو وہ اسے قتل کرنے کے برابر ہے۔"[2]

اس حدیث میں وجہ دلالت یہ ہے کہ آپ نے مسلمان کو کافر کہنے کو اس کے قتل کے برابر قرار دیا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ کسی مسلمان کو قتل کرنا اس پر کفر کا حکم لگانے سے زیادہ سخت ہے، جبکہ قتل بالاتفاق کفر و شرک کی نسبت کم تر اور ہلکا گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

« وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ»

"فتنہ (شرک) قتل سے زیادہ سخت (گناہ) ہے۔"[3]

«وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ»

"فتنہ (شرک) قتل سے کہیں بڑا (گناہ) ہے۔"[4]

---

[1] شرح مسلم للنووي : 2/65

[2] المعجم الكبير للطبراني: 22 /177، حديث: 460، و صحيح الجامع الصغير، حديث: 6269.

[3] البقرة 2:191.

[4] البقرة 2:217

پس واضح ہوا کہ شرعی دلیل اور معتبر تاویل کے بغیر کسی مسلمان کو کافر کہنا صرف ناجائز ہی نہیں بلکہ بہت بڑا گناہ ہے۔ اس سے توبہ اور استغفار کرنا لازم ہے۔ لیکن اس کی وجہ سے آدمی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔[1]

امام بخاری نے گزشتہ باب کے بعد بایں الفاظ باب قائم کیا ہے:

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ إِكْفَارَ مَنْ قَالَ ذٰلِكَ مُتَأَوِّلاً أَوْ جَاهِلاً، وَقَالَ عُمَرُ لِحَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ: إِنَّهُ نَافَقَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللّٰهَ قَدِ اطَّلَعَ إِلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ»

"جو ایسے شخص کو کافر نہیں سمجھتا جس نے تاویل کرتے ہوئے یا جہالت کی وجہ سے کسی مسلمان کو کافر کہا، اور عمر رضی اللہ عنہ نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کہا کہ وہ منافق ہو گئے ہیں تو نبی ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "تجھے کیا معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ہے کہ میں نے تم کو معاف کر دیا ہے۔"[2]

درج بالا ترجمۃ الباب سے واضح ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سمجھتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے حاطب رضی اللہ عنہ کی تکفیر کی ہے اور انھیں ملت سے خارج کر دینے والے کفر کا مرتکب ٹھہرایا ہے لیکن اس کے باوجود نبی ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کو مذکورہ حدیث کی بنا پر کافر قرار نہیں دیا کیونکہ انھوں نے تاویل اور دینی غیرت کی وجہ سے حاطب رضی اللہ عنہ کو کافر قرار دیا تھا۔

صحیح بخاری کے شارح کرمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

[1] دیکھیے: المغني لابن قدامة: 2/300، التمهيد لابن عبدالبر: 14/17-15، ومجموع الفتاوى لابن تيمية: 7/355

[2] صحيح البخاري، قبل الحديث: 6106.

”اس باب سے امام بخاری کا مقصود یہ ہے کہ متأول کسی دوسرے کی تکفیر کرنے میں معذور ہوتا ہے، گناہ گار نہیں ہوتا، اسی لیے نبی ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کو اس وقت معذور سمجھا جب انھوں نے تاویل کے ساتھ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی طرف نفاق کی نسبت کی۔“ [1]

صحیح بخاری کے ایک اور شارح ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”مہلب نے کہا کہ امام بخاری کے اس باب کا مطلب یہ ہے کہ متأول معذور ہوتا ہے، گناہ گار نہیں ہوتا۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ حاطب رضی اللہ عنہ نے جب مشرکین کو خط لکھا تو عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں منافق قرار دیا۔ نبی ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کو معذور سمجھا جب انھوں نے حاطب رضی اللہ عنہ کی طرف نفاق کی نسبت کی، حالانکہ نفاق بدترین کفر ہے لیکن آپ نے عمر رضی اللہ عنہ کو اس وجہ سے کافر قرار نہیں دیا۔“[2]

علمائے امت کے اس جیسے بہت سے اقوال موجود ہیں۔ وہ سارے کے سارے اس بات پر واضح دلالت کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے حاطب رضی اللہ عنہ کی یا تو صراحت کے ساتھ قَدْ كَفَرَ (انھوں نے کفر کیا ہے) کے لفظ سے تکفیر کی، یا ان کی طرف نفاق کی نسبت کر کے انھیں اِنَّهٗ مُنَافِقٌ (بے شک وہ تو منافق ہیں) کہہ کر کافر قرار دیا لیکن اس کے باوجود عمر رضی اللہ عنہ کو کافر قرار نہیں دیا گیا، کیونکہ وہ متأول تھے اور دلیل کی بنیاد پر حاطب رضی اللہ عنہ کی تکفیر کر رہے تھے۔

حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں حاطب رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ مجھے اِس منافق کی گردن مارنے کی اجازت دیجیے۔ پس حاطب رضی اللہ عنہ کو کافر کہنے کی وجہ سے عمر رضی اللہ عنہ کافر نہیں ہوئے بلکہ آپ خطاکار اور متأول تھے۔“[3]

---

[1] صحیح البخاری بشرح الکرمانی: 21/227

[2] شرح البخاری لابن بطال: 17/353

[3] الفصل فی الملل والأهواء والنحل، باب الکلام فیمن یکفر ولا یکفر: 2/276، طبع دار الکتب العلمیة.

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''عمر رضی اللہ عنہ نے حاطب رضی اللہ عنہ کو منافق قرار دیا، حالانکہ وہ منافق نہیں تھے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب رضی اللہ عنہ کے اس قول کی تصدیق کر دی جو انھوں نے اپنے متعلق کہا تھا۔ لیکن انھیں منافق کہنے کی وجہ سے عمر رضی اللہ عنہ کافر نہیں ہوئے کیونکہ انھوں نے تاویل کے ساتھ حاطب رضی اللہ عنہ کو کافر قرار دیا تھا۔''[1]

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اس واقعے میں اس بات کی دلیل ہے کہ جو کسی مسلمان کو تاویل کی وجہ سے کافر یا منافق قرار دے جبکہ وہ اہل اجتہاد میں سے ہو، تو اس پر اعتراض نہیں کیا جائے گا۔''[2]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''مسلمان جب کسی سے قتال کرنے یا کسی کو کافر کہنے میں متأول ہوتا ہے تو اس سے وہ کافر نہیں ہو جاتا جیسا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کہا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے اِس منافق کی گردن مارنے کی اجازت دیجیے۔''[3]

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جب عمر رضی اللہ عنہ نے بدری صحابی حاطب رضی اللہ عنہ پر نفاق کی تہمت لگائی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وجہ سے ان کا مواخذہ نہیں کیا کیونکہ انھوں نے تاویل کے ساتھ ایسا کیا تھا۔ اسی طرح آپ نے اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کا مواخذہ بھی نہیں کیا جب انھوں نے خزرج کے سردار سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو کہا: ''بے شک تو منافق ہے۔ تو منافقین کی طرف سے جھگڑ رہا ہے۔'' کیونکہ انھوں نے تاویل کی وجہ سے ایسا کہا تھا۔ اسی طرح آپ نے اس شخص کا بھی تاویل ہی کی وجہ سے

---

[1] شعب الایمان: 1/91، طبع دار الکتب العلمیة.

[2] شرح السنة: 11/75، طبع المکتب الاسلامي

[3] مجموع الفتاویٰ: 3/283

مواخذہ نہیں کیا تھا جس نے مالک بن دخشم رضی اللہ عنہ کے متعلق کہا: ”یہ منافق ہے۔ ہم اس کا میلان اور اس کی بات چیت منافقین ہی میں دیکھتے ہیں۔“[1]

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ دوسری جگہ فتح مکہ سے مستنبط فوائد کے تحت لکھتے ہیں:

”اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص کسی مسلمان کو اپنی خواہش کے بغیر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غصہ کرتے ہوئے دینی غیرت و حمیت کی وجہ سے بطور تاویل کافر یا منافق کہہ دے تو اس سے وہ کافر نہیں ہو گا بلکہ گناہ گار بھی نہیں ہو گا اور اسے اس کی نیت کے مطابق ثواب ملے گا۔“[2]

ائمۃ الدعوۃ النجدیۃ نے لکھا ہے:

”جو شخص تاویل اور اللہ کے لیے غصہ کرتے ہوئے کسی کو کافر، فاسق اور منافق قرار دے ڈالے تو اس سے معافی کی امید رکھی جائے گی جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کہا کہ یہ منافق ہے۔ اسی طرح دیگر کئی صحابہ سے بھی اس طرح کے اقوال ثابت ہیں۔“[3]

علامہ سلیمان بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ آل شیخ لکھتے ہیں:

”یہاں یہ بات اچھی طرح جان لینی چاہیے کہ کسی شخص پر ظاہری طور پر نفاق کا حکم لاگو کرنے سے لازم نہیں آتا کہ وہ باطنی طور پر بھی منافق ہے۔ جب اس میں نفاق والی علامات پائی جائیں گی تو جو اسے منافق قرار دینا چاہے، دے سکتا ہے، اگرچہ وہ حقیقت میں منافق نہ ہو، کیونکہ اس جیسے بعض امور کبھی انسان جہالت، غلطی یا ایسے ارادے سے کرتا ہے جو اسے منافق کے دائرے سے نکال دیتے ہیں۔ جو اس کو منافق قرار دے، اس پر انکار

---

[1] اعلام الموقعین: 5/510، بتحقیق مشھور حسن

[2] زادالمعاد: 3/423

[3] الدرر السنیۃ: 13/416

نہیں کیا جائے گا جس طرح نبی ﷺ نے اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ پر انکار نہیں کیا جب انھوں نے سعد رضی اللہ عنہ کو منافق قرار دیا، حالانکہ وہ منافق نہیں تھے۔"[1]

الغرض نبی کریم ﷺ نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو کافر و منافق کہنے اور ان کے قتل کی اجازت طلب کرنے پر نہ تو عمر رضی اللہ عنہ کو اس مذکورہ حدیث کا مصداق قرار دے کر کافر کہا کہ تو نے ایک بدری صحابی کی تکفیر کی ہے، لہٰذا تو تکفیری اور خارجی ہے! اور نہ آپ ﷺ نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ہی کو منافق کہنے پر اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کو اس مذکورہ حدیث: «مَنْ كَفَّرَ أَخَاهُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا.........» کے مصداق کافر، تکفیری اور خارجی قرار دیا کیونکہ انھوں نے دلیل اور تاویل کے ساتھ ایسا کیا تھا۔

اب میں مفتی صاحب کے سامنے ماضی قریب کا ایک واقعہ رکھتا ہوں۔ سعودی عرب کے نامور عالم دین محمد بن صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ نے عالم اسلام کے ایک مشہور عالم علامہ یوسف القرضاوی کو اس کے ایک کفریہ قول کی وجہ سے توبہ نہ کرنے کی صورت میں واجب القتل قرار دیا۔[2]

چنانچہ جن علمائے کرام نے قرضاوی پر کفر کا فتویٰ لگانے میں شیخ ابن عثیمین کو غلطی پر سمجھا، انھوں نے یہ نہیں کہا کہ شیخ تکفیری اور خارجی ہیں اور مذکورہ بالا حدیث کے مطابق کفر کا حکم شیخ ابن عثیمین پر لوٹ آیا ہے کیونکہ انھوں نے امت کے علماء میں سے ایک عالم کی تکفیر کی ہے؟

امیر جماعت الدعوۃ حافظ محمد سعید کے بھائی حامد کمال الدین لکھتے ہیں:

"مسلمان بھائی کو کافر کہنے کی ممانعت والی حدیث کا مصداق وہی آدمی ہو سکتا ہے جو نواقضِ اسلام کا واضح طور پر مرتکب نہ ہو۔ البتہ جب کسی نے نواقضِ اسلام ہی کا ارتکاب کر لیا تو پھر مسلمان بھائی کو کافر کہنے سے ممانعت والی حدیث کے حوالے دیے جانا چہ معنی دارد؟! ورنہ فقہ اسلامی میں مرتد کا باب سرے سے نہ ہوتا کیونکہ ہر آدمی جانتا ہے ارتداد کا حکم غیر کلمہ گو پر نہیں، کلمہ گو پر ہی لگتا ہے۔"[3]

---

[1] الدرر السنية: 8/165، مجموعة التوحيد: 1/68، الجامع الفريد ص: 437.

[2] دیکھیے: محاكمة القرضاوي في بلاد شنقيط، ص: 8.

[3] نواقضِ اسلام، ص: 13

آخر میں سوال ہے کہ حافظ عبد السلام بھٹوی صاحب نے کلمہ گو کشمالہ طارق پر کفر کا فتویٰ کیوں لگایا تھا؟ جو جماعت الدعوۃ کی ہفت روزہ اخبار موجودہ جرار میں شائع بھی ہوا تھا۔

تکفیر کے بجائے صرف اصلاح ہونی چاہیے!

اشکال نمبر:2 کسی شخص کا قولِ کفر یا عملِ کفر دیکھ کر ہمارا کام یہ ہونا چاہیے کہ ہم اُسکی تکفیر کی بجائے اصلاح کریں اور اُس کی تربیت کریں۔ نبی ﷺ کا بھی یہی منہج تھا۔ آپ اپنے ساتھیوں میں کفریہ باتیں سن کر یا کفریہ عمل دیکھ کر اُن کی تکفیر نہیں کرتے تھے بلکہ اُن کی اصلاح فرماتے تھے۔

پھر مفتی صاحب نے درج ذیل احادیث سے مثالیں بیان کیں:

① ابراہیم کی وفات پر سورج گرہن پر کفریہ بات کہنے والے صحابہ کی تکفیر کی بجائے اصلاح کی۔[1]

② غزوہ حنین سے واپسی پر نئے نئے مسلمانوں کی طرف سے ذاتِ انواط بنانے کے مطالبے پر نبی ﷺ نے تکفیر نہ کی اور نہ موسی علیہ السلام ہی نے بنی اسرائیل کی تکفیر کی۔[2]

③ صحابی نے زنا کی اجازت مانگی، آپ ﷺ نے دعا اور اصلاح کی۔[3]

پس اسلام نے یہاں یہ تعلیم دی کہ کوئی کسی حرام کردہ کام کا ارتکاب کر لے یا اجازت طلب کرے اور اسلام کا نام لینے والا ہو تو ہمارا کام یہ ہے کہ ہم اس کی اصلاح کریں۔ آپ نے اس کو گمراہ یا کافر قرار دے کر علیحدہ نہیں کر دیا۔

پس اسلام نے یہاں یہ تعلیم دی کہ کوئی کسی حرام کردہ کام کا ارتکاب کر لے یا اجازت طلب کرے اور اسلام کا نام لینے والا ہو تو ہمارا کام یہ ہے کہ ہم اس کی اصلاح کریں۔ آپ نے اس کو گمراہ یا کافر قرار دے کر علیحدہ نہیں کر دیا۔

---

[1] صحيح البخاري، حديث:1043، وصحيح مسلم، حديث:915.

[2] جامع الترمذي، حديث:2180. یاد رہے کہ یہ واقعہ حنین سے واپس آتے ہوئے نہیں بلکہ حنین کی طرف جاتے ہوئے راستے میں پیش آیا تھا۔

[3] مسند أحمد:256/5.

تکفیر کے بجائے اصلاح کب ہو گی؟

ازالہ: مفتی صاحب نے درج بالا بات کہہ کر تکفیر معین کا دروازہ ہی بند کر دیا ہے تا کہ اسلام ہر ملحد اور زندیق کے ہاتھوں کھلونا بن جائے، لوگ کھلم کھلا کفریہ اور شرکیہ اعمال کرتے رہیں، اسلامی عقائد کے بخیے ادھیڑتے رہیں اور ہم ان کی تکفیر کی بجائے اصلاح کرتے رہیں؟ ہم مفتی صاحب سے یہ پوچھتے ہیں کہ اگر کسی کو بھی کافر نہیں کہنا تو حدیث اور فقہ کی کتابوں میں بَابُ حُکْمِ الْمُرْتَدِّ کیوں قائم کیا گیا ہے۔ اگر تکفیر کی بجائے اصلاح کی تجویز (جسے منہجِ نبوی کہا گیا ہے) ہر صورت میں قابلِ عمل ہے تو پھر عمر عبداللہ، کشمالہ طارق، سلمان رشدی، حامد کرزئی وغیرہ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

اصل میں تکفیر کی بجائے اصلاح صرف اس وقت ہے جب کوئی کفریہ بات لاعلمی میں ہو جیسا کہ مفتی صاحب کی پیش کردہ تمام مثالوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جہالت اور لاعلمی کی بنا پر ایسی باتیں کر دی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منع کرنے اور اصلاح فرمانے پر انھوں نے اپنی باتوں سے رجوع کر لیا اور اپنی اصلاح کر لی۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منع کرنے کے باجود اپنی باتوں پر مصر نہیں ہوئے۔

ہم مفتی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منع کرنے کے باوجود وہ ذات انواط بنا لیتے، یا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے ساتھ سورج گرہن کو منسلک کر لیتے، یا زنا کی اجازت طلب کرنے والا آپ کے سمجھانے کے باوجود زنا کا مرتکب ہو جاتا تو پھر بتایئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح اصلاح فرماتے؟!

ذات انواط والے شبہے کا جواب بزبان محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ

اب ہم مفتی صاحب کے اس اعتراض کی طرف آتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذاتِ انواط کا مطالبہ کرنے والے مسلمانوں کو کافر قرار دیا نہ موسیٰ علیہ السلام ہی نے بنی اسرائیل کی تکفیر کی۔ مفتی صاحب کے اس شبہے اور اعتراض کا جواب ہم ترجمانِ اہل سنت شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی دینا چاہتے ہیں۔ امام صاحب اپنی شاندار اورارجاء کے پردوں کو چاک کر دینے والی کتاب ”کشف الشبہات“ کے صفحہ 24 پر لکھتے ہیں:

”مشرکین کے ہاں اس قصے سے ایک اور شبہ ہے جس سے وہ دلیل لیتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں: بنی اسرائیل کے جن افراد نے ﴿اجْعَل لَّنَا إِلَٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ﴾ ”ہمارے لیے ایک معبود بنادے جس طرح کہ ان کے معبود ہیں۔“[1] کہا تھا، اس سے وہ کافر تو نہیں ہوئے تھے۔ اسی طرح جن صحابہ نے نبی کریم ﷺ سے ذاتِ انواط کا مطالبہ کیا تھا، انھیں بھی کافر قرار نہیں دیا گیا تھا؟

اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ نہ تو بنی اسرائیل نے کسی غیر اللہ کو الٰہ بنایا تھا اور نہ ان صحابہ ہی نے، جنھوں نے نبی ﷺ سے ذاتِ انواط کا مطالبہ کیا تھا، اپنے لیے کوئی ذاتِ انواط مقرر کیا۔ علماء کا اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اگر بنی اسرائیل کسی غیر اللہ کو الٰہ بنا لیتے تو قطعاً کافر قرار پاتے۔ اسی طرح اس میں بھی اختلاف نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کو نبی کریم ﷺ نے منع کیا تھا، اگر وہ آپ کی بات نہ مانتے اور آپ کے منع کرنے کے باوجود کسی درخت کو ذاتِ انواط مقرر کر لیتے تو وہ بھی کافر ہو جاتے۔“

قارئین کرام! ہم حیران ہیں کہ جو شبہ اور اعتراض امام صاحب کے دور میں قبر پرست مشرکین کا تھا، بالکل وہی شبہ اور اعتراض جماعۃ الدعوۃ کے مفتی حضرات اور ”سلفیت“ کے ٹھیکیداروں کا ہے........! خالص اور اصلی سلفیت ارجاء میں ڈوبے ہوئے لوگوں سے بالکل بری ہے:

فَيَا أَيُّهَا الْمُنْتَمِي زُورًا إِلَيْهَا
لَسْتَ مِنْهَا وَلَا قُلَامَةَ ظُفُرٍ

”خود کو اس کی طرف جھوٹا منسوب کرنے والے! تیرا اس سے ناخن کے تراشے برابر بھی تعلق نہیں۔“

عباسی شاعر احمد بن ابی فَنَن (188- 278ھ/803-891ء) نے اس کی تعبیر کچھ اس طرح کی ہے:

لِسَانِي لِلَيْلَى وَالْفُؤَادُ لِغَيْرِهَا

[1] الأعراف7:138.

وَفِي لَحْظِ عَيْنِي مُكَذِّبٌ لِلِسَانِيَا

''زبان پر لیلیٰ اور دل میں کوئی اور، میرا کن انکھیوں سے دیکھنا بھی میری زبان کو جھٹلا رہا ہے۔''

حکم نہیں لگے گا تو حد کیسے لگے گی!

ویسے مفتی صاحب نے یہ تو کہہ دیا کہ کوئی اسلام کا نام لینے والا کسی حرام کام کا ارتکاب کرلے تو اس کی اصلاح کریں، مثلاً کوئی زنا کا مرتکب ہو تو اس کی اصلاح کرنی چاہیے، زنا کا حکم نہیں لگانا چاہیے۔ عرض ہے کہ جناب! آپ نے زنا کی حد تو ساقط کر دی۔ جب زنا کا حکم نہیں لگے گا تو حد کیسے لگے گی؟! اسی طرح حدیث: «مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ» کے تحت مرتد کی حد قتل کرنا ہے۔ وہ تب لگے گی جب مرتد کا حکم لگے گا۔ آپ آج بتائیں کہ

- حکمرانوں کو تاتاریوں کی طرح غیر شرعی قانون نافذ کرنے سے روکا گیا۔ ان کی اصلاح کی گئی مگر وہ باز نہ آئے۔
- قادیانیوں کو عقیدہ ختم نبوت کا کہا گیا مگر وہ باز نہ آئے۔
- اسماعیلیوں اور رافضیوں کو ان کے کافرانہ اور مشرکانہ عقائد و نظریات پر متنبہ کیا گیا، ان کی اصلاح کی گئی مگر وہ باز نہ آئے۔
- حکمرانوں کو مسلمانوں کے خلاف کافروں کی مدد کرنے، ان کا حلیف و اتحادی بننے سے منع کیا گیا، ان کی اصلاح کی گئی مگر وہ بالکل باز نہ آئے۔

تو کیا ان سب کی تکفیر کیے بغیر اسی طرح اصلاح جاری رکھنی چاہیے تاکہ اسلام اور اسلامی عقائد ہر منافق اور زندیق کے ہاتھوں کھلونا بن کر رہ جائیں؟ اگر آپ کہتے ہیں کہ اصلاح جاری رکھنی چاہیے تو پھر آپ قادیانیوں، مشرکوں، رافضیوں اور اسماعیلیوں کو حدیث کے لفظ «أَخَاهُ» سے کیسے نکالیں گے؟ اُن کی تکفیر کے بغیر اصلاح کیوں نہیں کرتے؟ اسی طرح کشمیر کے حکمران عمر عبداللہ اور افغانستان کے حکمران حامد کرزئی اور ان کی فوجوں کو «أَخَاهُ» سے کیسے نکالیں گے؟ ان کی تکفیر اور قتال کے بغیر اصلاح کیوں نہیں کرتے؟

مفتی صاحب کا"کلمہ گو مشرک"میں اعترافِ حقیقت

آپ نے اپنی کتاب"کلمہ گو مشرک" جسے آپ نے یوٹرن لینے سے پہلے لکھا تھا، اس میں خود واضح طور پر لکھا ہے:

"جب ایسا شخص جو توحید ورسالت کے اقرار اور نماز، روزہ کے عمل کے باوجود کسی دوسرے کو مرتبہ رسالت پر فائز کر دیتا ہے تو کافر قرار دیا جاتا ہے تو جو شخص انبیاء و اولیاء، ملائکہ، جنوں اور سورج و چاند وغیرہ کو رب العلمین کے مرتبہ پر فائز کر دیتا ہے اور تمام الٰہی اختیارات کو مخلوق میں عملاً مان رہا ہو تو اس کو مشرک کیوں نہ کہا جائے۔ واللہ اعلم۔"[1]

تکفیر اصلاح کے منافی نہیں

نیز مفتی صاحب سے عرض ہے کہ کھلم کھلا نواقض اسلام کے مرتکب کی تکفیر کرنا اس کی اصلاح کے منافی ہر گز نہیں۔ ممکن ہے کہ وہ اپنے کافر کہے جانے پر توبہ کرلے اور اس تکفیر سے اس کی اصلاح ہو جائے۔

حامد کمال الدین صاحب اصلاح کی بابت لکھتے ہیں:

"تو چلیے پھر ہم یہ فرض ہی کر لیتے ہیں کہ کسی خطہ کے اندر وقت کے اہل علم نے یا اہل علم کے ایک فریق نے وہاں پائے جانے والے کسی حکمران یا حکمرانوں کی تکفیر کر دی ہے۔ تو کیا اب اُس حکمران یا اُس مجموعہ حکام کی اصلاح خارج از سوال ٹھہرے گی؟ یہ سوال یوں سامنے لایا جانا آخر کیا ضروری ہے کہ: یا تکفیر / یا اصلاح؟؟ ان دو چیزوں کے مابین کون سا قطعی تعارض ہے؟(تکفیر کے شرعی تقاضے پورے کرتے ہوئے) اگر اہل علم کے ہاتھوں کسی کی تکفیر بھی ہوتی ہے تو شرعی نصوص میں کون سی دلیل ہے کہ اُس کی اصلاح کا فریضہ اب معطل ٹھہرا دیا گیا ہے؟ فرعون سے بڑا تو کوئی طاغوت نہ ہو گا جو خم ٹھونک کر کہتا ہے

[1] کلمہ گو مشرک، ص: 125.

:﴿أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَىٰ ○﴾!(میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں)[1] تو کیا اس طاغوت کی طرف اللہ اپنے دو برگزیدہ رسولوں کو یہ ہدایت کر کے نہیں بھیجتا:

﴿اذْهَبَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ○ فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ ○﴾

"دونوں فرعون کے پاس جاؤ وہ بڑا سرکش ہو گیا ہے۔ پھر اُس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا، شاید کہ وہ نصیحت قبول کر لے یا خشیت اختیار کر لے۔"[2]

یہ شعیب علیہ السلام ہیں جو کافروں اور منکروں میں گھرے ہیں اور فرما رہے ہیں:

﴿إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ○﴾

"میں تو اصلاح چاہتا ہوں جہاں تک میرے امکان میں ہے۔ اور مجھ کو جو کچھ توفیق ہو جاتی ہے صرف اللہ ہی کی مدد سے ہے۔ اُسی پر میں بھروسہ رکھتا ہوں اور اُسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔"[3]

"اصلاح" کا مفہوم نری میٹھی گولیاں تو نہیں!!! یہاں "شفاخانوں" میں کیا کیا کچھ نہیں پایا جاتا!!؟"[4]

ملک میں قتل وغارت

اشکال:3 مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے کسی دوسرے منہج والے نے ایک CD لا دی جس میں ایک آدمی نے سیاہ کپڑا لپیٹا ہوا تھا اور ملک میں قتل وغارت کے حوالے سے کہہ رہا تھا کہ علماء سے سنا ہے کہ یہ لوگ کافر ہیں۔ جب کافر ہیں تو ان کو مارنا فرض ہوا![1] کن علماء سے سنا ہے، اس کا کوئی پتا نہیں۔

---

[1] النّٰزعٰت 79:24.

[2] طٰہٰ 20: 43،44.

[3] ھود 11:88.

[4] سہ ماہی ایقاظ: اکتوبر تا دسمبر 2009ء، ص:89,88.

موجودہ حکمران کافر ہیں یا نہیں؟

ازالہ: قارئینِ کرام! یہی لوگ جب کسی دوسرے مسلک کے لوگوں سے بحث و مناظرہ کرتے ہیں تو ان کو کہتے ہیں کہ علماء کو نہ دیکھو بلکہ دلیل کو دیکھو، مگر خود یہاں دوغلی پالیسی کا مظاہرہ کر رہے ہیں!(یہاں یہ یاد رکھیں کہ ہم قرآن وسنت کو سلف کے فہم کی روشنی میں سمجھنا لازم اور ضروری سمجھتے ہیں جیسا کہ سلف کے اقوال سے ہماری یہ کتاب بھری پڑی ہے جو آپ کے ہاتھوں میں ہے، مگر علمائے سلطان کا یہ فہم نہیں ہے۔) پھر بھی ہم ان کے مانے ہوئے علماء اور ان کے اپنے لوگوں سے ثابت کرتے ہیں کہ یہ حکمران کافر ہیں یا نہیں اور ان کو مارنا کیسا ہے۔

مفتی صاحب! آپ نے آگے جا کر خود تسلیم کیا ہے کہ تاتاریوں کو شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے کافر کہا کیونکہ ان کا جرم یہ تھا کہ انھوں نے صرف غیر شرعی قانون نافذ کیا تھا۔ ہم پوچھتے ہیں کیا یہی علت آج کے حکمرانوں میں نہیں ہے.........؟؟؟

حافظ سعید صاحب کے بھائی حامد کمال الدین جو جماعت الدعوۃ کے اسٹیجوں پر تقریریں بھی کرتے ہیں۔ اُن کی بات سنیں کہ وہ کیا کہتے ہیں:

> ”تکفیری کا لفظ معاشروں کی تکفیر کے حوالے سے وجود میں آیا ہے، نہ کہ غیر اللہ کی شریعت چلانے والے نظام کی تکفیر کے حوالے سے، کیونکہ غیر ما انزل اللہ کو شریعت (قانون عام) کا درجہ دے ڈالنے والے ایک شخص کو مسلمان نہ سمجھنا اہلسنت کا معروف عقیدہ ہے۔ جیسا کہ ہم آگے چل کر اس پر کچھ بات کریں گے۔“[2]

[1] مفتی صاحب نے ظلم وزیادتی اور بددیانتی کی انتہا کر دی۔ انھیں چاہیے تھا کہ وہ CD میں کہی گئی بات کو اسی طرح من و عن بیان کرتے جس طرح انھوں نے سنی تھی لیکن افسوس! انھوں نے بات کو توڑ مروڑ کر پیش کیا اور عوام کو مخلص مجاہدین سے متنفر اور بدظن کرنے کی ناکام کوشش کی۔ یہ صرف انھی کا نہیں بلکہ ان کی جماعت کا بھی وطیرہ ہے۔ وہ القاعدہ اور طالبان کے مجاہدین کا پورا موقف بیان نہیں کرتے کیونکہ ایسا کرنے سے ان کے پلے کچھ نہیں رہتا۔ انہیں اپنی باری تو بڑی آیتیں اور حدیثیں یاد آتی ہیں لیکن دوسروں کی باری وہ سب کچھ فراموش کر دیتے ہیں۔

[2] سہ ماہی ایقاظ جنوری تا مارچ 2009ء، ص:27.

آگے چل کر صفحہ 28 پر فرماتے ہیں:

”یہیں سے ان لوگوں کی جہالت واضح ہوتی ہے جو تکفیریوں کی بابت جاننے کا زعم رکھتے ہیں! بلکہ تکفیریوں کی بابت عوام الناس کی جہالت دور کرتے پھر رہے ہیں! جو جگہ جگہ اس فتنہ سے خبر دار کرنے سے عہدہ برآ ہونے کا بیڑہ اٹھائے ہوئے ہیں۔ البتہ تکفیریوں کے تعارف میں فرماتے ہیں کہ یہ ایک جماعت ہے جو مصر سے نکلی تھی اور اس نے غیر ما انزل اللہ کے مطابق حکم چلانے والے حکمرانوں کو کافر جاننے کے نظریہ کی ابتدا کی تھی!!!

سبحان اللہ!!! غیر ما انزل اللہ کو عباد اور بلاد پر (بطور شرع و قانون) جاری و ساری کر دینے والے کو کافر جاننا ہی اگر تکفیری ہونا ہے تو پھر ہم یہ بھی دیکھیں گے کہ کتنے بڑے بڑے ائمہ سنت صاف 'تکفیری' نکلتے ہیں!“[1]

آگے صفحہ: 43 پر مزید لکھتے ہیں:

”خوارج کا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ایسے برگزیدہ صحابی کی ثالثی تسلیم کر لینے کو کفر کہنا اور آج کے موحدین کا انگریز کے قانون کو اللہ کے قانون کی جگہ دے ڈالنے کو کفر کہنا، ایک برابر؟! وہ بھی تکفیری اور یہ بھی تکفیری ؟! ﴿مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ﴾ ؟؟“ (تمہیں کیا ہوا، تم کیسے فیصلے کرتے ہو)؟؟“

پھر آگے چل کر وہ مندرجہ ذیل ائمہ اہلِ سنت کے تحکیم کے حوالے سے تکفیری ہونے کے حوالے دیتے ہیں: امام ابن کثیر، امام ابن قیم، امام محمد بن عبد الوہاب، مفتی محمد بن ابراہیم آل الشیخ، علامہ شنقیطی، علامہ احمد شاکر، محدث حامد الفقی، شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہم۔ وہ ان کی کتابوں سے تحکیم بغیر ما انزل اللہ کو کفر ثابت کر کے کہتے ہیں:

”یہ صرف چند اقوال ہیں جو مشاہیر اہل علم سے ہم نے نقل کیے ہیں۔“

دار الاندلس کی شائع کردہ ”دوستی اور دشمنی“ اور اس پر تبصرہ

[1] سہ ماہی ایقاظ جنوری تا مارچ 2009ء، ص: 27، عنوان: ”کیا مرجئہ طے کریں گے کہ تکفیری کون ہیں۔“ از حامد کمال الدین.

ابو سیاف اعجاز احمد تنویر صاحب آج کل الدعوۃ پال ٹاک پروگرام میں بدھ کی شام کو انٹرنیٹ پر جماعۃ الدعوۃ کی طرف سے درس اور لوگوں کے سوالوں کے جواب دیتے ہیں۔انھوں نے فضیلۃ الشیخ ابو عمرو عبدالحکیم حسان حفظہ اللہ (فاضل جامعہ ازہر القاہرہ) کی کتاب التبیان کے ایک باب ''الولاء والبراء'' کا ترجمہ کیا۔اس کتاب کو دارالاندلس نے شائع کیا۔یہ جماعۃ الدعوۃ کا اشاعتی ادارہ ہے۔اسی کتاب میں سے کتاب کے بارے میں تھوڑی سی باتیں ملاحظہ فرمائیں:ابو سیاف اعجاز احمد تنویر صاحب فرماتے ہیں:

''قارئین کرام!آپ کے ہاتھوں میں موجود کتاب اسی عقیدہ کو ایک مدلل اور منفرد انداز میں پیش کرتی ہے۔اس کو پڑھنے والے کچھ لوگ شاید یہ کہیں کہ اس میں بڑا سخت موقف اختیار کیا گیا ہے مگر بقول شاعر؎

چمن میں تلخ نوائی میری گوارا کر
زہر بھی کرتا ہے کبھی کارِ تریاقی

اگر کسی آگ کے الاؤ کو بجھانا مقصود ہو تو جس شدت کی آگ جل رہی ہو اور شعلے بلند ہو رہے ہوں،اسی مناسبت سے اگر اس پر پانی کا بہاؤ ہو گا تو آگ بجھے گی۔ویسے بھی اینٹی بائیٹ ادویات زیادہ تر کڑوی کسیلی،ترش اور تلخ ہی ہوتی ہیں لیکن اس کتاب میں جو کچھ بھی ہے،وہ مضبوط دلائل پر مبنی ہے ......یہ بھی سچ ہے کہ راقم الحروف(ابو سیاف اعجاز احمد تنویر)نے اس کتاب کا ترجمہ نہیں بلکہ ترجمانی کی ہے۔مؤلف جو بات سمجھانا چاہتا ہے،بندہ ناچیز نے پہلے پوری محنت اور جانفشانی سے اسے خود سمجھا،پھر وہی بات اس کتاب کے قارئین کو سمجھانے کی پوری کوشش کی ہے۔''[1]

آگے چل کر صفحہ 25 پر لکھتے ہیں:

''محترم یوسف سراج بھائی نے بنظر غائر اسکی پروف ریڈنگ کی ہے۔''

اسی طرح آگے صفحہ:27 اور 28 پر عرض ناشر کے زیرِ عنوان مدیر دارالاندلس سیف اللہ خالد لکھتے ہیں:

---

[1] دوستی و دشمنی،ص:23،ناشر دارالاندلس،4لیک روڈ چوبرجی،لاہور۔

"کوئی مسلمان جہاد فی سبیل اللہ کے میدان میں معرکہ آراء نہیں ہو سکتا جب تک الولاء والبراء کا مضبوط عقیدہ حرزِ جاں نہ بن جائے........ اپنے موضوع پر نہایت جامع کتاب ہے جس میں خود اپنی طرف سے تشریحات و توضیحات کرنے کی بجائے کتاب و سنت کے محکم دلائل اور علماء سلف کی توضیحات پر انحصار کیا گیا ہے۔ عصر حاضر میں امت مسلمہ کی ذلت و پستی کا ایک بنیادی سبب عقیدہ الولاء والبراء میں کمزوری کو قرار دیا گیا ہے........ ایسے حالات میں یہ کتاب عوام و خواص کے لئے ایک راہنما تحریر ہے۔ اسے پڑھ کر ہم سیرت و کردار کو کتاب و سنت اور اسلاف امت کے نمونے کے مطابق ڈھال سکتے ہیں۔ ان شاء اللہ۔"

"دوستی اور دشمنی" اور حکمرانوں کی تکفیر

اب آپ اس رہنما تحریر "دوستی اور دشمنی" کی حکمرانوں کی تکفیر کے بارے میں راہنمائی پڑھیں۔
اس کتاب کے صفحہ: 106 پر علامہ صالح الفوزان کا درجِ ذیل قول موجود ہے:

"کفار کی معاونت کرنا، مسلمانوں کے خلاف کفار کو اپنی مکمل حمایت اور سپورٹ فراہم کرنا، کفار کی مدح سرائی کرنا اور تعریفیں کرنا اور کافروں کی طرف سے مدافعت اور وکالت کرنا، حقیقت میں کفار سے دوستی کے بڑے بڑے مظاہر اور علامتیں ہیں۔ دوستی کے یہ مظاہر ایک بندہ مسلم کے اسلام کو ختم کر دینے والے اور ارتداد کے اسباب میں بہت بڑے اسباب ہیں (یعنی مذکورہ بالا کاموں کا ارتکاب کرنے سے مسلمان مرتد ہو جاتا ہے)۔"[1]

آگے چل کر صفحہ: 155 پر لکھا ہے:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "کوئی شخص کسی مسلمان (یا مجاہد) کو "دین اسلام" پر چلنے کی بنیاد پر قتل کر دیتا ہے جیسا کہ عیسائی مسلمانوں سے ان کے دین اور تہذیب کی بنیاد پر ہی جنگ کرتے ہیں (دہشت گردی کے خلاف جنگ کا واضح فریب دیا جاتا ہے) تو ایسا شخص کہ جو محض دین اسلام کی بنیاد پر کسی مسلمان کو قتل کرے، وہ کافر ہے۔ دین اور

[1] الولاء والبراء فی الاسلام لصالح الفوزان، ص: 9.

تہذیب کی بنیاد پر کسی مسلمان کو قتل کرنے والا کافر، اس کافر سے زیادہ خطرناک ہے جس کے ساتھ جنگ نہ کرنے کا باہمی عہد وپیمان طے کیا ہوا ہے۔ اس قسم کا کافر بالکل ان کافروں کی طرح ہی سمجھا جائے گا جو رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ سے جنگ و قتال کیا کرتے تھے۔ اگر کوئی شخص کسی مسلمان کو ناحق قتل کر دیتا ہے، مثلاً کسی دشمنی یا مال و دولت کے جھگڑے یا اس طرح کے اور جھگڑے کی بنیاد پر تو وہ شخص کافر نہیں ہو گا......... البتہ مسلمانوں کا ایک بہت ہی گمراہ گروہ پیدا ہو گیا ہے۔ اسے خوارج کہتے ہیں۔ ان لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ کسی مسلمان کو ناحق قتل کرنے سے قاتل کافر ہو جاتا ہے۔"[1]

آگے صفحہ 157 پر لکھتے ہیں:

"ایک عام سوچ رکھنے والا شخص بھی جانتا ہے کہ موجودہ دور میں مجاہدین اسلام اور خالص العقیدہ مومنین سے جھگڑے اور جنگ کا اصل سبب یہی ہے کہ یہ لوگ ان طاغوتی حکمرانوں کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کے لیے اور ان کی کافرانہ اور ملحدانہ پالیسوں کو اختیار کرنے اور ماننے کے لیے ہرگز تیار نہیں ہیں۔ اللہ کی شریعت کی حاکمیت اور برتری کو قائم کرنا اور دیکھنا چاہتے ہیں تاکہ دنیا بھر میں اللہ کے بندے اللہ کے نازل کردہ دین کے مطابق اپنے فیصلے کریں اور اپنی زندگیاں بنائیں۔ ان مجاہدین اسلام کا ان کافر و مرتد حکمرانوں سے کوئی مال کا جھگڑا یا اقتدار کا جھگڑا یا دنیوی معاملات کا کوئی جھگڑا نھیں ہے۔ ان کافر و مرتد حکمرانوں اور ان کی افواج و جنود کے دین اسلام کو ناپسند کرنے کی اس سے بڑی دلیل اور علامت کیا ہو گی کہ ان ظالموں نے مسلمانوں اور مجاہدین کے خلاف جنگ شروع کر رکھی ہے۔"

اس کے بعد شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اور قول نقل کرتے ہیں:

"سلف صالحین، ائمہ و محدثین، صحابہ و تابعین نے (اپنی اپنی تصانیف اور توضیحات میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں) زکاۃ نہ دینے والوں کو مرتد قرار دیا ہے، حالانکہ وہ

[1] مجموع الفتاوی: 34/137,136.

روزے رکھتے تھے، نماز یں بھی پڑھتے تھے اور مسلمانوں کے خلاف نبرد آزما (بر سر پیکار) بھی نہیں ہوتے تھے۔ جب اسلاف امت کے ہاں وہ مرتد تھے تو جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں کا پورا پورا ساتھ دیتے ہیں اور کافروں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف جنگ کرتے ہیں (خود غور کر لیجیے کہ متاخر الذکر لوگوں کے بارے میں سلف صالحین کا فتویٰ کیا ہو سکتا ہے؟)" شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی گفتگو اور وضاحت سے یہ بات واضح ہوئی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے زکاۃ نہ دینے والوں پر مرتد ہونے کا فتوی دیا اور حکم لگایا ہے۔ باوجود اس کے کہ وہ مسلمانوں کے خلاف جنگ و قتال برپا نہیں کیے ہوئے تھے۔ اگر وہ صحابہ کرام کے ہاں کافر و مرتد تھے تو جو لوگ کافروں کا ساتھ دیتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف باقاعدہ جنگ کر رہے ہیں، وہ کفر وارتداد میں اُن سے کہیں زیادہ آگے بڑھے ہوئے ہیں۔"

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اختیارات الفقھیہ میں فرماتے ہیں:

"جو شخص تاتاریوں کے معسکر (چھاؤنی) کی طرف بھاگا بھاگا جاتا ہے اور ان سے جاملتا ہے وہ شخص مرتد ہو جاتا ہے اور اس کا خون بہانا اور اس کا مال اپنے قبضہ میں لینا جائز ہے۔ مشرکین کے ساتھ صرف جاملنے کا جب یہ حکم ہے کہ وہ مرتد ہو جاتا ہے اور اس کو قتل کرنا اور اس کا مال قبضہ میں لینا جائز ہے تو اس شخص کے متعلق خود غور فرمالیں کہ جو اس بات کا اعتقاد اور نظریہ رکھتا ہے کہ مسلمانوں کے خلاف جنگ و قتال کرنا میرے دین اور مذہب میں شامل ہے۔ حقیقت میں ثانی الذکر شخص کفر وارتداد میں کہیں زیادہ آگے بڑھا ہوا ہے۔"

آگے صفحہ 184 پر لکھتے ہیں: دل سے ناپسند کرتے ہوئے بھی کفریہ اعمال کرنا مرتد کر دیتا ہے۔
فضیلۃ الشیخ حمد بن عتیق رحمۃ اللہ علیہ مزید وضاحت فرماتے ہیں: کوئی شخص کافروں سے اگر اوپر اوپر ہی موافقت کا اظہار کرتا ہو اور ہاں میں ہاں ملاتا ہو جب کہ اس کا دل، ضمیر اور اندرون کافروں کی مخالفت میں ہی ہو، حالانکہ وہ شخص کافروں کے تسلط اور کنٹرول میں بھی نہیں ہے کہ جبر واستبداد کی بنا پر اس نے ایسا کیا ہو، بلکہ کسی حکومتی اور ریاستی لالچ یا کسی مالی مفاد یا وطن اور اہل و عیال کی محبت و جذبات سے

بے بس ہو کر، آنے والے حوادثات و خطرات سے خوف کھاتے ہوئے اس نے کافروں سے یکجہتی اور ہم آہنگی کا اظہار کیا ہو، بہر حال و بہر صورت ایسا شخص مرتد ہو گا۔ دل اور ضمیر سے ان کو ناپسند کرنے کا کوئی خاطر خواہ فائدہ نہ ہو گا۔ یہ شخص ان لوگوں میں شامل ہو گا جن کے بارے میں اللہ نے سورۃ النحل(16)، آیت 107 میں فرمایا:

”یہ اس لیے کہ انھوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت سے زیادہ محبوب رکھا ہے۔یقیناً اللہ کافروں کو راہ راست نہیں دکھاتا۔“[1]

اسی کتاب میں صفحہ نمبر 170 پر تیسیر العزیز الحمید شرح کتاب التوحید کے مصنف اور ائمۃ الدعوۃ النجدیہ کے ایک جلیل القدر عالم علامہ سلیمان بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ آلِ شیخ کا ایک فتویٰ موجود ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

”ایک ایسے شخص کے خلاف جہاد کو واجب کرنے والی تیسری بات یہ ہے کہ جو شخص بھی مشرکین کی مدد و حمایت کرتا ہے یا اپنے ہاتھ، زبان، دل یا مال غرضیکہ کسی بھی طرح مسلمانوں کے خلاف مشرکوں کو سپورٹ فراہم کرتا ہے۔ یہ ایسا کفر ہے جو کہ اسے اسلام سے باہر نکال دیتا ہے۔ جو انسان بھی مسلمانوں کے خلاف مشرکین کا تعاون کرتا ہے ، مشرکوں کو اپنا مالی تعاون پیش کرتا ہے جس کو وہ کافر و مشرک مسلمانوں کے خلاف برپا جنگ میں بروئے کار لاتے ہیں، یہ تعاون بھی وہ اختیاری حالت میں کافروں کے پیش خدمت کرتا ہے، ایسا شخص بلاشبہ کافر ہو جاتا ہے۔“[2]

اسی کتاب میں صفحہ 153 اور 154 پر منجنیقِ غرب امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کا ایک فتویٰ موجود ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں:

”جو شخص کسی ایسے علاقے میں چلا جائے جہاں کافروں کی حکومت اور کنٹرول ہے اور وہ لوگ مسلمانوں کے ساتھ حالت جنگ میں ہیں ،علاوہ ازیں وہ شخص وہاں جبر و اکراہ سے

---

[1] مجموعۃ التوحید.

[2] الدرر السنیۃ فی الأجوبۃ النجدیۃ:9/292.

نہیں بلکہ اپنے ارادہ و اختیار کے ساتھ جاتا ہے اور وہاں جا کر قریب ترین مسلمانوں کے خلاف بر سر پیکار ہو جاتا ہے تو ایسا شخص ایسا کردار اپنانے کی بنا پر مرتد ہو جاتا ہے۔ اس پر وہ تمام احکام لاگو ہوں گے جو دین اسلام میں مرتدین کے بارے بیان فرمائے ہیں۔ مثلاً:

① جب بھی بس چلے اور ممکن ہو اس کو قتل کرنا واجب ہے۔

② اس کا مال اپنے قبضہ اور استعمال میں لانا جائز ہے۔

③ مسلمان عورت سے اس کا نکاح کالعدم اور ختم ہو جائے گا۔"

امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں:

"اگر کوئی شخص دیار کفر میں مقیم رہ کر مسلمانوں سے قتال کرے اور کسی بھی قسم کی خدمت کر کے کافروں کا معاون بنے یا صرف نظامِ کفر کا کلرک بن کر کافروں کی مدد کرے، تو وہ کافر ہے۔"[1]

محترم قارئین! امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کے اس فتوے پر غور کریں کہ اگر کوئی کلمہ گو مسلمان دیارِ کفر میں مقیم رہ کر مسلمانوں کے خلاف جنگ میں صرف کتابت، یا رائے اور مشورے کے ساتھ کافروں کی مدد کرتا ہے تو وہ کافر ہے۔ پھر اس شخص کے متعلق کیا خیال ہے جو دیارِ اسلام اور مسلمانوں کے درمیان رہنے کے باوجود اللہ کے دشمنوں اور کافروں کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہے اور ان کا فرنٹ لائن اتحادی بن جاتا ہے؟! لازماً دوسرے شخص کا حکم پہلے سے بھی زیادہ شدید اور سخت ہو گا.........

"دوستی اور دشمنی" کی اشاعت بند

یہ تھے "دوستی دشمنی" کتاب سے چند اقتباسات۔ اسے جماعۃ الدعوۃ کے اشاعتی ادارے "دار الاندلس" نے خود ترجمہ کر کے شائع کیا ہے۔ یہ کتاب اس قسم کے اقوال اور فتاویٰ جات سے بھری پڑی ہے۔ اب جماعۃ الدعوۃ چونکہ راہِ حق سے ہٹ چکی ہے، اس لیے انھوں نے حق پر مبنی اس کتاب سے، جس کے حق ہونے کا خود انھوں نے اعتراف کیا تھا، U-Turn لے لیا ہے۔ اس کی اشاعت بند

[1] المحلّٰی: 11/200.

کر دی ہے۔اسے مکتبوں سے اٹھوا دیا ہے اور ہماری اطلاعات کے مطابق اسے مرکز القادسیہ کے تہہ خانوں میں چھپا رکھا ہے.........!!ان کے نزدیک اب یہ کتاب ”رہنما تحریر“نہیں رہی کیونکہ وہ خود اس کی زد میں آتے ہیں۔[1]

جماعۃ الدعوۃ کے مانے ہوئے مفتی ابو الولید حفظہ اللہ کا فتویٰ

اب ہم مسلمانوں کے مقابلے میں کافروں کی مدد کرنے والے شخص کے بارے میں فضیلۃ الشیخ مفتی ابو الولید الغزی الانصاری کے مفصل فتوے سے ایک اقتباس پیش کرتے ہیں۔اس سے پہلے کہ ہم مفتی صاحب کا فتوی ذکر کریں ہم یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ جماعت الدعوۃ کے بڑے علماء کے نزدیک شیخ صاحب کا علمی مقام مسلمہ ہے اور جماعت کے قائدین، علماء اور مفتیان سبھی ان کو عالم اور مفتی تسلیم کرتے ہیں۔

مفتی ابو الولید الانصاری سے ایسے لوگوں کے بارے میں سوال ہوا جو مجاہدین کے خلاف جنگ میں صلیبیوں کے ساتھ شریک ہوتے ہیں، یا جنگ میں اسلحہ یا کھانا بھیج کر ان کے ساتھ تعاون کرتے ہیں یا مسلمانوں کے خفیہ راز ان تک پہنچاتے ہیں یا مجاہدین کی سرحدوں اور معسکرات کے بارے میں ان کو اطلاع دیتے ہیں۔کیا مسلمانوں کے لیے ایسے لوگوں سے قتال کرنا جائز ہے؟ہم نے کئی علماء سے سنا ہے وہ ایسے لوگوں سے اس وقت تک قتال کے حرام ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں جب تک وہ مسلمان ہیں،ان میں سے بعض تو مسلمان کے لیے ان افواج میں شامل اور بھرتی ہونے اور ان میں کام کرنے کے جواز کا بھی فتویٰ دیتے ہیں جب تک اس کا کام قتال کے علاوہ ہو، ہم پر یہ معاملہ مشکل ہو گیا، خصوصاً مذکورہ علماء

[1] رسول اللہ ﷺ کے راز دار صحابی حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ابو مسعود کو نصیحت کرتے ہوئے کیا خوب فرمایا تھا:(فَإِنَّ الضَّلَالَةَ حَقَّ الضَّلَالَةِ أَنْ تَعرِفَ مَا كُنتَ تُنكِرُ وَتُنكِرَ مَا كُنتَ تَعرِفُ، وَإِيَّاكَ وَالتَّلَوُّنَ فِي دِينِ اللهِ، فَإِنَّ دِينَ اللهِ وَاحِدٌ)”بے شک حقیقی گمراہی یہی ہے کہ کل تک تو جس چیز کو برا سمجھتا تھا، اب اسے اچھا سمجھے اور جس چیز کو اچھا سمجھتا تھا، اب اسے برا سمجھے۔اللہ کے دین میں رنگ بازی سے بچنا، اس لیے کہ اللہ کا دین ایک ہی ہے۔“(جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبدالبر: 2/186)جماعۃ الدعوۃ اب تک کتنے رنگ بدل چکی ہے، یہ ان سے وابستہ لوگ ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔

کے فتوؤں کی موجودگی میں ہم اس معاملے کی وضاحت چاہتے ہیں اور ہمیں اس مسئلے میں حق بات کا بیان مطلوب ہے۔ جَزَاکُمُ اللّٰہُ خَیْرًا.

جواب اَلْحَمْدُلِلّٰہِ، وَأَسْتَغْفِرُاللّٰہ، اَمَّابَعْدُ: سلف صالحین اور ان کے بعد آج تک آنے والے ائمہ مسلمین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو شخص کسی کافر دشمن کی طاقت اور قوت کے ساتھ مدد کرے، یا اس کے ساتھ شامل ہو کر مدد کرے، یا اس کافر کی حمایت اور طرف داری میں تعصب برتے، یا اس کے دفاع میں قتال کرے، یا ہتھیار اور اسلحہ سے اس کی مدد کرے، یا اس تک خوراک اور کھانا وغیرہ پہنچائے، یا ان تک ایسی کوئی بھی چیز پہنچائے جس کے ساتھ وہ مسلمانوں کے خلاف اپنی جنگ میں مضبوط ہو سکیں، یا اس کافر دشمن کو مسلمانوں کے خفیہ راز پہنچائے[1] تو یقیناوہ شخص ایسے گناہ کا مرتکب ہے جس کا شمار اکبر الکبائر میں ہوتا ہے اور بے شک اس کلمہ گو کا حکم بھی وہی ہے جو اس کافر دشمن کا حکم ہے، یعنی جس طرح اس کافر دشمن کو قتل کرنا اور اس سے قتال کرنا جائز ہے، اسی طرح اس کلمہ گو سے قتال کرنا اور اسے قتل کرنا جائز ہے۔ جس کلمہ گو کا یہ حال ہو اور مسلمان اس کو قتل کر دیں تو اس کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی جائے گی اور نہ اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔ اس کی کوئی تکریم نہ کی جائے اور جو مسلمان ایسے شخص کو قتل کر دیتا ہے تو اس پر کوئی دیت ہے اور نہ کوئی کفارہ ہی ہے۔

مجاہدین کے لیے جس طرح اس کافر دشمن کو اپنا ہدف بنانا جائز ہے اسی طرح جو کلمہ گو اس کافر دشمن کی مدد کرے اور مسلمانوں کے خلاف جنگ میں ان کے ساتھ تعاون کرے، اسے بھی ہدف بنانا جائز ہے۔ وہ کوئی بھی ہو اور کہیں کا بھی رہنے والا ہو خواہ وہ دشمن کے ساتھ مل کر تعاون کرے یا علیحدہ بیٹھ کر اس کے ساتھ تعاون کرے، خواہ وہ اس مسلم علاقے کا باشندہ ہو جہاں دشمن نے حملہ کیا ہو یا وہ کسی دوسرے ملک کے رہنے والے ہوں جو اس کافر دشمن کی مدد کرتے ہوں، اس میں مکرہ (مجبور کیا جانے والا) اور غیر مکرہ کا کوئی فرق نہیں ہے جب تک وہ ان صفات کے ساتھ متصف ہے جو ہم نے ذکر کی ہیں.........

---

[1] غور فرمائیں! مفتی ابو الولید انصاری حفظہ اللہ مذکورہ اعمال کو حرفِ عطف "أو" کے ساتھ بیان کر رہے ہیں جو اِس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اِن میں سے کوئی عمل بھی درج بالا شخص کے مرتد ہونے اور اس سے قتال کرنے کے لیے کافی ہے۔

(مفتی صاحب آگے چل کر اس فتویٰ کے صفحہ 3 پر لکھتے ہیں): ہم اس بات کو اللہ تعالیٰ کے لیے اپنا دین بناتے ہیں کہ جو شخص بھی مسلمانوں کے کسی بھی علاقے پر حملہ کرنے والے دشمن کا قوت وبازو بن کر اس کے ساتھ مل جائے گا اور اس کی مدد و نصرت کرے گا یا کسی بھی چیز کے ساتھ اس حملہ آور دشمن کا تعاون کرے جس سے وہ مضبوط ہو سکیں، یعنی بذات خود لڑ کر تعاون کرے یا ان کو اڈے مہیا کر کے تعاون کرے، یا اسلحے کے ساتھ تعاون کرے، یا رائے اور مشورے کے ساتھ ان کے ساتھ تعاون کرے، یا مجاہدین کے خفیہ راز ان تک پہنچائے، یا خوراک اور طعام وغیرہ ان تک پہنچائے تو اس کا حکم بھی وہی ہے جو اس حملہ آور دشمن کا حکم ہے۔ جس طرح حملہ آور دشمن سے قتال کیا جائے گا اسی طرح اس سے بھی قتال کیا جائے گا جس طرح حملہ آور دشمن کو قتل کیا جائے گا اسی طرح اس کو بھی قتل کیا جائے گا وہ جو بھی ہو اور جدھر کا بھی رہنے والا ہو اگرچہ وہ نمازیں پڑھے اور روزے رکھے اور مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے۔ الا کہ مجاہدین کے امراء وعلماء میں سے اہل حل وعقد اور مسلمانوں کے دیانت دار علماء شریعت میں کسی معتبر مصلحت کی بنا پر کسی کو چھوڑ دیں۔

مفتی ابو الولید کی اپنے مخالفین کو دعوت مباہلہ

پس جو عالم میرے اس فتوے کی مخالفت کرتا ہے اور سوال میں جو چیز بیان کی گئی ہے اس کے جواز کا فتویٰ دیتا ہے تو میں اسے اللہ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی سنت اور سلف امت کے اجماع کی طرف دعوت دیتا ہوں پس اگر وہ انکار کریں اور عناد سے کام لیں تو پھر میں اس فتوے کے صحیح ہونے اور جس کے جواز کا انھوں نے دعویٰ کیا ہے اس کے باطل ہونے پر میں ان کو مباہلے کی دعوت دیتا ہوں جیسا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے وراثت کے بعض مسائل میں مباہلے کی دعوت دی تھی جس طرح سفیان ثوری اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہما نے رفع الیدین کے مسئلہ میں مباہلے کی دعوت دی تھی اور جس طرح شیخ محمد بن عبد الوہاب نے دعوت کے بعض مخالفین کو مباہلے کی دعوت دی تھی اور جس طرح علامہ شیخ ثناء اللہ امرتسری ہندی رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا غلام احمد قادیانی کذاب۔(لَعَنَہُ اللّٰہ)۔ کو مباہلے کی دعوت دی تھی چنانچہ اسی سال اللہ تعالیٰ نے قادیانی کو ہلاک کر دیا اور مسلمانوں نے اس کے شر سے سکون کا سانس لیا۔ اللہ کی قسم! میں بھی یہ بات پسند کرتا ہوں کہ ہمارے درمیان اور

ایسے لوگوں کے درمیان یہ مباہلہ ہو تا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کے زوال و ہلاک ہونے کا جلدی فیصلہ کر دے کہ جس کے فتوے اہل اسلام پر بڑے بڑے شر کا باعث بنے ہیں۔[1]

ہمارا مفتی مبشر احمد ربانی صاحب کو مخلصانہ مشورہ ہے کہ القاعدہ یا طالبان کے مجاہدین کا رد کرنے اور ان کے خلاف فتنہ تکفیر پر تقریریں کرنے سے پہلے اپنے گھر کی خبر لیں اور پہلی فرصت میں جماعۃ الدعوۃ کے "بڑوں" سے مل کر مفتی ابو الولید صاحب سے جلد از جلد رابطہ کریں۔ شاید کچھ فائدہ ہو جائے۔

کتاب "جہاد کشمیر، فرضیت........" سے حکمرانوں کی تکفیر کا ثبوت

امیر المجاہدین مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "جہاد کشمیر، فرضیت، فضیلت اور تاریخ" کو جماعۃ الدعوۃ کے اشاعتی ادارے دارالاندلس نے شائع کیا ہے۔ اُسکی تقدیم میں حافظ سعید نے لکھا ہے کہ یہ کتاب آج بھی اتنی مفید ہے جتنی لکھتے وقت تھی نیز مولانا نے کافی واضح جواب دیے ہیں ان کے جواب میں قرآن و سنت اور طریقہ سلف کے حوالہ جات موجود ہیں۔

اس کتاب کے صفحہ 170 پر مفتی مبشر احمد ربانی صاحب کی اس بات کا رد موجود ہے جو انھوں نے سوال و جواب کی نشست میں (شبہ :10 میں) غیر بدری کے معافی کے حوالے سے کہی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

"خط بھی پکڑا گیا شرعاً اسکی سزا قتل تھی مگر آنحضرت نے اسکے بدری ہونے کی وجہ سے اسے معاف کر دیا"

اس کتاب میں اُن کا فتویٰ موجود ہے کہ جو مسلمان حکومت یا قوم کسی غیر مسلم حکومت یا قوم کی سرپرستی قبول کرے تو وہ کافر ہو جاتی ہے۔ آگے صفحہ 199 پر اسی فتوے کے تحت مزید لکھتے ہیں۔

"اس فتویٰ کی زد میں شیخ عبداللہ اور اسکی پارٹی آتی ہے"

---

[1] حکم من اعان کافرا فی قتال المسلمین رقم الفتوی:56/12/1311.

ہم پوچھتے ہیں اس فتویٰ کی زد میں زرداری اور کیانی کی پارٹی کیوں نہیں آتی؟! قارئین کرام! اس میں قتال کی علت کے لیے جو دلیل دی گئی ہے، اس میں اس چیز کی قید نہیں کہ وہ مدعیان اسلام اگر کافر کی سرپرستی نام نہاد مسلمان حکومت کے اندر قبول کریں تو ان کو قتل کرنا جائز نہیں۔ (جیسے پاکستان کی نام نہاد مسلمان حکومت نے بقول حافظ سعید امریکہ کا کلمہ پڑھا ہوا ہے) اور اگر کافر حکومت کے اندر کریں تو پھر ان کو قتل کرو۔ (جیسا کہ نام نہاد مسلمان شیخ عمر عبداللہ نے انڈیا کی اور حامد کرزئی نے امریکہ کی سرپرستی قبول کر رکھی ہے)

عقل سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ اگر سرپرستی قبول کرنے کی چھوٹ دینی ہوتی تو کافر حکومت میں رہنے والے مدعیانِ اسلام کو اسکی چھوٹ دی جاتی کیونکہ وہ مجبور ہو سکتے ہیں۔ مسلمان حکومت میں رہ کر اگر کوئی کافر حکومت کی سرپرستی قبول کرے تو وہ بالاولیٰ انھیں میں سے ہو گا۔ پس جب شیخ عمر عبداللہ تو مجبور ہو کر اپنی کرسی اور جان بچانے کے لیے انڈیا کی سرپرستی قبول کرتا ہے اور کرزئی بھی امریکی سرپرستی قبول کرنے پر مجبور ہے۔ مگر یہ دونوں جماعۃ الدعوۃ کے نزدیک واجب القتل ہیں۔

حکمرانوں کی حالت زار امیر جماعۃ الدعوۃ کی زبانی

اب ہمارے مدعیانِ اسلام حکمرانوں کی حالتِ زار حافظ سعید کی زبانی سنیے! امیر جماعت الدعوۃ حافظ سعید صاحب اپنی تفسیر سورۃ التوبہ ص:79 پر لکھتے ہیں:

> "مگر ہمارے حکمران امریکہ سے خوف زدہ ہیں اس کے اتحادیوں ے بہت ڈرتے ہیں۔ امریکی ہیبت دلوں میں اتنی ہے کہ اس کے ورلڈ آرڈر کو نہ صرف مانتے ہیں بلکہ اس کی بالادستی قائم کرنے کے لئے اس کی چاکری بھی کرتے ہیں۔"

موصوف کی تحریر سے یہ ثابت ہوا کہ پاکستانی حکمران امریکی ورلڈ آرڈر کو مان چکے ہیں اور اس کی بالادستی قائم کرنے کے لئے اس کی چاکری بھی کر رہے ہیں!!! اگر کشمیر کا نام نہاد مسلمان حکمران عمر عبداللہ وغیرہ بھارت کی سرپرستی قبول کرے تو واجب القتل ٹھہرے اور ہمارے حکمران اگر امریکی

ورلڈ آرڈر کو تسلیم کریں اور اس کی بالادستی قائم کرنے کے لیے چاکری کریں تب بھی مسلمان.........! اور ان سے قتال جرم ٹھہرے.........! کیا انصاف اسی کا نام ہے.........؟!

﴿أَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ أُولَٰئِكُمْ أَمْ لَكُم بَرَاءَةٌ فِي الزُّبُرِ﴾

”کیا تمہارے کافر ان (کافروں) سے کچھ بہتر ہیں؟ یا تمھارے لیے (سابقہ) صحیفوں میں کوئی چھٹکارا (لکھا ہوا) ہے؟۔“[1]

کس دینی قائدے کے تحت سرحد پار کشمیری وافغانی کلمہ گو حکمران اور ان کی کلمہ گو فوج بھارتی اور امریکی فوج کا ساتھ دینے پر مرتد اور واجب القتل ٹھہرتی ہے اور سرحد کی دوسری طرف صلیبی جنگ میں امریکیوں کا ساتھ دینے والی اور ”فرنٹ لائن اتحادی“ بننے والی پاکستانی فوج اور حکومت مسلمان رہتی ہے؟ کیا سرحد کے تبدیل ہو جانے سے اللہ کی شریعت کا حکم بدل جاتا ہے.........؟ اللہ کے دین کو چھپا کر طاغوتی ایجنسیوں کی یہ فقہ کب تک پڑھاتے رہو گے۔

آپ ہی اپنی اداؤں پر ذرا غور کریں
ہم عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

جماعۃ الدعوۃ کے مرکزی رہنما کی نظر میں حکمرانوں کا ظلم وستم

جماعت الدعوۃ کے مرکزی رہنما عبدالرحمن مکی صاحب کی ایک تقریر کو ابو سیاف اعجاز احمد تنویر نے کتابی شکل دی ہے جس کا نام ”خاندانی منصوبہ بندی امت محمد ﷺ کا قتل“ رکھا گیا۔ اسے بھی دارالاندلس نے شائع کیا ہے۔ اس کے صفحہ: 27 پر لکھا ہے:

”پاکستانی نوجوان اگر کشمیر کے مسلمانوں کی مدد کو جائیں تو ساری دنیا کے صحافتی ادارے اور ساری دنیا کے سیاسی ہرکارے کہتے ہیں کہ یہ دہشت گرد ہیں۔ یہ بنیاد پرست ہیں۔ یہ شدت پسند ہیں۔ ان کو گرفتار کرو۔ ان کو پکڑو۔ ان کی لانچنگ بند کرو۔ ان کے دفتر بند کرو۔

[1] القمر: 43.

مسلمانوں کی تازہ ترین صورتحال یہ ہے میرے بھائیو! اللہ کی قسم وہ ظلم اتنا بڑا نہیں ہے جو کشمیر میں ہندو کر رہا ہے یہ ظلم اُس سے بڑا ہے۔ جو پاکستان میں امریکہ کا غلام مسلمان کر رہا ہے"۔

مکی صاحب کی اس تقریر سے اتنا تو پتا چلا کہ امریکہ کے غلام پاکستانی حکمران انڈیا سے بھی بڑا ظلم کر رہے ہیں؟ آگے صفحہ 49 پر حامد کرزئی اور پاکستانی ظالموں کو ایک برابر سمجھتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حامد کرزئی نے امریکہ کی غلامی کی۔ امریکہ کے سامنے گھیسیاں کیں۔ امریکہ کے سامنے ذلیل وخوار ہوا۔ حامد کرزئی کے گاؤں میں اس کے رشتہ داروں کی 280 لاشیں گرا کر ان کی ننگی عورتوں کی تصویریں بنا کر امریکہ نے حامد کرزئی کے منہ پر تھپڑ مارا۔ آپ نے نوائے وقت میں پڑھ لیا ناں کہ بموں سے عورتوں کے کپڑے جل گئے۔ امریکہ افغان عورتوں کی فلمیں بناتے رہے۔ گرم خون والے افغانی جلتے رہے۔ حامد کرزئی روتا رہا۔ ان شاء اللہ اس سے کہیں زیادہ روئیں گے (پاکستانی حکمران) انہوں نے تمھارے بیچارے وزیر خزانہ کو کنگال رکھا۔ شوکت عزیز کو ایک دمڑی بھی نہیں دی۔ وہ غدار ملت کمانڈر عبد الحق جس کو امریکہ نے 5 کروڑ ڈالر دیئے تھے جنگ کے ابتدائی دنوں میں اس کو طالبان نے قتل کر دیا۔ آج افغانستان کا نائب صدر اللہ کے فضل سے حاجی عبد القدیر قتل ہوا"۔

کیا خیال ہے کہ عبد الرحمن مکی نے کرزئی وغیرہ اور ہمارے کرزئی کے درمیان کوئی فرق چھوڑا ہے........؟! تو پھر یہ کیا عبد الحق اور عبد القدیر جیسے کلمہ گو کے قتل پر خوشی اور اُن سے زیادہ گھٹیا ہمارے حکمران اور فوج کو کلمہ گو ہونے پر چھوٹ۔ ﴿أَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ أُولَٰئِكُمْ﴾ [1]

سرحد کے چھ جید علماء کا متفقہ فتویٰ

[1] القمر 54:43.

افغانستان پر امریکی حملے کے وقت پاکستان کے صوبہ سرحد (موجودہ خیبر پختونخواہ) کے چوٹی کے چھ سلفی علماء نے متفقہ فتویٰ جاری کیا جو کہ بعد ازاں جماعۃ الدعوۃ کی ہفت روزہ اخبار غزوہ (موجودہ جرار) میں شائع بھی ہوا تھا۔ اس کا ایک اقتباس اور خلاصہ پیش خدمت ہے:

① امریکہ کے افغانستان پر حملہ کی صورت میں تمام مسلمانوں پر جہاد فرض ہو چکا ہے۔

② افغانستان پر حملہ کی صورت میں کسی اسلامی حکومت پر امریکہ کے ساتھ تعاون اور اس کی نصرت وحمایت کرنا حرام ہے۔

③ افغانستان پر حملہ کی صورت میں جو شخص بھی امریکہ کے تعاون و نصرت وحمایت میں مرے گا ،اس کی موت کفر کی موت ہے۔

④ افغانستان پر حملہ کی صورت میں جو مسلمان امریکہ یا اس کے حمایتیوں کے ہاتھوں مرا، وہ شہید ہے۔

اس فتوی پر درج ذیل علمائے کرام کے دستخط موجود ہیں:

- شیخ القرآن عبد السلام رستمی حفظہ اللہ
- مفتی امین اللہ پشاوری حفظہ اللہ
- شیخ غلام اللہ رحمتی حفظہ اللہ
- شیخ عبد العزیز نورستانی حفظہ اللہ
- شیخ عبد اللہ ہاشمی حفظہ اللہ
- شیخ سمیع اللہ نجیبی حفظہ اللہ

موجودہ حکمرانوں کے کفر کے 33 اسباب

قارئین کرام! ایک نہایت اہم حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

مفتی امین اللہ پشاوری حفظہ اللہ صوبہ سرحد (موجودہ خیبر پختونخواہ) کے جید اور معروف عالم دین ہیں۔ وہ جماعت الدعوۃ کے اسٹیجوں پر تقریر بھی کرتے ہیں۔ ان حضرات کے نزدیک ان کا مقام اس قدر زیادہ ہے کہ ان کی موجودگی میں جماعت الدعوۃ کے علماء اور مفتیان بشمول حافظ سعید (ھداہُ اللہ) بھی

نماز کی امامت کرانے سے ہچکچاتے ہیں۔وہ اپنے فتاوی الدین الخالص کی آٹھویں جلد صفحہ:101 پر موجودہ حکمرانوں کو مرتد قرار دیتے ہیں.........!!

اس کے علاوہ انھوں نے فتاویٰ الدین الخالص کی جلد:9، صفحہ 196-204 میں موجودہ حکمرانوں کے کافر اور مرتد ہونے کے 33 اسباب بیان کیے ہیں، پھر اِن اسباب اور وجوہات کو موجبِ قتال بھی قرار دیا ہے۔ ہم شیخ امین اللہ کی اِس ایمانی جرأت پر اُنھیں سلام پیش کرتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے اور اُنھیں استقامت عطا فرمائے۔ آمین! اب ہم ذیل میں ان کے بیان کردہ کفر کے 33 اسباب قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ شیخ فرماتے ہیں:

1. جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ نبی کریم ﷺ کے علاوہ کسی اور کی ہدایت اور طریقۂ زندگی زیادہ جامع اور زیادہ کامل والا ہے، یا آپ ﷺ کے حکم اور فیصلے کے علاوہ کسی دوسرے کا حکم اور فیصلہ زیادہ اچھا ہے تو وہ کافر ہے، جیسے وہ لوگ جو طواغیت کے فیصلوں کو آپ ﷺ کے حکم اور فیصلے پر ترجیح دیتے ہیں۔
2. جو شخص اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت سے ہٹ کر فیصلہ کرنے کو جائز سمجھتا ہو، کیونکہ اس سے اس نے ایک حرام چیز کو جائز اور حلال ٹھہرالیا ہے اور اس بات پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو شخص ایسی چیز کو جائز اور حلال ٹھہرالے جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے تو وہ کافر ہے۔[1] کیا موجودہ حکمرانوں نے وضعی قوانین کو جائز اور حلال نہیں ٹھہرا رکھا؟ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی بھی مسلمان اس سلسلے میں بغض وعناد سے کام لے گا۔
3. مسلمانوں کے معاملات میں سے کوئی معاملہ کافروں کے سپرد کر دینا کفر ہے جیسا کہ شیخ سعید القحطانی کی کتاب الولاء والبراء میں ہے۔[2] موجودہ حکمران یہ کام کھلم کھلا کر رہے ہیں۔ یہ

---

[1] دیکھیے: مقالات متنوعة لابن باز: 1/137، الدين الخالص 3/8، ومجموعة التوحيد لمحمد بن عبدالوهاب.

[2] الدين الخالص: 6/41.

حکمران قادیانیوں، شیعوں، اسماعیلیوں، عیسائیوں اور ہندوؤں کو اونچے مناصب پر فائز کرتے ہیں۔

4. جو کوئی مسلمانوں سے بغض رکھے اور کافروں سے محبت رکھے تو وہ کافر ہے۔[1] یہ حکمران مسلمانوں سے بغض رکھتے ہیں حتی کہ انھیں فوج میں بھی اونچے مناصب پر باقی نہیں چھوڑتے، یہ بات بالکل واضح ہے۔

5. علماء نے کہا ہے کہ مسلمانوں کے مقابلے میں کافروں کی مدد کرنا اور ان کی تعریف اور دفاع کرنا" نواقضِ اسلام "اور ارتداد کے اسباب میں سے ہے جیسا کہ شیخ فوزان نے "الولاء والبراء، صفحہ 12 "میں کہا ہے۔اسی طرح کتاب "التبیان فی کفر من أعان الامریکان" کے مصنف (شیخ ناصر الفہد) نے صفحہ :10 میں کہا ہے:"یہ مسلمانوں کے اجماع کے مطابق کفر ہے۔ "کیا یہ حکمران اپنی ہر طرح کی قوت اسلحہ اور فوج کے ذریعے کافروں کی مدد نہیں کر رہے؟ کیا یہ ان کے لیے جاسوسی نہیں کرتے؟ کیا انھوں نے ان کافروں کو اپنے راستے اور ہوائی اڈے مہیا نہیں کر رکھے؟ بلکہ یہ حکمران تو ان کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔

6. یہ حکمران جمہوریت کا دفاع کرتے ہیں جو کھلا کفر ہے، بلکہ کفر کی کئی انواع کو اپنے ضمن میں لیے ہوئے ہے۔ جمہوریت کا مطلب یہ ہے کہ حاکمیت عوام کا حق ہے۔ جس نے اللہ کے سوا کسی اور کو حاکمیت کا حق دیا، وہ مرتد ہے۔اس کے کفر میں کوئی شک نہیں۔ ہم نے اپنے فتاوٰی الدین الخالص کی پانچویں جلد میں جمہوریت کے پچاس مفاسد ذکر کیے ہیں۔

7. کفر کی کئی انواع و اقسام ہیں:(1) کفرِ تکذیب، یہ اللہ کے رسولوں صَلَوٰتُ اللهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيهِم کے جھوٹا ہونے کا عقیدہ رکھنے کو کہتے ہیں۔(2) کفر اِباء و استکبار، جیسے ابلیس کا کفر ہے۔(3) کفرِ اعراض، وہ یہ ہے کہ کوئی رسول ﷺ سے اعراض کرے۔ آپ کی بات ہی نہ سنے، آپ کی تصدیق کرے، نہ آپ کو جھٹلائے، آپ سے محبت رکھے نہ دشمنی اور اس دین و شریعت کی طرف کوئی دھیان نہ دے جو آپ ﷺ لے کر آئے ہیں۔ محمد حامد الفقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"عصرِ حاضر

[1] الولاء والبراء

کے ملحدین کا یہی کفر ہے انھوں نے اپنے اسلامی نام رکھے ہوئے ہیں۔ جو یہود و نصاریٰ کے فرنگیوں کی تقلید کرتے ہیں۔ ہر طرح کے اخلاق اور فضیلت سے یکسر عاری ہیں۔ انھوں نے اپنی جہالت اور حماقت کی وجہ سے یہ شور مچا رکھا ہے کہ یہ ترقی اور تہذیب کی رو ہے۔[1]

8. کیا یہ قوانین اسلامی ہیں یا غیر اسلامی؟ اگر غیر اسلامی ہیں تو یہ حکمران ان سے راضی ہیں یا نہیں؟ یہ بات تو معلوم ہے کہ یہ حکمران ان قوانین سے راضی ہیں جبکہ کفر سے رضامندی بھی کفر ہے۔ جیسا کہ شرح فقہ اکبر میں ہے۔ اس پر شرعی نصوص اس قدر زیادہ ہیں کہ انہیں شمار نہیں کیا جا سکتا۔ اگر آپ کہیں کہ وہ ان قوانین پر راضی نہیں تو ہم پوچھتے ہیں کہ پھر وہ زندگی بھر انھیں نافذ کیوں کرتے ہیں؟ وہ ان کا دفاع کیوں کرتے ہیں؟ ان کا احترام کیوں کرتے ہیں؟ اور یہ بالکل محال اور ناممکن ہے کہ انسان کسی چیز پر راضی بھی نہ ہو، پھر اپنے اختیار کے ساتھ ساری زندگی اس پر عمل بھی کرتا رہے اور اس کا دفاع بھی کرتا رہے۔ الخ

9. ان حکمرانوں نے لوگوں کو کھلی آزادی دے رکھی ہے کہ وہ جیسا چاہیں عقیدہ رکھیں اور جیسے چاہیں عمل کریں۔ صرف ان کے قوانین کی مخالفت نہ کریں۔ پس جس شخص نے لوگوں کے لیے کفر و شرک یا زنا کو جائز قرار دیا، اس کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں۔

10. نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ رَأَى مِنكُمْ مُّنكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَلَيْسَ وَرَاءَ ذٰلِكَ حَبَّةُ خَرْدَلٍ مِّنْ إِيمَانٍ»

”تم میں جو کوئی برائی دیکھے تو وہ اسے اپنے ہاتھ سے مٹائے، اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو اپنی زبان سے روکے، اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو اپنے دل سے برا جانے۔ اس کے بعد تورائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہے۔“[2]

[1] دیکھیے: مدارج السالکین اور اس کا حاشیہ: 1/228

[2] صحیح مسلم، حدیث: 50,49,48.

یہ طواغیت برائی کو بالکل نہیں مٹاتے۔ الٹا اس کا دفاع کرتے ہیں۔ اگر کوئی برائی پر روک ٹوک کرے تو یہ اسے تعذیب کا نشانہ بناتے ہیں اور کہتے ہیں: ہمارا نظام جمہوری ہے، لہٰذا تجھے برائی پر روک ٹوک کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ درج بالا حدیث کی نص کے مطابق ان حکمرانوں میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہے۔

11. یہود و نصاریٰ ان طواغیت سے راضی ہیں۔ جس سے یہود و نصاریٰ راضی ہوں، وہ کافر ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَنْ تَرْضَى عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَى حَتَّى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ﴾

"اور یہود و نصاریٰ آپ سے ہر گز راضی نہ ہوں گے، یہاں تک کہ آپ ان کی ملت کی پیروی کریں"[1]

جو ان کی ملت کی پیروی نہیں کرتا وہ اس سے کبھی بھی راضی نہیں ہوتے۔ غور و تدبر کرنے والے کے لیے یہ بات بالکل واضح ہے۔

12. نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«......وَشِرَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِينَ تُبْغِضُونَهُمْ وَيُبْغِضُونَكُمْ وَتَلْعَنُونَهُمْ وَيَلْعَنُونَكُمْ» قَالُوا: أَفَلَا نُنَابِذُهُمْ عِنْدَ ذَاكَ؟ قَالَ: «لَا، مَا أَقَامُوا فِيكُمُ الصَّلَاةَ، لَا، مَا أَقَامُوا فِيكُمُ الصَّلَاةَ»

"تمہارے بدترین حکمران وہ ہیں جن سے تم بغض رکھتے ہو اور وہ تم سے بغض رکھتے ہوں، تم ان پر لعنت کرتے ہو اور وہ تم پر لعنت کرتے ہوں۔" لوگوں نے عرض کیا: کیا اس صورت میں ہم ایسے حکمرانوں کو (تلوار کے ذریعے) ان کے منصب سے علیحدہ نہ کر دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں، جب تک وہ تمھارے اندر نماز قائم کرتے ہیں۔ نہیں، جب تک وہ تمھارے اندر نماز قائم کرتے ہیں۔"[2]

---

[1] البقرہ: 120

[2] صحیح مسلم، حدیث: 1855.

یہ طواغیت حکمران تو نہ خود نماز پڑھتے ہیں اور نہ کسی بے نمازی کو کوئی سزا دیتے ہیں۔ ان کے قوانین میں نماز چھوڑنے والے لیے کوئی سزا مقرر ہی نہیں ہے۔ کیا آپ نے ان شہروں اور ان کے علاوہ دوسرے شہروں میں یہ سنا ہے کہ فلاں حکومت نے کسی ایسے شخص کو تعزیری سزا دی ہو یا اُسے قتل کیا ہو جو نماز کا تارک ہے؟ ہر گز نہیں، اللہ کی قسم! ہم نے یہ کبھی نہیں سُنا، بلکہ وہ تو کبھی کبھار نماز کے ساتھ استہزاء کرتے ہیں اور اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ کوئی حکومت جب نماز قائم نہیں کرتی تو اس سے قتال کر کے حکومت چھین لی جائے گی۔

13. یہ حکمران کافروں سے مکمل تولّی (دوستی) کرتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ○﴾

"اور تم میں سے جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو بے شک وہ انھی میں سے ہو گا۔ بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔"[1]

14. یہ حکمران اللہ کی نازل کردہ شریعت سے ہٹ کر فیصلے کرتے ہیں اور ایسا دین مقرر کرتے ہیں جس کی اللہ نے کوئی اجازت نہیں دی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ○﴾

"اور جو لوگ اللہ کے نازل کیے ہوئے کے مطابق فیصلے نہ کریں، وہی کافر ہیں۔"[2]

یہ آیت ان حکمرانوں کے کفر میں بالکل واضح ہے۔ اس لیے کہ یہ جملہ اسمیہ ہے اور کفر مطلق ذکر ہوا ہے۔ یہ آیت بنی اسرائیل کے متعلق نازل ہوئی تھی لیکن قاعدہ یہ ہے:

(اَلْعِبرَۃُ لِعُمُومِ اللَّفْظِ لَا لِخُصُوصِ السَّبَبِ)

"لفظ کے عموم کا اعتبار ہو گا، نا کہ سببِ نزول کے خصوص کا۔"

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

---

[1] المائدہ :51:5.

[2] المائدہ:44.

”بنی اسرائیل تمہارے کتنے اچھے بھائی ہیں کہ کڑوا کڑوا سب ان کے لیے ہے اور میٹھا میٹھا سب تمہارے لیے!“[1]

ان کا مطلب یہ ہے کہ جب بنی اسرائیل ایسا کرنے سے کافر ہو گئے تھے تو تم بھی جب یہ کام کرو گے تو کافر ہو جاؤ گے.......... امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر ”معالم التنزیل“ میں اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”جس نے جان بوجھ کر واضح طور پر یہ (اللہ کی شریعت کے خلاف فیصلہ) کیا تو وہ کافر ہے۔“

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر ”روح المعانی 6/145“ میں اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”اس میں کوئی شک نہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ ساری شریعت کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا، وہ لامحالہ شریعت کا انکار کرنے والا ہو گا اور اس کے کفر میں کوئی اختلاف نہیں۔“

کیا ہمارے طواغیت ایسے نہیں! شاید حق کے سلسلے میں بغض و عناد سے کام لینے والے اس کا بھی انکار کریں گے؟

15. اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا○ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا○﴾

”(اے نبی!) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں کہ بے شک وہ اس پر ایمان لائے ہیں جو آپ کی طرف نازل کیا گیا اور اس پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کیا گیا۔ وہ چاہتے ہیں کہ اپنے معاملات کا فیصلہ طاغوت (شیطانی چیلوں) سے

---

[1] تفسیر الطبری: 4/61، وتفسیر ابن کثیر: 2/61.

کرائیں، حالانکہ انھیں حکم دیا گیا ہے کہ وہ اس کا انکار کریں اور شیطان چاہتا ہے کہ انھیں گمراہ کر کے دور پھینک دے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے، اس کی طرف اور رسول کی طرف آؤ تو آپ منافقوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ آپ سے منہ موڑ لیتے ہیں، صاف منہ موڑنا۔"[1]

یہ آیت اس مسئلے میں بڑی واضح ہیں کہ جو شخص قرآن پر ایمان لانے کا دعویٰ تو کرتا ہے، پھر اپنا فیصلہ طاغوت کے پاس لے کر جاتا ہے، وہ منافق اور مرتد ہے۔ ان طاغوتی حکمرانوں پر یہ آیت حرف بحرف منطبق ہو رہی ہے۔ جب انھیں کہا جاتا ہے کہ اسلام کی طرف آ جاؤ اور شریعت کی طرف لوٹ آؤ تو وہ آپ سے صاف منہ موڑ لیں گے بلکہ آپ کو تشدد اور تعذیب کا نشانہ بنائیں گے اور "دہشت گردوں" میں شمار کریں گے۔ یہ بات بڑی واضح ہے اس میں کوئی چیز ڈھکی چھپی نہیں، مگر اس کے لیے جسے اللہ تعالیٰ ہی نے اندھا کر دیا ہو۔

16. ان حکمرانوں کے کفر پر اللہ تعالیٰ کا یہ مبارک فرمان بھی صراحت سے دلالت کرتا ہے:

﴿فَلا وَرَبِّكَ لا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝﴾

"چنانچہ (اے نبی!) آپ کے رب کی قسم! وہ مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلاف میں آپ کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر آپ کے کیے ہوئے فیصلے پر ان کے دلوں میں کوئی تنگی نہ آنے پائے اور وہ اسے تسلیم کر لیں، اچھی طرح تسلیم کرنا"[2]

پس جو شخص دین کے اصول و فروع میں اور دینی و دنیوی امور میں رسول اللہ ﷺ کی طرف فیصلہ لے کر نہیں جاتا وہ کافر ہے۔ (اس کے کفر پر اللہ تعالیٰ قسم اٹھا رہا ہے) کیا عصرِ حاضر کے طواغیت اس آیت میں داخل نہیں ہوتے؟

---

[1] النساء:60-61.

[2] النساء:65

17. ان حکمرانوں کے کفر پر اللہ کا یہ فرمان بھی ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ كُبِتُوا كَمَا كُبِتَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ أَنْزَلْنَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُهِينٌ ○﴾

”بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں، وہ ذلیل کیے جائیں گے، جیسے وہ لوگ ذلیل کیے گئے جو ان سے پہلے تھے اور بلاشبہ ہم نے واضح آیات نازل کی ہیں اور کافروں کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔“

امام بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ﴿يُحَادُّونَ﴾ کا مطلب ہے: وہ حدود کو ساقط کر دیتے ہیں، پس اللہ تعالیٰ نے انھیں کافر قرار دیا ہے اور ان کے اس فعل پر رسوا کن عذاب مرتب کیا ہے، اس لیے کہ انھوں نے ایسی چیز کے ذریعے سے عزت حاصل کی جو شریعت مطہرہ کے خلاف ہے۔

18. ان حکمرانوں کے کفر پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانِ مبارک بھی ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ ○ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ ○﴾

”جو لوگ اپنی پیٹھ کے بل اُلٹے پھر گئے اس کے بعد اُن کے لیے ہدایت واضح ہو چکی یقیناً شیطان نے اُن کے لیے (ان کے عمل) مزین کر دیے ہیں اور (اللہ نے) انہیں ڈھیل دے رکھی ہے، اسی لیے انھوں نے اللہ کے نازل کردہ دین کو ناپسند کرنے والوں سے کہہ دیا کہ بعض معاملات میں ہم تمھاری مانیں گے اور اللہ ان کی خفیہ باتیں خوب جانتا ہے۔“[1]

[1] محمد:25-26.

جس نے کافروں کی بعض کاموں میں اطاعت کی، وہ کافر اور مرتد ہے تو اس شخص کے متعلق کیا خیال ہے جو اپنی زندگی کے تمام معاملات میں کافروں کی اطاعت کرتا ہے، یہاں تک کہ اپنے اٹھنے بیٹھنے میں، اپنے لباس اور اپنی حرکات وسکنات میں بھی کافروں کی اطاعت کرتا ہے؟

19. ان حکمرانوں کے کفر پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانِ مبارک بھی دلالت کرتا ہے:

﴿وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الاسْلَامِ دِيناً فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ○﴾

"جس نے اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو تلاش کیا تو وہ اس سے ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو گا۔"[1]

یہ آیت یہودیوں کے متعلق نازل ہوئی تھی۔ وہ آسمانی دین اور موسیٰ علیہ السلام کی اتباع کا دعویٰ کرتے تھے، لیکن اس کے باوجود یہ ان سے قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہیں، تو اس شخص کے متعلق کیا خیال ہے جو وضعی اور بشری قوانین مقرر کرتا ہے اور ان وضعی قوانین کو اپنا مقصدِ حیات بنالیتا ہے۔ انھی قوانین پر زندہ رہتا ہے اور انھی پر مرتا ہے، انھی کی خاطر دوستی رکھتا ہے اور انھی کے لیے دشمنی رکھتا ہے اور انھی کی خاطر قتال کرتا ہے؟

20. اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ﴾

"پس اگر تمہارا کسی چیز میں تنازع ہو جائے تو اس کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو، اگر تم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو"[2]

امام ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"جس نے اختلاف کے وقت کتاب و سنت کو اپنا حاکم نہ بنایا اور اس میں کتاب و سنت کی طرف رجوع نہیں کیا تو ایسا آدمی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لانے والا نہیں ہے۔"

---

[1] آلِ عمران: 85:3

[2] النساء: 59:4.

21. اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ﴾
"کیا پھر وہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟"[1]
حافظ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:
"اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی تردید فرمائی ہے جو اللہ کے اس حکم سے روگردانی کرے جو محکم، ہر خیر پر مشتمل اور ہر شر سے روکنے والا ہے، اوراس کے بجائے اُن آراء وخواہشات اور اصطلاحات کو اختیار کرے جنھیں انسانوں نے اللہ کی شریعت کی کسی دلیل کے بغیر وضع کیا ہو اور جیسا کہ دورِ جاہلیت کے لوگ ان گمراہیوں اور جہالتوں کے مطابق فیصلے کرتے تھے جنھیں انھوں نے اپنی آراء اور خواہشات کے مطابق گھڑ رکھا تھا۔ اسی طرح تاتاری اپنے امور مملکت وسیاست کو ان احکام کے مطابق چلاتے ہیں جنھیں انھوں نے اپنے بادشاہ چنگیز خان سے حاصل کیا تھا۔ اس نے ان کے لیے "یاسق" کتاب وضع کی تھی۔ "یاسق" مختلف شریعتوں سے اخذ کردہ احکامات کا مجموعہ ہے، کچھ احکام یہودیت سے ماخوذ ہیں، کچھ نصرانیت سے اور کچھ اسلام وغیرہ سے، اس میں بہت سے احکام محض اس کے ذاتی نظریات وخواہشات کے نمائندے ہیں۔ یہ مجموعہ اس کی اولاد کے نزدیک ایک ایسی لائق تقلید شریعت کی حیثیت اختیار کر چکا ہے جسے وہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی مقدم قرار دیتے تھے۔ ان میں سے جو شخص بھی ایسا کرے، وہ کافر ہے اوراس سے قتال کرنا واجب ہے یہاں تک کہ وہ اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی طرف لوٹ آئے اور ہر چھوٹے بڑے معاملے میں اسی کو حاکم جانے۔"[2]

میں (امین اللہ) کہتا ہوں: کیا تم ان طواغیت کے متعلق اس سے بھی زیادہ کوئی صریح فتویٰ پاتے ہو!! یہ بھی یاد رہے کہ تاتاری کسی کو اپنے قوانین کا پابند نہیں کرتے تھے۔ پس جو چاہتا ان قوانین

[1] المائدہ:5:50.
[2] تفسیر ابن کثیر:2/540

کے مطابق فیصلہ کراتا اور جو چاہتا، اسلام کے مطابق فیصلہ کرتا، لیکن عصرِ حاضر کے طواغیت تو کبھی اسلام کے مطابق فیصلے کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔

22. حافظ ابن عبد البر نے اپنی کتاب "التمهيد:4/224" میں اجماع نقل کیا ہے: وہ کہتے ہیں: "علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کو یا رسول اللہ ﷺ کو گالی دی، یا اللہ کے نازل کردہ دین میں سے کسی حکم کو رد کیا، اللہ کے نبیوں میں سے کسی نبی کو قتل کیا جبکہ وہ اللہ کے نازل کردہ دین کا اقرار بھی کرتا ہو تو وہ کافر ہے۔" اِن حکمرانوں نے تو ساری کی ساری شریعت کو رد کر دیا ہے اور شریعت کو حاکمیت سے بالکل ختم کر دیا ہے!!!

23. امام ابو بکر جصاص اپنی تفسیر "أحكام القرآن:2/302" میں اس آیت ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾[1] کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

"یہ آیت میں اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول ﷺ کے اوامر میں سے کسی کو بھی رد کر دے گا تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے، خواہ اس کا رد کرنا شک کی بنا پر ہو، قبول نہ کرنے اور نہ اپنانے کی بنا پر ہو۔ یہ اس چیز کے صحیح ہونے کو واجب کرتا ہے جس کی طرف صحابہ گئے تھے۔ صحابہ نے ان پر ارتداد کا حکم لگایا تھا جنھوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ صحابہ نے انھیں قتل کیا، اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی اور غلام بنایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرما دیا ہے کہ جو کوئی نبی ﷺ کا فیصلہ اور حکم تسلیم نہیں کرتا وہ اہل ایمان میں سے نہیں ہے"۔

24. نواقض اسلام میں وہ چیز بھی ہے جسے شیخ عبد اللطیف بن عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے۔ آپ سے اہلِ بادیہ وغیرہ جیسے لوگوں کی بابت سوال ہوا جو اپنے آباؤ اجداد کے طور طریقوں کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں، کیا بتانے کے بعد ان پر کفر کا حکم لا گو کیا جا سکتا ہے؟ آپ نے جواب

---

[1] النساء4:65.

دیا: جو شخص بتانے کے بعد بھی کتاب اللہ اور سنتِ رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنا فیصلہ لے کر جاتا ہے، تو وہ کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ﴾ "کیا پھر وہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟"[1] اور فرمایا: ﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ۝﴾ "جو اللہ کے نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتے، وہی لوگ کافر ہیں۔"[2]

25. نواقضِ ایمان (ایمان کو توڑ دینے والے اعمال) میں سے ایک یہ بھی ہے۔ "اللہ کے دین سے اعراض کرنا، نہ اسے سیکھنا اور نہ اس پر عمل ہی کرنا" جیسا کہ مجموعۃ التوحید: 1/43 میں ہے۔ کیا عصرِ حاضر کے طواغیت اللہ کے دین کو سیکھتے ہیں اور اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں؟ اللہ کی قسم! ہرگز نہیں! بلکہ وہ تو جتنی استطاعت رکھتے ہیں دین کو حقارت سے اپنے شہروں سے بے دخل کرتے ہیں اور دینداروں کو دہشت گرد، انتہا پسند اور قدامت پسند جیسے نام دیتے ہیں۔

26. نواقضِ ایمان میں ایک یہ بھی ہے کہ "جو شرک کا انکار نہیں کرتا اور اہلِ شرک سے عداوت اور دشمنی نہیں رکھتا تو وہ مؤمن نہیں ہے، خواہ وہ اکیلے اللہ کی عبادت ہی کیوں نہ کرتا ہو، کیونکہ کفر بالطاغوت (طاغوت کا انکار) توحید کی صحت میں سے ہے۔

کیا موجودہ حکمرانوں نے شرک کا انکار کیا ہے بلکہ یہ تو شرک کے اڈے بناتے ہیں، اور شرک کی جڑیں مضبوط کرتے ہیں اور مشرکین کو اعلیٰ مناصب پر فائز کرتے ہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ ان حکمرانوں کی اکثریت کا کوئی دین نہیں، جب یہ دین پر عمل کرتے ہیں تو شرک کے ذریعے عمل کرتے ہیں، قبریں تعمیر کرتے ہیں اور پھر دودھ وغیرہ کے ساتھ قبروں کو غسل دیتے ہیں۔

27. نواقضِ ایمان میں سے یہ عمل بھی ہے: جو دینِ اسلام کو ناپسند کرتا ہے، یا کافروں کی مدد اور تائید کے لیے دوڑ دھوپ کرتا ہے، پس جو اس کام میں داخل ہوا، اس سے محبت کرتا ہے اور جو اس کام

---

[1] المائدہ: 5:50.

[2] المائدہ: 5:44. الدرر السنیۃ: 8/241 و 273.

میں مخالفت کرے، اسے ناپسند کرتا ہے تو وہ کافر ہے، خواہ وہ سمجھے کہ وہ مسلمان ہے اور اس کا یہ عمل اسلام کے متعارض نہیں ہے۔ کیا موجودہ حکمران بھی ایسے نہیں ہیں!!![1]

28. نواقض اسلام میں یہ بھی ہے جسے شیخ محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالے "تحكيم القوانين الوضعية، صفحہ 1-7" میں بیان کیا ہے: "اس میں کوئی شک نہیں کہ واضح کفر اکبر میں سے یہ بھی ہے کہ (خود ساختہ) ملعون قانون کو اس کے درجے پر لا کھڑا کر دیا جائے جو جبریل امین محمد کے دل پر لے کر اترے تاکہ آپ واضح عربی زبان میں لوگوں کو ڈرانے والوں میں سے ہو جائیں۔ اس (ملعون قانون) کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلے کیے جائیں اور باہم اختلاف کرنے والوں کے اختلاف کے وقت اس کی طرف رجوع کیا جائے، حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی مخالفت اور اس سے کھلی دشمنی ہے: ﴿فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾ "پس اگر تم باہم کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو، اگر تم واقعی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔"[2] نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ لے کر آئے ہیں، اسے چھوڑ کر کسی اور سے فیصلہ کرانا، یہ بندے کے دل میں سرے سے ایمان کے ساتھ جمع ہی نہیں ہو سکتا بلکہ یہ ایک دوسرے کے منافی ہے۔ ایسی عدالتیں بہت سے اسلامی ملکوں میں مکمل طور پر موجود ہیں۔ ان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ لوگ گروہ در گروہ ان کی طرف دوڑے جا رہے ہیں۔ ان میں بیٹھے جج لوگوں کے درمیان اس قانون کے مطابق فیصلے کرتے ہیں جو کتاب و سنت کے فیصلے کے خلاف ہوتا ہے۔ اسی کا لوگوں کو پابند کرتے ہیں، اسی پر ان کو باقی رکھتے ہیں اور اسی کو ان کے لیے حتمی قرار دیتے ہیں۔ اس کفر سے اوپر کون سا کفر ہو سکتا ہے؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول اللہ ہونے کے اقرار کی اس مخالفت کے بعد اور کونسی مخالفت ہو سکتی ہے؟

29. علامہ شنقیطی رحمۃ اللہ علیہ: اپنی تفسیر "اضواء البیان: 4/81" میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

---

[1] دیکھیے: مجموعة التوحيد والدين الخالص: 3/9.

[2] النسآء: 4:59.

﴿وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَداً﴾

"اور وہ اپنے حکم (قانون) میں سے کسی کو شریک نہیں کرتا"[1] کے تحت لکھا ہے:

(وَبِهٰذِهِ النُّصُوصِ السَّمَاوِيَّةِ الَّتِي ذَكَرْنَا يَظْهَرُ غَايَةَ الظُّهُورِ: أَنَّ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الْقَوَانِينَ الْوَضعِيَّةَ الَّتِي شَرَعَهَا الشَّيْطَانُ عَلَى أَلْسِنَةِ أَوْلِيَائِهِ مُخَالَفَةً لِمَا شَرَعَهُ اللهُ جَلَّ وَعَلَا عَلَى أَلْسِنَةِ رُسُلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِم وَسَلَّمَ، أَنَّهُ لَا يَشُكُّ فِي كُفْرِهِم وَشِرْكِهِم إِلَّا مَن طَمَسَ اللهُ بَصِيرَتَهُ وَأَعْمَاهُ عَن نُّورِ الْوَحيِ مِثْلَهُم)

"ان آسمانی نصوص سے جو ہم نے یہاں ذکر کی ہیں، یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ جو لوگ وضعی قوانین کے پیچھے چلتے ہیں، جنھیں شیطان نے اپنے چیلوں کی زبانی اس شریعت کی مخالفت میں مقرر کیا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کی زبانی مقرر کی، ان کے کفر و شرک میں وہی شخص شک کرے گا جس کی بصیرت کو اللہ نے مسخ کر دیا ہو اور جسے ان (شیطان کے چیلوں) کی طرح وحی کے نور سے اندھا کر دیا ہو۔"

اس کے بعد شیخ امین اللہ حفظہ اللہ نے مفتی الدیار السعودیۃ علامہ محمد بن ابراہیم آلِ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے رسالے تحکیم القوانین میں سے طاغوت کی طرف فیصلہ لے کر جانے والوں کی چھ اقسام ذکر کی ہیں۔

30. ہم اس جلد میں یہ بات بیان کر چکے ہیں کہ اسلامی حکومت وہ ہوتی ہے جس میں 18 شرطیں پائی جاتی ہوں ورنہ وہ حکومت دارالاسلام نہیں کہلاتی، دار الکفر یا دارالحرب کہلاتی ہے جبکہ یہ شرطیں ان طواغیت میں نہیں پائی جاتیں بنابریں ان کی حکومتیں اسلامی نہیں بلکہ دارالکفر یا دارالحرب کہلاتی ہیں۔

31. بشری قوانین کو نافذ کرنے والے اور ان کے مطابق حکومت کرنے والے تاتاریوں سے بہت زیادہ مشابہت رکھتے ہیں، بلکہ ان سے بھی بہت زیادہ اوپر ہیں، جبکہ علماء اسلام نے یہ فتویٰ دیا تھا کے

[1] الکہف: 26:18.

تاتاری کافر ہیں اور ان سے قتال واجب ہے۔ ہم نے تاتاریوں کی بعض صفات اسی جلد رقم 9 میں بیان کیں ہیں ان کی طرف مراجعت کر لیجیے، نیز دیکھیے: مجموع الفتاویٰ لابن تیمیة: 28/468-474.

32. مسلمانوں کی گردنوں پر مسلط ان حکمرانوں میں سے اکثر غالی شیعہ ہیں، یا قادیانی، پرویزی، دہری یا مشرک ہیں جیسا کہ آزمایا جا چکا ہے۔

33. ایسا قانون وضع کرنا جس میں کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دیا گیا ہو، شرک ہے، چاہے وضع کرنے والے نے اسے جائز سمجھا ہو یا نہ سمجھا ہو، اس لیے کہ اس کے وضع کرنے والے کے کفر میں شرک کو جائز سمجھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

اکثر پاکستانی علماء کی نظر میں موجودہ حکمران مرتد ہیں

اِسی طرح ممتاز اہلِ حدیث عالم، مصنف کتبِ کثیرہ، مفسرِ قرآن حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ مدیر: شعبہ تحقیق و تصنیف، دارالسلام، لاہور جو کہ کبھی کبھار جماعۃ الدعوۃ کی دعوت پر اُن کے اسٹیجوں پر بھی چلے جاتے ہیں وہ بھی موجودہ حکمرانوں کو مرتد قرار دیتے ہیں۔[1]

[1] دیکھیے: ریاض الصالحین (اردو) 2/513، طبع دارالسلام، جدید ایڈیشن۔ حافظ صلاح الدین یوسف صاحب ہمارے گمان میں توحید کی غیرت رکھنے والے بزرگ عالم دین ہیں۔ اب چند دن قبل جب جماعت الدعوۃ کے مرکزی راہنما سیف اللہ خالد صاحب کی تفسیر "دعوۃ القرآن" کی تقریب رونمائی مرکز القادسیہ میں ہوئی، تو جماعت الدعوۃ نے حسب معمول اس میں رافضیوں اور قبوریوں کے "مولویوں" کو بھی مدعو کیا ہوا تھا! چنانچہ تقریب کے دوران ایک قبوری اور مشرک مولوی کو دعوت خطاب کے لیے اسٹیج پر بلایا گیا تو اس نے اپنے مخصوص شرک وبدعت پر مبنی الفاظ وکلمات ادا کیے۔ اس دوران سلفیت اور جہاد کے ٹھیکدار گونگے شیطان بنے بیٹھے رہے اور کسی کو بھی اس مشرک کا رد کرنے کی توفیق نہ ہوئی!! البتہ حافظ صلاح الدین یوسف صاحب حفظہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی، آپ نے اسٹیج پر جا کر اسی بناء پر کانفرنس کا اعلانیہ بائیکاٹ کر دیا۔ جَزَاهُ اللهُ خیرًا۔ سنا ہے پھر حافظ سعید۔ (هَدَاهُ اللهُ وَأَصلَحَهُ) نے حافظ صلاح الدین صاحب کی منت ساجت کی اور ان سے آئندہ ایسی حرکت نہ کرنے کا عہد کیا۔ دیکھتے ہیں اگلی "مہم" آنے تک یہ عہد برقرار رہتا ہے یہ کہ نہیں! لیکن اب تو انھوں نے اس عہد کی دھجیاں بکھیر دی ہے بلکہ اپنے عقیدے تک کا سودا کر لیا ہے۔ "دفاع پاکستان فورم" بنا کر شیعوں، بریلویوں، قبر پرستوں، شرک کو توحید کا رنگ دینے والوں، گدی نشینوں اور پیروں سے نہ صرف ملاقاتیں کی جا رہی ہیں بلکہ ان کے پروگراموں اور میلوں میں شرکت بھی کی جا رہی ہے۔ امیر حمزہ، جنھیں حافظ سعید نے اس پوری مہم کا ذمہ دار بنایا ہے، نے تو اس پر ◀◀

یاد رہے کہ ریاض الصالحین مترجم کے پرانے ایڈیشن کی نظرِ ثانی جماعۃ الدعوۃ کے مرکزی رہنما حافظ عبد السلام بھٹوی صاحب نے کی تھی۔ جو کئی مرتبہ جماعۃ الدعوۃ کے قائم مقام امیر بھی بن چکے ہیں۔ اس میں بھی موجودہ حکمرانوں کو مرتد ہی لکھا ہوا ہے........!

اسی طرح ہم پاکستان کے دینی مدارس اور درس و تدریس سے وابستہ کتنے ہی معتبر اور جید علماء و شیوخ کو جانتے ہیں جو کہ پاکستانی حکمرانوں کو ان کے کفریہ اعمال کی بنا پر کافر و مرتد قرار دیتے ہیں لیکن حفاظتی نقطۂ نظر کی بنا پر ہم اُن کا نام ذکر نہیں کر رہے۔[1] اللہ تعالیٰ اِن تمام علماء کی حفاظت فرمائے اور انھیں حق پر استقامت نصیب فرمائے۔ آمین۔!

◀◀ بڑے فخر سے ''جرار'' (28 رجب 1432ھ بمطابق یکم جولائی 2011ء) میں کالم بھی لکھ مارا ہے اور اس کا عنوان ''گدی نشینوں کے جھرمٹ میں'' رکھا ہے۔ اس میں اپنی تمام کرتوتوں کا ذکر کیا ہے۔ انھوں نے اس میں مشرکوں کے لیڈر سرفراز نعیمی کے نام کے ساتھ ''رحمہ اللہ'' بھی لکھا ہے، نیز اسی پر بس نہیں کی بلکہ اپنی سیاہ کرتوت ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہم نے جامعہ نعیمیہ میں جا کر سرفراز نعیمی کے بیٹے راغب نعیمی سے وہاں کے مفتی اور اساتذہ کی موجودگی میں ملاقات کی۔ اس مجلس میں امیر حمزہ نے ایک دوسرے کے خلاف مسالک کی مخالفانہ کتابوں کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بھی کہا: ''ہمیں یاد رکھنا چاہیے ہم سب مسلمان ہیں، سب کا خون، جان، مال اور عزت و آبرو اسی طرح محترم ہے جس طرح مکہ محترم ہے۔ حج کا مہینہ اور یوم العرفہ محترم ہے اور یہ سب کچھ ہمیں حضور ہدایات ارشاد فرما گئے ہیں۔'' ہم کہتے ہیں کہ بہت خوب! مخلص مسلمان اور مجاہدین تو تکفیری اور خارجی جبکہ مشرک پلید، مسلمان اور مکہ، حج کے مہینے اور عرفہ کے دن کی طرح محترم! حقیقت یہ ہے کہ یہ بڑی خطرناک جسارت ہے جس کا ارتکاب امیر حمزہ نے کیا ہے۔ پھر حیرت تو یہ ہے کہ وہ کتنی بے باکی سے اسے رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔ ہم ان کی خدمت میں یہ عرض کرتے ہیں کہ جناب! کچھ شرم کریں۔ اگر آپ اسلام سے اپنا تعلق ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں تو آپ کی مرضی! لیکن اپنی گمراہیوں اور سیاہ کاریوں کو رسول اللہ ﷺ کی ہدایات تو قرار نہ دیں۔ یاد رکھیں! آپ اور آپ کی جماعت نے جس پاکستان کے دفاع کا ٹھیکہ لے رکھا ہے اور اس کے لیے آپ جلسے وغیرہ منعقد کر کے بے پناہ مال و وسائل صرف کر رہے ہیں جو آپ نے لوگوں سے ''غلبۂ اسلام'' کے نام پر اکٹھے کیے ہیں، اس کی بقا و سلامتی صرف اسلام اور نفاذ شریعت سے وابستہ ہے، اس کے بغیر نہ پاکستان بچے گا، نہ پاکستان کا دفاع کرنے والے۔

[1] عین ممکن ہے کہ خود جماعۃ الدعوۃ کے اندر ایسے لوگ ہوں جو موجودہ حکمرانوں کو مرتد سمجھتے ہوں لیکن وہ اس کا اظہار نہ کرتے ہوں، جیسا کہ ان کے علماء سے اگر اس سلسلے میں بات چیت کی جائے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم دل سے یہ سب باتیں مانتے ہیں اور کبھی کبھار ہم ایسی باتیں آپس میں خفیہ اور خاص میٹنگوں میں کر بھی لیتے ہیں لیکن جماعت کی پالیسی کی وجہ سے لوگوں کے سامنے نہیں کرتے۔ ویسے اب تو حالت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ اگر جماعت میں کوئی اس قسم کی حق پر مبنی باتیں کرتا ہے ◀◀

دفاعی جہاد اور نفاذِ شریعت کی جنگ قتل وغارت کیوں؟!

علاوہ ازیں مفتی صاحب نے اپنی تقریر میں پاکستان میں القاعدہ اور طالبان کے دفاعی جہاد اور نفاذِ شریعت کی جنگ کو "قتل وغارت" سے تعبیر کیا ہے۔ہم مفتی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ شریعت کی نظر میں کفر وشرک کا پھیل جانا اور طاغوتی وکفریہ قوانین کا رائج ہونا زیادہ باعثِ تکلیف اور ناپسندیدہ ہے یا کہ قتل و غارت؟!کیا قرآنِ مجید کی درج ذیل آیات سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ کفر و شرک کا فتنہ قتل و غارت سے زیادہ تکلیف دہ اور شدید تر ہے۔:

﴿وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾

"فتنہ (شرک) قتل سے زیادہ سخت (گناہ) ہے"[1]

﴿وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ﴾

"فتنہ (شرک) قتل سے کہیں بڑا (گناہ) ہے۔"[2]

نیز اگر مفتی صاحب کے بقول القاعدہ اور طالبان کا حربی کافروں کی فرنٹ لائن اتحادی پاکستانی حکومت کے خلاف دفاعی جہاد اور نفاذِ شریعت کی جنگ قتل وغارت ہے تو پھر آپ کی جماعت لشکرِ طیبہ کا انڈیا کے شہر گجرات میں ٹرینوں کے دھماکے کر کے سینکڑوں بے گناہ بھارتی مسلمانوں کو خاک وخون میں تڑپا دینا کون سا شرعی جہاد ہے.........؟

حق پر چلنے والوں کو خارجی ثابت کرنے کی ناکام کوشش

اشکال:4 خوارج جتنے بھی تھے، بظاہر متقی، پرہیز گار، شریعت کے پابند، لوگ اس سے بھی دھوکا کھا جاتے ہیں۔ بخاری میں نشانیاں ہیں: تم اپنی نمازیں اُن کی نمازوں کے ساتھ حقیر سمجھو گے، اپنے

◄◄ تو اسے اس جرم کی پاداش میں خارجی اور تکفیری کہا جاتا ہے، جماعت کے لیے خطرہ تصور کیا جاتا ہے اور طرح طرح سے ستا کر جماعت سے نکلنے پر مجبور کیا جاتا ہے، یا خود ہی جماعت سے خارج کر دیا جاتا ہے۔

[1] البقرہ:191.

[2] البقرہ:217.

روزے اُن کے روزوں کے مقابلے میں حقیر سمجھوگے۔وہ قرآن پڑھیں گے اُن کا قرآن اُن کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا،وغیرہ........[1]

مفتی صاحب بریلویوں کے نقشِ قدم پر

ازالہ: یہ کیسا حسنِ اتفاق ہے کہ بریلوی بھی جب دلائل سے عاجز آجاتے ہیں تو یہی علامات اور حدیث پیش کر کے سلفیوں کو بدنام کرتے ہیں۔ مثلاً ارشد القادری نے اپنی کتاب ''تبلیغی جماعت'' (ناشر پروگریسو بکس) کے صفحہ:16 پر ایک سرخی قائم کی ہے ''نجدی گروہ حدیثِ صحیح کی زبانی'' اسکے تحت یہی حدیث بیان کی ہے۔اسی طرح ''کینیڈین شیخ الاسلام'' طاہر القادری نے بھی اپنے کافر آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے القاعدہ اور طالبان کے خلاف فتویٰ لکھ کر تقریباً 600صفحات سیاہ کیے ہیں اس نے بھی مفتی مبشر احمد ربانی صاحب کی طرح یہی حدیث پیش کر کے القاعدہ اور طالبان کے مجاہدین کو خوارج ثابت کرنے کی سعی نامشکور کی ہے........چنانچہ مفتی صاحب بھی بریلویوں اور طاہر القادری کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے دلائل کی بجائے یہی خوارج والی حدیث بیان کر رہے ہیں..........!!![2]

حامد کمال الدین صاحب لکھتے ہیں:

یہاں وہ لوگ ہیں جو ''حاکمیت'' پر بات کرنے کو ''خوارج'' کا مذہب قرار دیتے ہیں........!

ان کے پراپیگنڈا کی رو سے: ''تکفیری'' وہ ہوتے ہیں جو آج کے ان باطل نظاموں کی مخالفت کریں! یہ آج کے ان موحدین کو جو اللہ مالک الملک کی اتاری ہوئی شریعت کی جگہ انگریز کے دیے ہوئے قانون کو عباد اور بلاد پر مسلط کر رکھنے والے حکمرانوں کے خلاف آواز اٹھاتے ہیں، زمانۂ اول کے اُن ''خوارج'' سے جا ملاتے ہیں جنھوں نے عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ ایسے خلفائے حق کے خلاف خروج کیا تھا!

ان کے نزدیک ''خوارج'' اور ''تکفیری'' ہونا یہ ہے کہ شریعت اور قانون اللہ کی بجائے غیر اللہ سے لیا جانے کو ایک مشرکانہ وکافرانہ عمل بتایا جائے! گویا یہ تسلیم کر لینا چاہیے کہ

---

[1] صحيح البخاري، حديث:3610.

[2] دہشت گردی اور فتنۂ خوارج، ص:471,439,441.

شریعت غیر اللہ سے لی جائے تو بھی آدمی موحد رہتا ہے!........فکر ارجاء تو بہر حال یہی کہلوانا چاہتا ہے! وہ بات جو ایک ادنیٰ دینی حمیت رکھنے والا شخص بھی شریعتِ خداوندی کی تعظیم میں بڑے آرام سے کہہ دے گا اور اس کے کہہ دینے میں کبھی کوئی رکاوٹ نہیں پائے گا، وہ ان لوگوں کو "گمراہی" نظر آنے لگ گئی ہے۔ جب سے انگریز سے مستعار لیے گئے نظام اور قانون اپنے یہاں چلنے لگے ہیں کسی غیرت مند مسلمان نے اس نظام کو باطل کہنے میں کبھی تردد نہیں کیا۔ البتہ آج کچھ ایسے مرجئہ آنے لگے ہیں جو اس نظام اور اس کو چلانے والوں کے لیے طاغوت کا لفظ استعمال کرنے کو "خوارج" کا مذہب بتا رہے ہیں!

ان مرجئہ کو ہی یہ "نکتہ" پیش کرنے کی سعادت ملی کہ غیر اللہ کی شریعت چلانے والا شخص اگر "زبان" سے اپنے اس عمل کو "حق" کہنے کی حماقت نہیں کرتا تو عمل سے وہ جتنا مرضی حدود اللہ کو پامال کرے اور ہزاروں مربع میل پر غیر اللہ کا قانون چلائے، کروڑوں انسانوں کو اور ان کی زندگی کو دیوانی و فوجداری ہر ہر لحاظ سے اللہ کی شریعت کی بجائے غیر اللہ کی شریعت کا پابند کر کے رکھے، حتیٰ کہ لوگوں کو غیر اللہ کی شریعت کے بموجب جیلیں اور پھانسیاں کیوں نہ دے، بس وہ مسلمان ہے اور جنت کا امیدوار!!![1]

اہلِ حق پر الزام تراشی کوئی نئی بات نہیں

اہل بدعت ہمیشہ ہی سے اپنے اسلاف کی طرح دلائل و براہین سے بات کرنے کی بجائے اہلِ حق اور طائفہ منصورہ پر طرح طرح کے جھوٹے الزامات لگاتے آئے ہیں، کبھی انھیں خوارج ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، کبھی حشویۃ و مشبہہ اور کبھی مجسمہ ثابت کرتے ہیں، اِس سے پہلے سلف صالحین میں سے شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ اور امام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہما پر بھی خارجی ہونے کا الزام لگایا گیا تھا۔

حافظ ابنِ قیم رحمۃ اللہ علیہ "القصیدۃ النونیۃ" میں اِس بات کو یوں بیان فرمایا ہے:

وَمِنَ الْعَجَائِبِ أَنَّهُمْ قَالُوا لِمَنْ

[1] سہ ماہی ایقاظ: جنوری تا مارچ 2009ء ص38

قَدْ دَانَ بِالْآثَارِ وَالْقُرْآنِ

أَنْتُمْ بِذَا مِثْلُ الْخَوَارِجِ إِنَّهُمْ

أَخَذُوا الظَّوَاهِرَ مَا اهْتَدُوا لِمَعَانِ

فَانْظُرْ إِلَى ذَا الْبُهْتِ هٰذَا وَصْفُهُمْ

نَسَبُوا إِلَيْهِ شِيعَةَ الْإِيمَانِ

سَلُّوا عَلَى سُنَنِ الرَّسُولِ وَحِزْبِهِ

سَيْفَيْنِ سَيْفَ يَدٍ وَّ سَيْفَ لِسَانِ

”عجائبات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جن لوگوں نے قرآن وحدیث کو اپنا مذہب بنالیا ہے، یہ (اہلِ بدعت) ان کو کہتے ہیں کہ تم ایسا کرنے کی وجہ سے خوارج کی طرح ہو، انھوں نے صرف ظاہری نصوص کو لے لیا تھا اور انھیں معنیٰ کا خیال رکھنے کی توفیق نہیں ملی۔ ان بہتان طرازوں کی طرف دیکھو! یہ تو خود ان (بدعتیوں) کا اپنا وصف ہے جس کی طرف انھوں نے ایمانی گروہ کو منسوب کر دیا ہے۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی سنتوں اور آپ کی جماعت پر دو تلواریں سونت رکھی ہیں: ایک ہاتھ کی تلوار اور دوسری زبان کی تلوار۔“

اِسی طرح اہلِ بدعت نے جب طائفہ منصورہ پر ”حشویۃ“[1] ہونے کا الزام لگایا تو حافظ ابنِ قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اِس کا یوں جواب دیا:

يَا قَوْمُ إِنْ كَانَ الْكِتَابُ وَسُنَّةُ

الْمُخْتَارِ حَشْوًا فَاشْهَدُوا بِبَيَانِ

[1] أهل السنة کو حشویہ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں میں ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ حَشْو اس چیز کو کہتے ہیں جس کی کوئی قیمت ہو نہ اس کا کوئی فائدہ ہو۔ گمراہ لوگوں کی أهل السنة کے بارے میں یہی رائے ہے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ أهل السنة نے کتاب وسنت کے ظاہر کو لیا ہے اور انھیں سمجھنے میں گہرائی میں نہیں گئے۔ رہے ان کے اپنے لوگ تو وہ فہم، استدلال، منطق قواعد اور علمِ کلام میں تہ تک گئے ہیں، لہٰذا ان کے خیال میں وہ عقل مند اور درست رائے رکھنے والے ہیں۔ التعليق المختصر على القصيدة النونية للشيخ صالح الفوزان: 580/2.

أَنَّا بِحَمْدِ اِلٰهِنَا حَشْوِيَّةٌ

صِرْفٌ بِلَا جَحْدٍ وَّلَا كِتْمَانِ

"اے قوم! اگر اللہ کی کتاب اور نبی مختار ﷺ کی سنت کی "حشو" ہے تو گواہ ہو جاؤ! ہم بحمد اللہ خالص "حشویۃ" ہیں، بغیر کسی انکار اور کچھ چھپانے کے۔"

اِسی طرح جب طائفہ منصورہ پر بدعتیوں نے مجسمہ ہونے کا الزام لگایا تو حافظ ابنِ قیم نے اس کا یوں جواب دیا:

اِنْ كَانَ ذَا التَّجْسِيمُ عِنْدَكُمُ فَيَا

أَهْلًا بِهِ مَا فِيهِ مِنْ نُكْرَانِ

إِنَّا مُجَسِّمَةٌ بِحَمْدِ اللهِ لَمْ

نَجْحَدْ صِفَاتِ الْخَالِقِ الرَّحْمٰنِ

" اگر (صفاتِ باری تعالیٰ کا اقرار کرنے والا) تمھارے نزدیک (اللہ کا) جسم قرار دینے والا ہے تو خوش آمدید! اس میں کوئی انکار والی بات نہیں۔ ہم بحمد اللہ "مجسمہ" ہیں، ہم نے اپنے خالق ورحمان کی صفات کا انکار نہیں کیا۔"[1]

اِسی طرح بعض پراپیگنڈہ کرنے والے حاسدین نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر حُبِّ اہلِ بیت کی وجہ سے رافضی ہونے کا الزام لگایا تو اُنھوں نے اِس کا یوں جواب دیا:

اِنْ كَانَ رِفْضًا حُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ

فَلْيَشْهَدِ الثَّقَلَانِ أَنِّي رَافِضِيٌّ

"اگر آلِ محمد ﷺ سے محبت رکھنے کا نام "رافضیت" ہے تو پھر سب جن و انس گواہ ہو جائیں کہ میں "رافضی" ہوں۔"

ایسے تو پھر ایسے ہی سہی

[1] متن القصيدة النونية لابن القيم، ص:113,112و118,117.

ہم بھی اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے یہی کہتے ہیں کہ اگر طاغوت کا انکار کرنا، اللہ کے دوستوں سے دوستی اور اس کے دشمنوں سے دشمنی رکھنا، نواقضِ اسلام کے مرتکب اور غیر اللہ کا قانون نافذ کرنے والوں کو کافر سمجھنا اور حربی کافروں کے صفِ اول کے اتحادیوں سے جہاد و قتال کی بات کرنا ''خارجیت'' ہے تو پھر مفتی مبشر احمد ربانی صاحب سن لیں اور تمام جن و انس بھی جان لیں کہ ہم بحمد اللہ ''خارجی'' ہیں!

اذَا كَانَ الصَّدْعُ بِالتَّوْحِيدِ تَكْفِيرًا

فَلْيَعْلَمِ الثَّقَلَانِ أَنِّي تَكْفِيرِيٌّ

''اگر ببانگ دہل جرأت کے ساتھ توحید کا اظہار کرنا ''تکفیر'' ہے تو جن و انس جان لیں کہ میں بھی ''تکفیری'' ہوں۔

مجاہدین فی سبیل اللہ کو اہلِ بدعت کے جھوٹے الزامات سے گھبرانے کی چنداں ضرورت نہیں، نہ انھیں جہاد سے پیچھے بیٹھ رہنے والوں اور افواہیں اڑانے والوں کی کوئی پرواہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے طائفہ منصورہ کا یہ وصف بیان کیا ہے:

﴿وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ﴾

''وہ کسی ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔''[1]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ»

''انھیں کو بے یار و مدد گار چھوڑنے والا اور ان کی مخالفت کرنے والا ان کا کچھ نقصان نہیں کر سکے گا۔''[2]

---

[1] المائدہ: 54.

[2] صحیح البخاري، حدیث: 3641.

خوارج اسلام کا نام لینے والوں کو قتل کریں گے

اشکال:5 خوارج کی یہ بھی نشانی بیان کی کہ «يَدَعُونَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ وَيَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ» بت پرستوں کو چھوڑیں گے اور اسلام کا نام لینے والوں کو قتل کریں گے۔"[1] آج بھی آپ کو یہی چیز ملے گی جو خوارج کے ذہن سے متاثرین ہیں، اُن کی جنگ یہودی، عیسائی اور ہندو کے ساتھ نہیں ہے۔ اُن کے جنگ اُن لوگوں کے ساتھ ہے جو اسلام کا نام لینے والے ہیں۔

مفتی صاحب کی حدیث کے ترجمے میں تحریف

ازالہ: مفتی صاحب تو رافضی اور قبر پرست حکمرانوں کی وکالت میں اتنے آگے نکل گئے ہیں کہ اُنھیں بچاتے بچاتے حدیث کے ترجمے ہی میں تحریف کے مرتکب ہو گئے (اَلْعِيَاذُبِاللهِ) حدیث کے الفاظ تو یہ ہیں «يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْاِسْلَامِ» یعنی وہ اہلِ اسلام (مسلمانوں) کو قتل کریں گے، جبکہ مفتی صاحب نے ترجمہ یہ کیا ہے کہ "وہ اسلام کا نام لینے والوں کو قتل کریں گے"۔

ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق
خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

اسلام کا نام لینے والے تو بہت سے ہیں

اب مفتی صاحب سے ہم پوچھتے ہیں کہ اسلام کا نام تو قادیانی ملعون بھی لیتے ہیں، کیا وہ بھی اہل الاسلام میں داخل ہیں........؟ اسلام کا نام تو تاتاری بھی لیتے تھے، کیا وہ بھی اہل الاسلام میں داخل ہیں.........؟ اسلام کا نام تو بنو عبید القداح بھی لیتے تھے جن کے علاقوں کو مسلمانوں کے علماء نے دارالحرب قرار دیا تھا، کیا وہ بھی اہل الاسلام میں داخل ہیں؟ اسلام کا نام تو ملعون سلمان رُشدی اور تسلیمہ نسرین بھی لیتے ہیں تو کیا وہ بھی اہل الاسلام میں داخل ہیں؟ اسلام کا نام تو کشمیر کا حکمران عمر عبد اللہ بھی لیتا ہے، اسلام کا نام تو حامد کرزئی اور نور المالکی بھی لیتا ہے تو کیا وہ بھی اہل الاسلام میں داخل ہیں؟

[1] صحيح البخاري، حديث: 3344.

یہ جسارت تو طاہر القادری بھی نہ کر سکا!

قارئین کرام! افسوس کی بات تو یہ ہے کہ القاعدہ اور طالبان کے مجاہدین کے خلاف طاہر القادری نے بھی اپنی کتاب "دہشت گردی اور فتنۂ خوارج" کے صفحہ :475 پر بالکل یہی حدیث پیش کی ہے لیکن اُسے بھی اتنی جرأت نہیں ہو سکی کہ وہ حدیث کے ترجمے میں تحریف کرتا، یہ "سعادت" صرف مفتی مبشر احمد ربانی صاحب کے حصے میں آئی ہے! مفتی صاحب سے گزارش ہے کہ پھر آپ کی جماعۃ الدعوۃ اور لشکرِ طیبہ کی جنگ بھی اسلام کا نام لینے والے کشمیری حکمران عمر عبداللہ سے ہے! جماعۃ الدعوۃ کی ہفت روزہ اخبار جرار 16 رمضان المبارک 1431ھ بمطابق 27 اگست 2010ء میں یہ خبر چھپی ہے کہ کشمیر کے علاقے سوپور میں لوگ جب تراویح میں مشغول تھے، مجاہدین نے ممبر اسمبلی محمد اشرف کے مکان پر حملہ کر دیا اور وہاں پر اندھا دھند گولیاں برسانا شروع کر دی جس کے نتیجے میں ایک ایس پی ہلاک اور دو کانسٹیبل شدید زخمی ہو گئے جب کہ ممبر اسمبلی بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ ہم مفتی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ کیا آپ کے مجاہدین کشمیر میں جا کر اسلام کا نام لینے والوں سے جنگ کر کے "خارجی" بن جاتے ہیں ؟؟؟!!! ۔

یہ عذرِ امتحانِ جذبِ دل کیسا نکل آیا
میں الزام اُن کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

مفتی صاحب! آپ کو اپنی آنکھ کا شہتیر بھی نظر نہیں آتا اور دوسروں کی آنکھ کا تنکا فوراً دکھائی دیتا ہے! آپ پہلے اپنی جماعت کے "کارناموں" سے تو باخبر ہو جایئے، پھر طالبان اور القاعدہ کی طرف آیئے گا۔

اپنے ہی پاؤں پر کلہاڑی مار لی

مفتی صاحب نے مذکورہ بالا حدیث پیش کر کے الٹا اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار دی ہے بلکہ ساتھ ساتھ اپنی "مسلمان" حکومت کے پاؤں پر بھی کلہاڑی مار دی ہے۔

اے چشم اشکبار ! ذرا دیکھ تو سہی
ہوتا ہے جو خراب کہیں تیرا ہی گھر نہ ہو

قتل کی مندرجہ ذیل تین صورتیں ہو سکتی ہیں:

① بت پرستوں کو قتل کرنا اور نام نہاد مسلمانوں کو بھی قتل کرنا۔

② بت پرستوں کو چھوڑ دینا اور نام نہاد مسلمانوں کو (جو مرتد ہو چکے ہوں) کو قتل کرنا۔

③ بت پرستوں کو چھوڑ دینا اور ایسے مسلمانوں جو مرتد نہ ہوئے ہوں، قتل کرنا۔

درج بالا تینوں صورتوں میں سے صرف تیسری صورت پر یہ حدیث فٹ آسکتی ہے اب ہم پوچھتے ہیں کہ القاعدہ اور طالبان کے مجاہدین اس تیسری صورت پر عمل کر رہے ہیں یا کہ آپ کی ''مسلمان ''حکومت؟

معزز قارئین! اگر ہم آج کل کے حالات اور حقائق کو دیکھتے ہیں تو صاف پتہ چلتا ہے کہ یہ ''تکفیری اور خارجی مجاہد'' تو بت پرست کافروں کو بھی ضربیں لگا رہے ہیں (جیسا کہ اردنی مجاہد[1] ڈاکٹر ابو دجانہ

[1] جماعت الدعوۃ والوں نے اپنی اخبار ہفت روزہ جرار میں اس حملے کی سب سے بڑی سرخی لگائی تھی۔ ماہنامہ الحرمین میں بھی اس پر مضمون چھپا۔ امیر حمزہ (ھَدَاہُ اللہ) نے جرار میں اس حملے کی تعریف میں کالم بھی تحریر کیا اور مسلسل کئی روز تک جرار کے شماروں میں اس حملے کے چرچے ہوتے رہے۔ قارئین! ایک طرف تو اس حملے نے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو ہلا کر رکھ دیا ہے، دوسری طرف یہ حملہ ایسے ''دانشوروں'' کالم فروش صحافیوں اور نام نہاد جہادیوں کے منہ پر طمانچہ ہے جو افغانی طالبان اور پاکستانی طالبان ''اچھے طالبان'' اور ''برے طالبان'' کی تفریق کرتے ہیں، کیونکہ جس طرح اس حملے کی ذمہ داری افغان طالبان کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد اور تنظیم القاعدہ خراسان کے امیر ابو یزید مصطفی رحمۃ اللہ علیہ نے قبول کی، اسی طرح پاکستانی طالبان کے ترجمان اعظم طارق حفظہ اللہ نے بھی اس کی ذمہ داری قبول کی، حتیٰ کہ ڈاکٹر ابو دجانہ الخراسانی کی حملے کے بعد جو وصیت اور ویڈیو منظر عام پر آئی ہے، اس میں وہ تحریک طالبان پاکستان کے امیر حکیم اللہ محسود حفظہ اللہ کے ساتھ بیٹھے دکھائی دے رہے ہیں۔ انھوں نے اس میں امیر بیت اللہ محسود رحمۃ اللہ علیہ کی تعریفیں کیں اور اس کارروائی کو ان کی شہادت کا بدلہ قرار دیا۔ قارئین! ایک طرف تو جماعت الدعوۃ والے القاعدہ اور طالبان کے مجاہدین کی من پسند کارروائیوں کو اپنی اخبار کی شہ سرخیوں میں لگاتے ہیں اور عامۃ الناس کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ گویا یہ ان ہی کی کارروائیاں ہیں۔ اس طرح وہ عوام کی آنکھوں میں دھول جھونک کر مکھن اور ملائی کھانے اور فوائد سمیٹنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں، جب کہ دوسری طرف القاعدہ اور طالبان کے مجاہدین کے خلاف زہر اگلتے ہیں، ان کو تکفیری اور خارجی حتیٰ کہ ''را کے ایجنٹ'' قرار دیتے ہوئے بھی نہیں جھجکتے! یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مصداق ہیں: ﴿وَيُحِبُّونَ أَن يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا﴾ ''اور وہ پسند کرتے ہیں کہ جو انھوں نے نہیں کیا، اس پر بھی ان کی تعریف کی جائے۔'' [آل عمران 3:188] ہم نے سلسلۂ نبوت کے کلام میں سے ایسے لوگوں کے لیے یہ الفاظ چنے ◀◀

الخراسانی رحمۃ اللہ علیہ نے خوست میں امریکی CIA کے ہیڈ کوارٹر پر کامیاب اور شاندار فدائی حملہ کیا) اور ان کے کلمہ گو اتحادیوں یعنی مرتدین کو بھی کیفرِ کردار تک پہنچا رہے ہیں۔ اس کے بالمقابل حکومت کو دیکھیں تو وہ تیسری صورت پر عمل کرتے ہوئے اہل الاوثان، یعنی کافروں کو تو گود میں بٹھا رہی ہے، جبکہ مسلمانوں کو نفاذ شریعت کا نعرہ بلند کرنے کے جرم میں قتل کر رہی ہے۔ لہٰذا اس حدیث کا مصداق القاعدہ اور طالبان کے مجاہدین نہیں بلکہ آپ کی "مسلمان" حکومت بن رہی ہے.........!

مفتی صاحب! آپ کو تو اس موضوع پر بات کرنی چاہیے تھی کہ القاعدہ اور طالبان کے لوگ جنھیں قتل کرتے ہیں، وہ مرتد ہیں یا نہیں۔ جو انھیں مرتد سمجھتا ہے، اسے یہ سمجھانا چاہیے تھا کہ وہ مرتد نہیں ہیں۔ یہ نہیں کہ آپ اسے مسلمان کو مارنے کی وعید والی حدیثیں سناتے رہیں۔ بات در اصل یہ ہے کہ جب آپ مرتدین کا دفاع کرنے سے عاجز آجاتے ہیں تو لوگوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لیے بریلویوں کی طرح خوارج والی حدیثیں سنا کر بات کو خلط ملط کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

قارئین! ایک لحاظ سے دیکھا جائے تو مفتی صاحب خود بھی اس حدیث کا مصداق بن رہے ہیں کیونکہ اُن کی زبان سے طواغیت اور مرتدین (أهل الأوثان) محفوظ ومامون ہیں لیکن القاعدہ اور طالبان کے مجاہدین (أهل الاسلام) محفوظ نہیں!

حق کا ساتھ نہیں دے سکتے تو باطل کا بھی نہ دیں

کاش! مفتی صاحب خاموش ہی رہتے کیونکہ خاموشی، غلط پراپیگنڈے، تلبیس اور مداہنت والی گفتگو سے زیادہ افضل اور بہتر ہوتی ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

اَلصَّمْتُ أَفْضَلُ مِنْ كَلَامِ مُدَاهِنٍ

نَجِسُ السَّرِيرَةِ طَيِّبُ الْكَلِمَاتِ

عَرَفَ الْحَقِيقَةَ ثُمَّ حَادَ الَى الَّذِي

◀◀ جیسے ہیں: «اِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ» "جب تجھ میں شرم وحیا نہ رہے تو پھر جو چاہے کر!" [صحيح البخاري، حديث: 3483].

يُرۡضِي وَيُعۡجِبُ كُلَّ طَاغٍ عَاتٍ
وَاللّٰهِ مَاقَالُوا الۡحَقِيقَةَ وَالۡهُدٰى
كَلَّا وَلَا كَشَفُوا عَنِ الۡهَلَكَاتِ
أَنّٰى يُشِيرُ الۡحَقِيقَةَ رَاغِبٌ
فِي وَصۡلِ أَهۡلِ الظُّلۡمِ وَالشَّهَوَاتِ

”خاموشی مداہنت والی (دو رنگی) گفتگو سے افضل ہے۔دِل میں کھوٹ ہے،الفاظ بڑے پاکیزہ ہیں۔اس نے حقیقت کو پہچان لیا، پھر بھی اس رستے پر چل پڑا جو ہر سرکش طاغوت کو راضی اور خوش کرتا ہو۔ اللہ کی قسم!انھوں نے حق اور ہدایت کی بات نہیں کی۔ہر گز نہیں!انھوں نے ہلاکت میں ڈال دینے والے امور سے پردہ نہیں اٹھایا۔وہ حقیقت کی طرف اشارہ کر بھی کس طرح سکتا ہے جو ظالم اور شہوت پرستوں کے ساتھ میل ملاپ کا خواہش مند ہو۔“

پاکستان میں جہاد کے حوالے سے کسی نے ”حد السنان“ لکھی

اشکال:6 مفتی صاحب فرماتے ہیں: ابھی ایک عربی میں بھی پرسوں مجھے ایک بھائی نے کتاب دی، ”حدالسنان“ جو کہ پاکستان میں جہاد اور قتال کے حوالے سے کسی نے لکھی ہے۔

”حد السنان“ کے مؤلف گمنام تو نہیں

ازالہ: مفتی صاحب نے حد السنان نامی جس کتاب کا ذکر فرمایا ہے۔جو کہ پاکستان میں جہاد اور قتال کے بارے میں لکھی گئی ہے۔اس کتاب کے مصنف شیخ ابو یحیٰی حسن قائد اللیبی ہیں وہ کہ کوئی مجہول اور گمنام عالم نہیں ہیں۔ان کا نام علماء کے طبقے میں کافی معروف ہے۔وہ وفاق المدارس سے سندِ فراغت حاصل کرنے کے بعد ایک عرصہ تک کراچی کے دینی مدارس میں تدریس کرتے رہے۔ 2003ء میں آپ کو پاکستان کی خفیہ ایجنسیوں نے کراچی سے گرفتار کر کے امریکی فوج کے حوالے کر دیا اور آپ باگرام جیل میں قید کر دیئے گئے۔مگر آپ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے اپنے تین ساتھیوں

سمیت باگرام جیل سے فرار ہونے میں کامیاب ہوئے اور مجاہدین سے آملے۔ آج کل آپ تنظیم القاعدہ کے مفتیِ عام اور شرعی شعبے کے ذمہ دار ہیں۔ آپ متعدد دینی کتابوں کے مصنف ہیں جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں۔

- نظرات فی الاجماع القطعی
- التترس فی الجہاد المعاصر
- المعلم فی حکم الجاسوس المسلم
- الاستعانۃ بالکفار فی الحرب
- حد السنان لقتال حکومۃ و جیش باکستان
- التبدید لأباطیل وثیقۃ الترشید

شیخ امین اللہ کی حد السنان اور اس کے مؤلف کی تعریف

آپ کے متعلق جماعت الدعوۃ کے اسٹیجوں پر تقریر کرنے والے عالم دین مفتی امین اللہ پشاوری فرماتے ہیں: (أَخُونَا وَصَاحِبُنَا الشَّيْخُ أَبُويَحْيَى اللِّيبِيُّ حَفِظَهُ الله) "ہمارے بھائی اور ساتھی شیخ ابو یحیی لیبی حفظہ اللہ۔"[1]

شیخ ابو یحییٰ اللیبی کے متعلق شیخ امین اللہ پشاوری کا "أَخُونَا وَصَاحِبُنَا الشَّيْخُ أَبُويَحْيَى اللِّيبِي حَفِظَهُ الله" کہنا اور ان کی کتاب کو اپنے فتاوٰی الدین الخالص میں من و عن تائیداً نقل کرنا اور اس کی تعریف کرنا، یہ سب کیا اُن کی علمی ثقاہت کا منہ بولتا ثبوت نہیں؟

مفتی صاحب کو چاہیے تھا کہ وہ حد السنان کا دلائل و براہین کے ساتھ علمی انداز میں رد اور محاکمہ کرتے لیکن چونکہ ان کے پاس بھی بریلویوں کی طرح دلائل نہیں تھے۔ اس لیے کارکنان کو خوارج والی حدیثیں سنا کر شبہات پیدا کر رہے ہیں۔

الفرقان میں فتویٰ لگا کر کہا کہ قریب کے کافروں سے لڑو

[1] دیکھیے فتاوٰی الدین الخالص: 8/26.

اشکال:7 الفرقان رسالہ نکلتا ہے اس میں پہلے کافر کا فتویٰ لگایا پھر کہا کہ ہندو عیسائی دور کے کافر ہیں، یہ ہمارے قریب کے کافر ہیں۔اور اللہ قرآن میں کہتا ہے کہ﴿قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُم مِّنَ الْكُفَّارِ﴾یعنی ان سے لڑو جو قریب ہیں۔

پہلے قریب کے کافروں ہی سے لڑنا چاہیے

ازالہ: لڑنے کے لیے اللہ کی کتاب کا حکم یہی ہے کہ پہلے قریب کے کافروں سے لڑا جائے، البتہ کبھی خاص حالات میں مصلحت کے تحت قریب کے کافروں کو چھوڑ کر دور کے کافروں سے بھی لڑا جا سکتا ہے۔اللہ کے نبی ﷺ کی حیاتِ مبارکہ سے ہمیں یہی ملتا ہے کہ جو کافر زیادہ نقصان پہنچا سکتا ہے، تو اس سے پہلے لڑا جائے۔

مفتی صاحب اور ان کی جماعت کی دوغلی پالیسی

رسالہ ''الفرقان'' اللہ کے کلمے کی سربلندی کے لیے لڑنے والے مخلص مجاہدین کا ترجمان ہے۔اس کے تمام مضامین انتہائی مدلّل ہوتے ہیں۔ہم آپ کو اس رسالے پر اعتراض کرنے والے مفتی صاحب کی دوغلی پالیسی دکھانا چاہتے ہیں۔وہ خود بھی یہی آیت جہادِ کشمیر پر فٹ کرتے ہیں! مفتی عبدالرحمن رحمانی صاحب اپنی مشہور کتاب ''الجہاد الاسلامی''، جسے یہ جہاد کا انسائیکلوپیڈیا کہتے ہیں، اس کے صفحہ:102 پر ''قریب ترین کافروں کی سرکوبی'' کے زیرِ عنوان یہی الفرقان والی آیت (جس پر آپ کو اعتراض ہے) لکھ کر کہتے ہیں:

> ''آیت مذکورہ بالا میں کافروں کے خلاف جنگ کی ترتیب سمجھائی گئی ہے کہ مومنوں کو الاقرب فالاقرب کا اصول مدنظر رکھتے ہوئے قتال کی ابتداء زیادہ قریب رہنے والوں سے کرنی چاہیے۔''

دارالاندلس کے مدیر سے ایک گزارش

یہاں ہماری مدیر دارالاندلس سے، جنھوں نے اس کتاب کو جہاد کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا کہا ہے ، گزارش ہے کہ اب انھیں مفتی مبشر احمد ربانی صاحب سے نیا انسائیکلوپیڈیا لکھوانا چاہیے کیونکہ مفتی

صاحب کو اس پرانے انسائیکلوپیڈیا پر اعتراض ہے۔ الفرقان والوں کا اور کوئی جرم ہو یا نہ ہو مگر یہ جرم تو ثابت ہوا کہ انھوں نے خواہ مخواہ یہ آیت لکھ کر جماعت الدعوۃ کے اتنے بڑے جہادی انسائیکلوپیڈیا کو بھی مشکوک اور غیر معتبر بنا دیا!!!

ہم مفتی صاحب سے ایک سوال کرنا چاہتے ہیں۔ اس کا جواب دے کر وہ خود اپنے اس اعتراض کی وقعت جان لیں گے۔ ایک مسلمان افغانستان میں رہتا ہے وہ وہاں حامد کرزئی کے خلاف لڑتا ہے۔ کوئی اس کو کہتا ہے کہ امریکہ میں جا کر لڑو ادھر افغانستان میں کیوں لڑتے ہو؟ اب اگر وہ پہلا شخص اور یہی آیت پڑھتا ہے کہ الاقرب فا الاقرب تو کیا آپ اس کو جاہل کہیں گے؟! اسی طرح ایک کشمیری مسلمان اپنے کلمہ گو حکمرانوں سے لڑنے کے لیے یہی بات کہتا ہے تو کیا آپ اُس پر بھی یہی اعتراض کریں گے؟!

آیتوں کی تفسیر ہم نے نہیں کرنی

اشکال:8 خارجیوں کو جواب دیتے ہوئے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک اصول سمجھایا کہ میں تمہارے پاس صحابہ کی طرف سے آیا ہوں اور تمہارے اندر صحابہ میں سے کوئی صحابی نہیں ہیں۔ آج بھی جو لوگ ﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ○﴾ اور ﴿وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ﴾......... تو ٹھیک ہے یہ قرآن کی آیتیں ہیں لیکن آیتوں کی تفسیر آپ نے کرنی ہے یا ہم نے کرنی ہے، یا ان کی تفسیر وہ ہو گی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے کی۔

ازالہ: بے شک خارجیوں کے ساتھ صحابہ نہ تھے مگر آج کل ان تکفیریوں اور خارجیوں (دراصل موحدین) کے ساتھ آپ کے اپنے مانے ہوئے علماء ہیں۔ وہ انھیں خارجی کہنے پر خود آپ کو مرجئہ سمجھ رہے ہیں۔ جیسے حافظ سعید صاحب کے چھوٹے بھائی حامد کمال الدین صاحب اور دیگر علمائے کرام کے فتوے آپ اشکال:4 کے ازالے میں دیکھ سکتے ہیں۔

﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم ......﴾ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت

﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ○﴾[1] کی تفسیر میں مفتی صاحب کا اشارہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی اس روایت کی طرف ہے کہ جسے وہ جگہ جگہ بیان کرتے پھر رہے ہیں اور اس کی آڑ میں اپنے طاغوتی، رافضی اور قبر پرست حکمرانوں کو بچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس روایت میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ ''کفر دون کفر'' ہے یا ''یہ وہ کفر نہیں جو تم مراد لے رہے ہو''۔[2]

محترم قارئین! سلف صالحین کے اقوال میں سے جتنا ظلم عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اس مذکورہ قول کے ساتھ کیا گیا ہے، اتنا ظلم شاید کسی اور قول کے ساتھ نہ کیا گیا ہو۔ ہم اس سلسلے میں یہ عرض کریں گے: (كَلِمَةُ حَقٍّ أُرِيدَ بِهَا الْبَاطِلُ) یعنی ان کا یہ قول بالکل مبنی بر حق ہے لیکن شیوخ الارجاء اس سے باطل مراد لیتے ہیں۔ وہ اسی کو بنیاد بناتے ہوئے مسلمانوں پر وضعی قوانین نافذ کرنے والے حکمرانوں کے لیے اسلام کا حکم برقرار رکھتے ہیں اور اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کرنے والوں پر محض گناہ گار ہونے کا حکم لگاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ ''کفر دون کفر'' ہے یا ''یہ وہ کفر نہیں جو تم مراد لیتے ہو۔''

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جن حالات وظروف اور جس تناظر میں یہ بات کہی تھی، اس کو مدّ نظر نہ رکھنا مرجئۃ العصر کی کج فہمی اور ناانصافی ہے۔ اصل میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ مقولہ قرآن کی اس آیت مبارکہ کی کوئی باقاعدہ تفسیر نہیں ہے بلکہ خوارج کے باطل استدلال کا رد ہے جو ان کے اور خوارج کے درمیان ہونے والے مکالمے سے ماخوذ ہے۔ خوارج بنوامیہ کے حکمرانوں کی شریعت کی بعض مخالفتوں کی وجہ سے تکفیر کرتے تھے۔ وہ واقعی غلطی اور گمراہی پر تھے کیونکہ ان کے دور حکومت میں اللہ کی شریعت نافذ تھی اور ان کے حکمرانوں کا مرجع اور قانونِ عام اللہ کی شریعت تھی، نہ کہ انگریزی اور وضعی قوانین، اسی وجہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کے متعلق کہا تھا کہ ''یہ وہ کفر نہیں جو تم مراد لیتے ہو'' یا یہ ''کفر دون کفر'' ہے۔

---

[1] المائدہ: 44.

[2] المستدرك للحاکم: 313/2.

بنابریں آج بھی اگر کوئی حکمران فی الواقع اللہ کے قانون اور اس کی اتاری ہوئی شریعت پر چلتا ہو، وہی نافذ العمل دستور اور غیر متنازع ریفرنس ہو، اللہ کی شریعت ہی اس حکمران کا مرجع ہو، پھر اگر وہ حکمران کسی مفاد یا دنیا کی محبت، یا ہوائے نفس کی بنا پر کسی مقدمے میں اللہ کی شریعت اور اس کے قانون کے خلاف فیصلہ کر دیتا ہے تو اس پر کفر اکبر کا حکم نہیں لگایا جائے گا بلکہ ایسا حکمران عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے مطابق ''کفر دون کفر'' کا مرتکب قرار دیا جائے گا، یعنی یہ کفر تو ہو گا لیکن اس سے وہ حکمران دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو گا۔ ایسا حکمران تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی مراد ہی نہیں جو اپنے خلافِ شریعت فیصلے کو ملک کے طول و عرض میں ایک حکمِ عام اور ایک واجب الاتباع قانون کا درجہ دے دے۔

مرجئۃ العصر کی ناانصافی دیکھیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جو بات بنو امیہ کے مسلمان حکمرانوں کے متعلق کہی تھی جنھوں نے اللہ کی شریعت کو نافذ کیا ہوا تھا، یہ اسے موجودہ طواغیت حکمرانوں پر فٹ کرتے ہیں جنھوں نے اللہ کی شریعت کو ہٹا کر اس کی جگہ وضعی اور کفریہ قوانین نافذ کر رکھے ہیں........اس پر مستزاد یہ کہ ان حکمرانوں میں کفر و شرک کی تمام خصلتیں اور سارے کے سارے نواقض اسلام جمع ہو چکے ہیں........فَيَالَلْعَجَبِ!

حافظ سعید صاحب کے بھائی حامد کمال الدین لکھتے ہیں:

''حکم بغیر ما انزل اللہ کو جس معنی میں آج کے موحد علمائے سنت ''کفر اکبر'' کہتے ہیں، اوپر یہ اُس کا بیان ہے۔ بلاشبہ ایک دوسرے معنی میں علمائے اہلسنت کے نزدیک حکم بغیر ما انزل اللہ کو، کفر اصغر (یا کفر دون کفر) بھی کہا جاتا ہے۔ کفر اصغر اس معنی میں جب ایک قاضی کسی قضیہ کا فیصلہ کرتے وقت بد دیانتی سے کام لیتے ہوئے خلافِ حق فیصلہ کر دے۔ ظاہر ہے کہ اس قاضی نے شریعت کے برخلاف فیصلہ کیا ہے مگر شریعت خلافی کی اس صورت کو اہلسنت کے ہاں کفر اصغر ہی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ قاضی کا مرجع بہر حال غیر اللہ کی شریعت نہ تھی۔ چونکہ اس نے رشوت کھا رکھی تھی، یا سفارش مان لی تھی، یا اقرباء پروری تھی یا کوئی اور ایسا سبب، کہ اللہ کی شریعت کے مطابق فیصلہ کرنے میں ڈنڈی مارنے سے کام لیا۔ لہٰذا یہ

"کفر دون کفر" ہے، یعنی یہ ایک کبیرہ گناہ ہے مگر اس سے آدمی دین سے خارج نہیں ہوتا کیونکہ اس نے اسلامی شریعت کے سوا کسی اور چیز کو اپنے لیے مرجع اور قانون نہیں مانا، صرف شریعت کے حکم کو لاگو کرنے میں خیانت کی۔ چونکہ تاریخ اسلام کی طویل صدیاں اللہ کی شریعت کے علاوہ کوئی اور قانون اور عدالتوں کے لیے کوئی اور مرجع ہی نہ تھا، لہٰذا حکم بغیر ما انزل اللہ کی کوئی صورت معاشرے میں ممکن تھی تو بس یہی۔ ذہنوں میں بھی حکم بغیر ما انزل اللہ کی کوئی صورت آسکتی تھی تو ظاہر ہے یہی۔ لوگوں کے سوال بھی عمومی طور پر اسی کے بارے میں ہوسکتے تھے اور علماء کے جوابات بھی زیادہ اسی کی بابت ہوتے۔ مگر یہاں کچھ لوگوں کو تو یہ غلط فہمی ہوئی اور کچھ مرجئہ نے البتہ یہاں سے داؤ کھیلا کہ حکم بغیر ما انزل اللہ کی ان دونوں صورتوں کو خلط کر ڈالا۔ سلف کے وہ اقوال اور توضیحات جو انھوں نے اپنے اس دور میں پائے جانے والے "حکم بغیر ما انزل اللہ" کی بابت کہے تھے، یعنی قاضی کا فیصلہ کرتے وقت بددیانتی کرتے ہوئے خلافِ شریعت فیصلہ صادر کر دینا، سلف کے ان اقوال و توضیحات کو انھوں نے حکم ما انزل اللہ کی اُس صورت پر فٹ کر دیا جو سلف کے دور میں کبھی پیش نہ آئی تھی اور نہ اس کے پیش آنے کا اسلام کے اس زریں دور کے اندر کوئی تصور ہی تھا، یعنی اللہ کی شریعت کو انسانی زندگی سے بے دخل کر کے اس کی جگہ مرجع ہی غیر اللہ کے قانون کو مان لینا۔ یہ ایک بہت بڑی واردات ہے جو مرجئہ اس وقت "اقوالِ سلف" کے نام پر کر رہے ہیں۔"[1]

شیخ محمد بن ابراہیم آل شیخ اور حکم بغیر ما انزل اللہ

حکم بغیر ما انزل اللہ کے مسئلے پر مفتی الدیار السعودیہ شیخ محمد بن ابراہیم بن عبداللطیف آل شیخ رحمۃ اللہ علیہ، جن کی وسعتِ علمی اور حق گوئی کی ایک دنیا شہادت دیتی ہے، نے اپنے مایہ ناز رسالے "تحکیم القوانین" میں بڑی زبردست گفتگو کی ہے۔ چنانچہ مفتی محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید کی یہ

[1] سہ ماہی ایقاظ جنوری تا مارچ 200ء ص:44.

آیات:﴿وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ ......الظَّالِمُوْنَ......الْفَاسِقُوْنَ﴾ ”جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں......وہی ظالم ہیں...... وہی فاسق ہیں۔“[1] درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

”دیکھ لیجیے اللہ تعالیٰ نے خلاف شریعت حکم چلانے والوں پر کیا کیا فرد جرم عائد کی ہے: کفر، ظلم اور فسق۔ ناممکن ہے کہ شریعت کے ماسوا قانون چلانے والے کو اللہ کافر کہے اور وہ کافر نہ ہو۔ لازماً وہ کافر ہے، چاہے وہ کفر عملی کی بنا پر کافر ہو، چاہے کفر اعتقادی کی بنا پر۔ جو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول اس آیت کی تفسیر میں بروایت طاؤس وغیرہ وارد ہوا ہے، اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حاکم بغیر ما انزل اللہ کفر کا مرتکب تو ہوتا ہے، چاہے یہ وہ اعتقادی کفر ہو جو ملت سے خارج کر دیتا ہے اور چاہے وہ عملی کفر ہو جو ملت سے خارج نہیں کرتا۔ جہاں تک پہلی قسم یعنی کفر اعتقادی کا تعلق ہے تو اس کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں.........“

اس کے بعد مفتی محمد بن ابراہیم نے اعتقادی کفر کی چھ صورتیں بیان کی ہیں۔ ان میں سے پانچویں صورت ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”جو کفر اعتقادی کی باقی سب صورتوں سے زیادہ سنگین اور زیادہ عام ہے، جو شریعت سے تصادم اور شرعی قوانین کو نظر انداز کرنے میں سب سے بڑھ کر ہے اور جو اللہ اور رسول سے مقابلے اور شرعی قوانین کی ہمسری کرنے میں سب سے نمایاں ہے۔ وہ شرعی نظام عدل کے بالکل متوازی اس کی اپنی قانون سازی، اپنی تحقیق و آراء، اپنے اصول، اپنے فروع، اپنے قانونی قیاس، اپنے استنباطات، اپنے استدلالات، اپنا نفاذ، اپنے دلائل، اپنے مراجع اور اپنے وثائق اور کتب ہیں۔ چنانچہ جس طرح شرعی عدالتوں کے قانونی مراجع اور علمی حوالے اور وثائق ہوتے ہیں جن سب کے سب کا ماخذ کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے، اسی طرح ان عدالتوں کے بھی اپنے قانونی مراجع اور اپنے علمی حوالے اور وثائق

[1] المائدہ:5:44،45،47.

ہیں جن سب کے سب کا ماخذ قانون ہے جو مختلف شریعتوں اور متعدد قانونی نظاموں کا ایک ملغوبہ ہے، مثلاً: فرانسیسی قانون، امریکی قانون، برطانوی قانون اور شریعت سے منسوب بعض جدت پسند بدعتیوں کے مذاہب وافکار وغیرہ۔ ایسی عدالتیں بہت سے بلادِ اسلام کے اندر آج دستیاب حالت میں اپنے دروازے کھول کر بیٹھی ہیں اور ان میں لوگوں کے جمگھٹے لگے ہیں۔ ان کے اندر بیٹھے ہوئے اربابِ عدل کتاب اور سنت کے قانون کے خلاف فیصلے کرنے میں لگے ہیں۔ وہ اپنے اسی قانون کی رو سے فیصلے کرتے ہیں، اسی کا لوگوں کو پابند کرتے ہیں، اسی پر ان کو باقی رکھتے ہیں اور اسی کو ان کے لیے حتمی کر دیتے ہیں، پھر اس کفر سے اوپر کون سا کفر باقی رہ جاتا ہے؟ کلمہ، محمد رسول اللہ، کے ساتھ اس تصادم سے بڑھ کر آخر کون سا تصادم رہ جاتا ہے؟''

کفر کی دوسری قسم (غیر اعتقادی) جو آدمی کو ملت سے خارج نہیں کرتی کے تحت مفتی محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''جس (بغیر ما انزل اللہ) کا ایک حاکم شخص مرتکب ہو سکتا ہے تو یہ وہ قسم ہے جو انسان کو ملت سے خارج نہیں کرتی۔ پیچھے یہ بات گزر چکی کہ آیت: ﴿وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ۝﴾ ''جو لوگ اللہ کی اتاری ہوئی شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتے تو ایسے ہی لوگ کافر ہیں۔'' کی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جو تفسیر کی ہے، اس میں کفر کی یہی قسم آتی ہے جیسا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ کفر دون کفر، یعنی کفر ہے مگر بڑے کفر سے کمتر قسم کا کفر ہے۔ اسی طرح عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول: (لَيْسَ بِالْكُفْرِ الَّذِي تَذْهَبُونَ إِلَيْهِ) ''یہ وہ کفر نہیں جو تم مراد لیتے ہو''.........تو وہ یہی ہے کہ قاضی اپنی کسی خواہش نفس کی بنا پر کسی مقدمے میں اللہ کی شریعت سے ہٹ کر فیصلہ کر دے جبکہ اس کا اعتقاد بدستور یہی رہے کہ حق تو اللہ اور رسول کا حکم ہی ہے اور یہ تسلیم بھی کرے کہ اس نے غلط کیا ہے اور حق کی خلاف ورزی کر بیٹھا ہے۔ چنانچہ اس فعل کی بنا پر وہ جس کفر کا مرتکب ہوتا ہے، گو وہ ملت سے خارج نہیں کرتا،

پھر بھی اس کا یہ گناہ ایک عظیم ترین معصیت ہے اور زنا، شراب خوری، چوری اور جھوٹی قسم اٹھانے ایسے کبائر سے زیادہ بڑا گناہ ہے۔ کیونکہ ایک ایسی نافرمانی جسے اللہ اپنی کتاب میں کفر کہہ دے، کسی بھی ایسی نافرمانی سے سنگین تر ہے جسے اللہ نے کفر نہیں کہا۔"[1]

مفتی محمد بن ابراہیم آل شیخ ایک دوسری جگہ اسی قسم کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جن کے متعلق کہا گیا ہے کہ یہ "کفر دون کفر" یعنی کفر ہے مگر بڑے کفر سے کمتر قسم کا کفر ہے، یہ اس وقت ہے جب کوئی شخص اپنے مقدمات کے فیصلے کے لیے غیر اللہ کی طرف رجوع کرے جب کہ اس کا اعتقاد یہی ہو کہ وہ گناہ گار ہے اور اللہ کا حکم ہی حق ہے، اس سے اس فعل کا صدور ایک آدھ مرتبہ ہی ہو۔ رہی وہ قسم جس میں لوگوں کو پابند کرنے کے لیے ایک ترتیب کے ساتھ قوانین بنائے اور نافذ کیے جاتے ہیں تو یہ ایسا کفر ہے جو ملت سے خارج کر دیتا ہے اگرچہ یہ لوگ کہیں کہ ہم خطاکار ہیں اور شریعت کا حکم ہی عدل وانصاف پر مبنی ہے۔ (ان کے اس کفریہ عمل کی موجودگی میں زبانی جمع خرچ کوئی اہمیت نہیں رکھتا)۔"[2]

مفتی محمد بن ابراہیم کی اس تقسیم کو وضاحت کے ساتھ سمجھاتے ہوئے سعودی عرب کے مشہور عالم شیخ صالح الفوزان فرماتے ہیں کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جزوی حکم جو تکرار کے ساتھ نہیں ہوتا اور اس حکم عام میں جو تمام یا اکثر احکام کا مرجع ہوتا ہے، کے درمیان فرق کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ ثانی الذکر مطلق طور پر ملت اسلامیہ سے خارج کر دینے والا کفر ہے، اس لیے کہ جو شخص شریعت اسلامیہ کو ہٹا کر اس کی جگہ وضعی قانون نافذ کر دیتا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس وضعی قانون کو شریعت سے زیادہ بہتر اور حالات کے لیے زیادہ موزوں سمجھتا ہے۔ بلا شک وشبہ یہ کفر اکبر ہے جو ملت سے خارج کر دیتا ہے اور توحید کو توڑ دیتا ہے۔[3]

[1] از رسالہ تحکیم القوانین ترجمہ حامد کمال الدین۔

[2] فتاوی الشیخ محمد بن ابراھیم آل الشیخ: 12/280.

[3] کتاب التوحید: ص50.

دار الاندلس کی ایک خطرناک علمی خیانت

قارئین کرام! ہم آپ کو بتاتے چلیں کہ شیخ صالح الفوزان کی مذکورہ کتاب التوحید کا ترجمہ جماعۃ الدعوۃ کے اشاعتی ادارے دار الاندلس کی طرف سے بھی شائع کیا گیا ہے لیکن اس میں بہت بڑی علمی خیانت اور تدلیس کرتے ہوئے نہ مفتی محمد بن ابراہیم کے قول کا ترجمہ کیا گیا ہے اور نہ اس میں مفتی صاحب کے قول کی جو وضاحت مصنف کتاب صالح الفوزان نے کی ہے، وہی موجود ہے۔[1]

ہمیں دار الاندلس کے کارپردازوں کی اس خیانت اور تدلیس کی اصل وجہ کا تو علم نہیں لیکن اتنا ضرور کہتے ہیں کہ اگر یہ لوگ مفتی محمد بن ابراہیم اور صالح الفوزان دونوں کی عبارت کا ترجمہ دے دیتے تو حکم بغیر ما انزل اللہ کا مسئلہ بالکل واضح ہو جاتا اور ان کے فنڈ کھانے والے دانت ٹوٹ جاتے.........!!!

وضعی قانون کی تنفیذ کی بتوں کی عبادت کے ساتھ مماثلت

مفتی محمد بن ابراہیم آل شیخ رحمۃ اللہ علیہ ایک اور جگہ وضعی قانون کی تنفیذ کو بتوں کی عبادت کے ساتھ مماثلت دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

> ”جس نے وضعی قانون کو حاکم بنایا، اگر وہ کہے کہ میں عقیدہ رکھتا ہوں کہ یہ قانون باطل ہے تو اس کی اس بات کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا بلکہ یہ شریعت مطہرہ کو معزول کرنا ہے اور اس طرح ہے جیسے کوئی بتوں کی عبادت کرنے والا کہے کہ میں عقیدہ رکھتا ہوں کہ بتوں کی عبادت باطل ہے۔“[2]

محترم قارئین! شیخ صاحب کے اس فتوے پر غور فرمائیں کہ کس طرح آپ نے وضعی اور بشری قوانین کی تنفیذ کو شرک باللہ، تشریع مالم یاذن بہ اللہ، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو گالی دینا اور بتوں کو سجدہ کرنا وغیرہ جیسے مکفرہ گناہوں کے ساتھ مماثلت دی ہے جن میں استحلال، جحود اور اعتقاد کی شرط نہیں لگائی جاتی، جس طرح دوسرے غیر کفری گناہ زنا، چوری، شراب وغیرہ میں لگائی جاتی ہے، یعنی جس

---

[1] دیکھیے کتاب التوحید مترجم ص 111 ناشر دار الاندلس مرکز القادسیہ 4 لیک روڈ چوبرجی لاہور۔

[2] فتاوی الشیخ محمد بن ابراہیم آل شیخ: 6/189.

طرح غیر اللہ کو سجدہ کرنے والا اگر زبان سے کہے کہ میں اسے باطل سمجھتا ہوں تو اس کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو گالی دینے والا اگر زبان سے کہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں تو اس کی زبان کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا، اسی طرح ہی وضعی قانون کو نافذ کرنے والا اگر اپنی زبان سے کہے کہ یہ باطل ہے تو اس صورت میں بھی زبانی جمع خرچ کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔

وضعی قوانین کے نفاذ کو "کفر دون کفر" یا "کفر اصغر" کہنا گمراہی ہے

محدث احمد شاکر السلفی رحمۃ اللہ علیہ عمدۃ التفسیر پر اپنے حواشی میں "کفر دون کفر" اور ان جیسے دیگر آثار کے بارے میں فرماتے ہیں:

(وَهٰذِهِ الْآثَارُ — عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّغَيْرِهٖ — مِمَّا يَلْعَبُ بِهِ الْمُضَلِّلُوْنَ فِي عَصْرِنَا هٰذَا، مِنَ الْمُنْتَسِبِيْنَ لِلْعِلْمِ، وَمِنْ غَيْرِهِمْ مِّنَ الْجُرَآءِ عَلَى الدِّيْنِ يَجْعَلُوْنَهَا عُذْرًا أَوْإِبَاحَةً لِّلْقَوَانِيْنِ الْوَثَنِيَّةِ الْمَوْضُوْعَةِ، الَّتِي ضُرِبَتْ عَلٰى بِلَادِ الْاِسْلَامِ)

"یہ آثار، جو ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ سے مروی ہیں، ان اقوال میں سے ہیں جن کے ساتھ ہمارے زمانے کے گمراہ کرنے والے بعض نام نہاد اہل علم اور ان کے علاوہ دین پر جرات کرنے والے لوگ کھیل رہے ہیں۔ یہ لوگ ان اقوال کو ان خود ساختہ شرکیہ قوانین کے لیے عذر یا جواز کی دلیل بناتے ہیں جو آج کل اسلامی ممالک پر ٹھونس دیے گئے ہیں۔"[1]

شیخ احمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ نے اسی جگہ ان جیسے آثار پر اپنے بھائی علامہ محمود شاکر رحمۃ اللہ علیہ کا نفیس حاشیہ نقل کیا ہے۔ شیخ محمود شاکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِنَ الضَّلَالَةِ وَبَعْدُ: فَإِنَّ أَهْلَ الرَّيْبِ وَالْفِتَنِ مِمَّنْ تَصَدَّرُوا لِلْكَلَامِ فِي زَمَانِنَا هٰذَا، قَدْ تَلَمَّسَ الْمَعْذِرَةَ لِأَهْلِ السُّلْطَانِ فِي تَرْكِ الْحُكْمِ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ، فِي الْقَضَاءِ فِي الدِّمَاءِ وَالْأَعْرَاضِ وَالْأَمْوَالِ بِغَيْرِ شَرِيعَةِ اللّٰهِ الَّتِي أَنْزَلَهَا فِي كِتَابِهٖ،

---

[1] عمدة التفسير: 4/156، طبع قديم.

وَفِي اتِّخَاذِهِمْ قَانُونَ أَهْلِ الْكُفْرِ شَرِيعَةً فِي بِلَادِ الْاِسْلَامِ. فَلَمَّا وَقَفَ عَلٰى هٰذَيْنِ الْخَبَرَيْنِ، اِتَّخَذَهُمَا رَأْيًا يَّرٰى بِهٖ صَوَابَ الْقَضَاءِ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَعْرَاضِ وَالدِّمَاءِ بِغَيْرِ مَاأَنْزَلَ اللّٰهُ، وَأَنَّ مُخَالَفَةَ شَرِيعَةِ اللّٰهِ فِي الْقَضَاءِ الْعَامِّ لَاتُكَفِّرُ الرَّاضِي بِهَا، وَالْعَامِلُ عَلَيْهَا–الی أَنْ قَالَ:- فَلَمْ يَكُنْ سُؤَالُهُمْ عَمَّا احْتَجَّ بِهٖ مُبْتَدِعَةُ زَمَانِنَا، مِنَ الْقَضَاءِ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَعْرَاضِ وَالدِّمَاءِ بِقَانُونٍ مُخَالِفٍ لِّشَرِيعَةِ أَهْلِ الْاِسْلَامِ، وَلَا فِي اِصْدَارِ قَانُونٍ مُّلْزِمٍ لِّاَهْلِ الْاِسْلَامِ بِالْاِحْتِكَامِ الی حُكْمِ غَيْرِ حُكْمِ اللّٰهِ فِي كِتَابِهٖ، وَعَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ ﷺ فَهٰذَا الْفِعْلُ اِعْرَاضٌ عَنْ حُكْمِ اللّٰهِ، وَرَغْبَةٌ عَنْ دِيْنِهٖ، وَاِيْثَارٌ لِّاَحْكَامِ أَهْلِ الْكُفْرِ عَلٰى حُكْمِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى، وَهٰذَا كُفْرٌ لَّايَشُكُّ أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ عَلٰى اخْتِلَافِهِمْ فِي تَكْفِيرِ الْقَائِلِ بِهٖ وَالدَّاعِي اِلَيْهِ)

”اے اللہ! میں تیرے سامنے گمراہی سے بیزار ہو تا ہو' وَبَعْدُ: اہل شک اور فتنہ پرور لوگ، جو ہمارے اس زمانے میں باتیں کرنے کے لیے سب سے آگے آگے ہوتے ہیں، حکم بما انزل اللہ کو ترک کرنے میں، جان و مال اور عزتوں میں اللہ کی اپنی کتاب میں نازل کردہ شریعت کے بغیر فیصلہ کرنے میں اور اسلامی ممالک میں کفار کے قانون کو شریعت بنانے میں (کفار کے قانون کو اپنا قانون بنانے میں یہ فتنہ پرور لوگ) حکمرانوں کے لیے معذرتیں ڈھونڈ رہے تھے۔ جب انھیں ان دو اقوال کا پتہ چلا تو انھوں نے ان اقوال کو پختہ رائے بنالیا، ان کے ذریعے لوگوں کی جان و مال اور عزت میں اللہ کی نازل کردہ شریعت کے بغیر فیصلہ کرنے کو صحیح سمجھا اور انھوں نے یہ بھی سمجھا کہ تمام فیصلوں میں اللہ کی شریعت کی مخالفت پر راضی ہونے سے اور ان پر عامل ہونے سے کوئی کافر نہیں ہوتا......... اس کے بعد شیخ محمود شاکر (نے ان آثار کی صحیح مناسبت یہ بتائی کہ یہ اقوال خوارج کے رد میں تھے جو اپنے مسلمان حکمرانوں کو ایسے گناہوں سے کافر کہنے کا ارادہ رکھتے تھے جو کہ کفر تک نہیں پہنچے ہوئے تھے)۔ فرماتے ہیں: اُن (خوارج) کا سوال اس چیز کے متعلق نہیں تھا جس کے ساتھ ہمارے زمانے کے بدعتی لوگ دلیل پکڑتے ہیں، یعنی لوگوں کی جان، مال اور آبرو کے

معاملات میں کسی ایسے قانون کی بنیاد پر فیصلے صادر کرنا جو شریعت کے مخالف ہو اور ایسے قانون بنانا جو مسلمانوں کو احکام الٰہی چھوڑ کر کسی دوسرے قانون کی طرف رجوع کرنے کا پابند کرتے ہوں کیونکہ ایسا کرنا تو اللہ کے حکم سے اعراض اور اس کے دین سے کراہت کے مترادف ہے اور اہل قبلہ کے تمام مختلف طبقات اس کے کفر ہونے میں ذرا شک نہیں کرتے، نہ اس کی طرف بلانے اور دعوت والوں کو کافر کہنے ہی میں تردد کرتے ہیں۔"[1]

قارئین کرام! غور فرمائیں علامہ احمد شاکر اور علامہ محمود شاکر ایسے علماء کو کیا کہہ رہے ہیں جو مفتی صاحب کی طرح عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت اور اُن جیسے دوسرے آثار سے استدلال کرتے ہوئے وضعی قوانین کی تنفیذ کو کفرِ اصغر یا کفر دون کفر کہتے ہیں۔ وہ انھیں گمراہ کرنے والے نام نہاد اہلِ علم، دین کی جرات کے ساتھ مخالفت کرنے والے، اہلِ شک اور فتنہ پرور لوگ قرار دے رہے ہیں!

ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کی وضاحت شیخ امین اللہ کی زبانی

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اس قول کے متعلق ممتاز سلفی عالمِ دین مفتی امین اللہ پشاوری حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

"اگر اس قول کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو بھی ہم کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے زمانے کے حالات کے مطابق تفسیر کی ہے، انھیں اس بات کا ہرگز علم نہ تھا کہ ان کے بعد آنے والے موجودہ حکمران کس طرح اللہ کے دین کو کھیل تماشا بنالیں گے اور اس دین کو اپنی پیٹھ پیچھے پھینک دیں گے، ورنہ ابن عباس رضی اللہ عنہما تو بڑے باغیرت اور متقی انسان تھے۔ وہ اس شخص کے ایمان کا فیصلہ کیسے دے سکتے ہیں جس نے وضعی قانون کو اپنا مقصدِ حیات بنا لیا ہو، اس پر زندہ رہتا ہو، اسی پر مرتا ہو، اسی کا دفاع کرتا ہو اور زندگی کے تمام معاملات میں اس کے مطابق فیصلے کرتا ہو۔ پس جس نے فقہ الواقع کی پہچان حاصل نہ کی اور حکم بغیر ما انزل اللہ کے مسئلے میں وارد احادیث و آثار کو ہمارے حالات پر منطبق کیا تو یقیناً اس شخص

---

[1] عمدة التفسير: 1/684، طبع دار ابن حزم وطبع قديم 156-4/157 تفسير الطبری حاشيه 10/348 بتحقيق محمود شاكر.

نے بالکل واضح غلطی کا ارتکاب کیا.........اس کے بعد لکھتے ہیں: جس شخص نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس اثر سے اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کرنے والوں کی عدمِ تکفیر پر استدلال کیا تو یقیناً اس نے اس روایت کو کافروں کے لیے ڈھال اور ان کے بچاؤ کا ذریعہ بنا دیا، اس نے اپنے لیے اللہ کے دین کا مفقود و معدوم ہونا پسند کر لیا اور وہ تحکیم بغیر ما انزل اللہ پر راضی ہو گیا، خواہ وہ مانے یا نہ مانے۔"[1]

ہم بھی مفتی مبشر احمد ربانی صاحب کو شیخ امین اللہ پشاوری کی زبانی کہتے ہیں کہ مفتی صاحب! آپ نے بھی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو موجودہ حکمرانوں پر فٹ کر کے بڑی فاش غلطی کی ہے اور آپ نے بھی اسے کافروں کے لیے ڈھال اور ان کی حفاظت و بچاؤ کا ذریعہ بنا لیا ہے۔ مفتی صاحب! آپ مانیں یا نہ مانیں، آپ نے اپنے لیے اللہ کے دین کا مفقود ہونا پسند کر لیا ہے۔ آپ تسلیم کریں یا نہ کریں آپ تحکیم بغیر ما انزل اللہ پر راضی ہو گئے ہیں!

شیخ امین اللہ کا وضعی قوانین کے ذریعے فیصلے کے متعلق فتویٰ

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر مفتی امین اللہ پشاوری حفظہ اللہ کا وہ مایہ ناز فتویٰ بھی ذکر کر دیا جائے جو ان حکمرانوں کے متعلق ہے جو اللہ کی نازل کردہ شریعت کی بجائے وضعی اور کفریہ قوانین کے مطابق فیصلے کرتے ہیں۔

شیخ امین اللہ حفظہ اللہ سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھا گیا جو اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتے، حالانکہ وہ اس کی قدرت بھی رکھتے ہیں اور مسلمان ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں۔ پھر یہ صرف اسی پر اکتفا نہیں کرتے، بلکہ الٹا ایسے وضعی اور کفریہ قوانین کے مطابق فیصلے کرتے ہیں جن میں سے بیشتر دینِ اسلام سے متصادم ہیں۔ نیز یہ لوگ شرعی اصول عام کرنے کی سعی بھی نہیں کرتے، نہ اس بارے میں سوچتے ہیں.........اور اس کے برعکس، جو کوئی ان کے خود ساختہ قانون کی مخالفت کرے، یہ اسے پکڑتے اور گرفتار کرتے ہیں اور اسے قتل تک کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ ازراہِ کرم

[1] فتاوی الدین الخالص: 2/165.

بتائیے کہ کیا یہ لوگ ملت سے خارج کفار ہیں، یا محض گناہ گار مسلمان؟ اللہ آپ کے علم و عمر میں برکت عطا فرمائے!

اس اہم موضوع پر جواب دیتے ہوئے آپ نے درج ذیل فتویٰ دیا جو آپ کی ایمانی جرات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا سے نوازے۔ آپ فرماتے ہیں:

" تمام تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے اور اللہ کی رحمتیں اور سلامتی ہو اللہ کے نبی پر، ان کی آل پر، ان کے اصحاب اور ان کے خلفاء پر......... اما بعد: بلاشبہ ایک ایسی اسلامی خلافت کا قیام جو اللہ کی نازل کردہ شریعت کو مکمل طور پر نافذ کرے، اہم ترین دینی واجبات میں سے ہے۔ ہر مسلمان پر اس کے لیے بقدرِ استطاعت کوشش کرنا فرض ہے۔ اِسی لیے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس وقت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین نہیں فرمائی جب تک وہ خلیفہ کے چناؤ سے فارغ نہیں ہو گئے۔ پس پہلے خلیفہ کا تقرر کیا گیا، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ مبارک کی تدفین کی گئی۔

خوب جان لو! شریعتِ الٰہی سے ہٹ کر فیصلہ کرنے والوں کی دو اقسام ہیں: پہلی قسم: وہ شخص جو اسلام کا اقرار کرتا ہو اور اس کا ایمان ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ نازل کیا ہے، وہ حق اور سچ ہے اور اسے ہر دوسری شریعت پر ہر اعتبار سے فضیلت حاصل ہے۔ لیکن پھر یہ شخص اپنی خواہشات کی اتباع کرتے ہوئے یا عصبیت کے جذبے سے مغلوب ہو کر کسی جزوی اور انفرادی مسئلے میں شریعت سے ہٹ کر فیصلہ کر بیٹھے، اس پر شرمندگی بھی محسوس کرے اور یہ اعتقاد بھی رکھے کہ میرا یہ فعل قطعاً غلط ہے۔ ایسے شخص کو دین سے نکلے ہوئے خارجیوں کے سوا کوئی کافر نہیں کہتا اور مفسرین نے بھی آیت: ﴿وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ۝﴾ کے ذیل میں اگر شریعت سے ہٹ کر فیصلہ کرنے والے کو کافر کہنے سے احتراز کیا ہے تو وہ اِسی قسم کے لوگوں کا تذکرہ کر رہے تھے۔

دوسری قسم: وہ شخص جسے مکمل قدرت اور اختیار حاصل ہو، اللہ نے اسے حکومت و اقتدار بخشا ہو اور اگر وہ چاہے تو ایک دن کے اندر اندر تمام حکومتی عہدے داروں کو معزول کر

دے........پھر اس کے باوجود وہ اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلے نہ کرے، نہ اس کے بارے میں سوچے، نہ اس کے لیے کوشش کرے اور الٹا انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کے مطابق لوگوں پر حکومت کرے، اگرچہ وہ بالکلیہ شریعت سے متصادم ہوں یا ان کی اکثریت خلافِ شرع ہو۔ نیز یہ شخص شریعت کے کسی حکم کو تبھی باقی رکھے جب وہ اس کی خواہشات سے نہ ٹکرائے، مثلاً لوگوں سے زکاۃ، عشر اور خراج وغیرہ وصول کرنے کا حکم باقی رکھے (کیونکہ اس کے نتیجے میں حکومت کو بہت سے اموال حاصل ہوتے ہیں)۔ اسی طرح وہ ایسے شرعی احکام باقی رکھنے پر بھی راضی ہو جس کی گنجائش وہ اپنے کفری انسانی قانون میں پائے، لیکن وہ اِن شرعی احکام کو یہ سمجھ کر باقی نہ رکھ رہا ہو کہ یہ اللہ کا حکم ہیں ،اور نہ انھیں اللہ کے خوف کی بنا پر باقی رکھے، بلکہ محض اس لیے باقی رکھ رہا ہو کہ یہ احکام اُس کے (مذموم) مقاصد میں کوئی خاص رکاوٹ نہیں ڈالتے۔ کچھ شک نہیں کہ ایسا کرنے والا شخص کافر و مرتد اور اسلام سے خارج ہے۔ اس کے بارے میں نبی ﷺ کا یہ فرمان صادق آتا ہے: «اِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا» ”الّا یہ کہ تم اِن حکمرانوں کو صریح کفر میں مبتلا دیکھ لو (تو تبھی ان کے خلاف تلوار اٹھانا)۔“[1]

بلاشبہ یہ شخص کفرِ بواح کا مرتکب کافر ہے۔ اسے توبہ کی دعوت دینے کے بعد قتل کر ڈالنا واجب ہے اور اِس حاکم کا کفر اس کے تمام ہم وطن باشندوں کے کفر سے زیادہ بڑا ہے، کیونکہ عوام کی معصیت اور حکمرانوں کی معصیت میں ایک بدیع فرق پایا جاتا ہے۔ اگر رعیت اور عوام الناس کا کوئی آدمی شریعت کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو اس کا گناہ فقط اسی پر محدود ہو گا ، لیکن جب کوئی حکمران اللہ کی حدوں میں سے کسی حد کو ترک کرتا ہے تو گویا اس نے اپنی مملکت میں رہائش پذیر لوگوں کی تعداد کے برابر حدوں کو ترک کر دیا.........“[2]

وضعی قوانین سے فیصلوں کے متعلق صرف ایک آیت تو نہیں

[1] صحيح البخاري، حديث:7055.

[2] فتاویٰ الدين الخالص:2/162-163 ومابعده.

آخر میں ہم مفتی مبشر احمد ربانی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ مفتی صاحب! کیا وضعی قوانین کی تنفیذ کے کفر ہونے اور اللہ کی حاکمیت میں شرک کے حوالے سے پورے قرآن میں صرف یہی آیت ﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم ....﴾ موجود ہے؟ کیا قرآن کی درج ذیل آیات میں یہ مسئلہ بیان نہیں ہوا؟ یا آپ ان کی تفسیر بھی "کفر دون کفر" سے کریں گے؟!

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا۝﴾

"اور وہ اپنے حکم (قانون) میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔"[1]

﴿اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ۭ﴾

"یا ان کے لیے کچھ ایسے شریک ہیں جنھوں نے ان کے لیے دین کا وہ طریقہ مقرر کیا ہے جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی۔"[2]

﴿وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰۗـِٕهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ۝﴾

"اور بے شک شیاطین اپنے دوستوں کے دلوں میں ضرور باتیں ڈالتے ہیں، تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم نے ان کا کہنا مان لیا تو بلاشبہ تم یقیناً مشرک ہو۔"[3]

﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ....﴾

"انھوں نے اپنے عالموں اور اپنے درویشوں کو اللہ کے سوا رب بنا لیا........"[4]

﴿اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ۭ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ۝﴾

---

[1] الکہف 18:26. دیکھیے تفسیر أضواء البیان.

[2] سورۃ الشوریٰ 42:21.

[3] الانعام 6:121 دیکھئے تفسیر أضواء البیان.

[4] سورۃ التوبہ 9:31 دیکھئے تفسیر ابنِ کثیر.

”کیا پھر وہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟ اور جو قوم اللہ پر یقین رکھتی ہے، اس کے نزدیک اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کون ہے؟“[1]

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾

”چنانچہ (اے نبی!) آپ کے رب کی قسم! وہ مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلاف میں آپ کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر آپ کے کیے ہوئے فیصلے پر ان کے دلوں میں کوئی تنگی نہ آنے پائے اور وہ اسے تسلیم کرلیں، اچھی طرح تسلیم کرنا۔“[2]

﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَن يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا﴾

”(اے نبی!) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ بے شک وہ اس (کتاب) پر ایمان لائے ہیں جو آپ کی طرف نازل کی گئی اور ان (کتابوں) پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کی گئیں لیکن چاہتے یہ ہیں کہ اپنے معاملات کا فیصلہ طاغوت سے کرائیں، حالانکہ انھیں حکم یہ دیا گیا ہے کہ اس کا انکار کریں، اور شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ ان کو نہایت دور کی گمراہی میں پھینک دے۔“[3]

﴿إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾

---

[1] سورۃ المائدہ 5:50، دیکھیے تفسیر ابن کثیر۔

[2] سورۃ النساء 4:65، دیکھیے، تفسیر احکام القرآن للجصاص: 2/214-213.

[3] سورۃ النساء 4:60.

”حکم (قانون) اللہ کے سوا کسی کا نہیں، اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا اور کسی کی عبادت مت کرو، یہی ٹھیٹھ سیدھا طریق زندگی ہے، مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔“[1]

﴿إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ ○ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ ۖ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ ○﴾

”جو لوگ اپنی پیٹھ کے بل اُلٹے پھر گئے اس کے بعد اُن کے لیے ہدایت واضح ہو چکی یقیناً شیطان نے اُن کے لیے (ان کے عمل) مزین کر دیے ہیں اور اللہ نے انھیں ڈھیل دے رکھی ہے۔ یہ اس لیے کہ انھوں نے اللہ کے نازل کردہ دین کو ناپسند کرنے والوں سے کہہ دیا کہ بعض معاملات میں ہم تمھاری مانیں گے اللہ ان کی خفیہ باتیں خوب جانتا ہے۔“[2]

﴿ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ○﴾

”اس لیے کہ انھوں نے اس چیز کو ناپسند کیا جسے اللہ نے نازل کیا ہے۔ لہٰذا اللہ نے ان کے اعمال ضائع کر دیے۔“[3]

محترم قارئین! موجودہ حکمرانوں کا کفر و شرک تشریع اور قانون سازی کے باب میں اتنا واضح ہے کہ آیت: ﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم ....﴾ کے بارے میں شیوخ الارجاء کی تلبیسات اور تخلیطات کی طرف مشغول ہونے اور ان کا جواب دینے کی چنداں ضرورت نہیں ہے لیکن اس کے باوجود ہم نے سابقہ سطور میں بڑے بڑے اساطینِ علم کی طرف سے ان کا مسکت جواب بھی دے دیا ہے۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.

﴿وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ........﴾ مفسرین اور علماء کے اقوال کی روشنی میں

---

[1] سورۃ یوسف12:40.

[2] سورۃ محمد47: 25-26. دیکھیے، الفصل فی الملل والاھواء والنحل لابن حزم: 2/240-241، واضواء البیان للشنقیطی: 7/389-393.

[3] محمد47:9.

جہاں تک دوسری آیت کا تعلق ہے تو مفتی صاحب نے یہ تو فرمایا کہ ﴿وَمَن يَتَوَلَّهُم.........﴾[1] کی تفسیر کیا خود کریں گے لیکن اس آیت کی تفسیر میں سلف میں سے کسی مفسر اور عالم کا کوئی قول پیش نہیں کیا۔ محترم قارئین! آیئے ہم آپ کے سامنے اس آیت کی تفسیر میں امت کے جلیل القدر مفسرین اور معتبر اہل علم کے چند اقوال پیش کرتے ہیں:

امام ابنِ ابی حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ اِس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے اپنی سند کے ساتھ محمد بن سیرین تابعی سے نقل کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ سیدنا عبد اللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

(لِيَتَّقِ أَحَدُكُمْ أَنْ يَكُونَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا وَهُوَ لَا يَشْعُرُ)

”تم میں سے ہر ایک کو اِس بات سے ڈرنا چاہیے کہ کہیں وہ لاشعوری طور پر یہودی یا عیسائی نہ ہو جائے۔“

ہمارے خیال میں ان کا اشارہ اِسی آیت کریمہ کی طرف تھا۔[2]

امام المفسرین ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ﴾ کا مطلب ہے جو اہل ایمان کو چھوڑ کر یہود و نصاریٰ سے دوستی کرے گا تو اس کا شمار انھی میں سے ہو گا۔ پھر فرمایا: جس نے ان سے دوستی کی اور اہل ایمان کے خلاف ان کی مدد کی تو وہ انھی (یہود و نصاریٰ) کے دین وملت پر ہے، کیونکہ کوئی شخص کسی سے اسی وقت دوستی کرتا ہے جب وہ اس سے، اس کے دین سے اور جس نظریے اور مشن پر وہ ہے، اس سے راضی ہوتا ہے اور جب وہ اپنے دوست اور اس کے دین سے راضی ہو گیا تو گویا اس نے اپنے دوست کے مخالفین (مسلمانوں) سے دشمنی کی اور ان سے ناراض ہو گیا، چنانچہ جو حکم اس کے دوست کا ہو گا، وہی حکم اس (بزعم خویش مسلمان) کا ہو گا۔“[3]

---

[1] المائدۃ 5:51.

[2] تفسیر ابنِ ابی حاتم: 4/1156، وسندہ صحیح، طبع مکتبۃ نزارِ مصطفی الباز.

[3] تفسیر الطبری: 6/330، نسخہ محمود شاکر.

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”اللہ کے فرمان ﴿وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ﴾ کا مطلب ہے کہ جو شخص مسلمانوں کے خلاف کافروں کو طاقت اور مدد فراہم کرتا ہے تو ﴿فَإِنَّهُ مِنْهُمْ﴾ اس کا شمار بھی انھی میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وضاحت سے فرمایا ہے کہ اس کا حکم اور ان کافروں کا حکم ایک جیسا ہے۔ وہ شخص کسی مسلمان کے مال میں وراثت کا حقدار بھی نہیں ٹھہرے گا، نہ اس کے مرنے کے بعد اس کا مال مسلمان وارثوں میں تقسیم ہوگا، اس لیے کہ وہ مرتد ہو چکا ہے۔ اس کے بعد مزید فرماتے ہیں: اس میں شرط اور جواب شرط ہے، یعنی جس طرح یہودیوں اور عیسائیوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی، اسی طرح اس نام نہاد مسلمان نے بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے، چنانچہ جس طرح یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ دشمنی رکھنا واجب ہے، اسی طرح اس نام نہاد مسلمان سے بھی دشمنی رکھنا واجب ہے اور جس طرح یہودیوں اور عیسائیوں پر جہنم واجب ہے، اسی طرح اس نام نہاد مسلمان پر بھی جہنم واجب ہے۔ الغرض اب وہ انھی یہودیوں اور عیسائیوں ہی کا ایک فرد بن چکا ہے۔“[1]

مشہور مجتہد اور امام حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(وَصَحَّ أَنَّ قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالَىٰ: ﴿وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ﴾ إِنَّمَا هُوَ عَلَىٰ ظَاهِرِهِ، بِأَنَّهُ كَافِرٌ مِّنْ جُمْلَةِ الْكُفَّارِ فَقَطْ، وَهٰذَا حَقٌّ لَّا يَخْتَلِفُ فِيهِ اثْنَانِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ)

”اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ﴾ کو اس کے ظاہر پر رکھنا ہی صحیح ہے کہ اس کا شمار بھی انھی تمام کافروں میں سے ہوگا۔ یہ ایک ایسا حق ہے کہ کوئی بھی دو مسلمان اِس کے بارے میں اختلاف نہیں رکھتے۔“[2]

امام ابو بکر جصاص حنفی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت مبارکہ کے ذیل میں یوں رقم طراز ہوتے ہیں:

---

[1] تفسیر القرطبي: 6/204.

[2] المحلی: 11/138، تحت المسئلۃ 2174.

"اس آیت مبارکہ کے دو میں سے کوئی ایک معنی ہیں: اگر تو یہاں کفارِ عرب سے خطاب ہے تو پھر یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عرب کے بت پرست اگر یہودی یا نصرانی ہو جائیں تو ان پر بھی یہود و نصاریٰ والے شرعی احکام لاگو ہوں گے........اور اگر یہاں مسلمانوں کو مخاطب کیا جا رہا ہے تو پھر یہ آیت ہمیں بتلاتی ہے کہ جو مسلمان کفار کا ساتھ دے، وہ انھی کی طرح کافر ہو جاتا ہے۔"

اس سے چند سطور قبل بھی آپ اسی بحث کے ذیل میں صراحتاً لکھتے ہیں:

(........لَوْ أَرَادَ الْمُسْلِمِينَ لَكَانُوا اِذَا تَوَلَّوُا الْكُفَّارَ صَارُوا مُرْتَدِّينَ)

"........اگر یہ آیت مسلمانوں کو مخاطب کرتی ہے تو مسلمان تو کفار کا ساتھ دینے کے سبب مرتد ہو جاتے ہیں۔"[1]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ جہمیوں اور مرجئوں کا رد کرتے ہوئے اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

﴿وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ﴾ کا معنی ہے کہ جو یہودیوں اور عیسائیوں کی موافقت کرتا ہے اور ان کی مدد اور تعاون کرتا ہے تو ﴿فَإِنَّهُ مِنْهُمْ﴾ وہ انھی میں سے شمار ہوگا۔ آپ فرماتے ہیں:

"تمام مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مذکورہ بالا آیت کا شانِ نزول ایک ایسی قوم کے افراد سے متعلق ہے جو بظاہر اسلام کا دعویٰ اور اظہار کرتے تھے مگر ان کے دلوں میں یہ خوف تھا کہ اہل اسلام کافروں کے ہاتھوں شکست کھا کر مغلوب ہو جائیں گے، اس لئے اس ڈر سے وہ یہود و نصاریٰ اور دوسرے کافروں سے دوستانہ تعلقات قائم کرتے تھے۔ ان کا یہ عقیدہ بالکل نہ تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (نعوذ باللہ) جھوٹے ہیں اور یہود و نصاریٰ سچے ہیں۔"[2]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کی درج ذیل آیتیں ذکر کیں:

---

[1] احکام القرآن: 2/555، طبع دار الکتب العلمیة.

[2] مجموع الفتاوی: 7/194-193.

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ وَلَوْ كَانُوا اٰبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ﴾

''آپ (ایسی) کوئی قوم نہیں پائیں گے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہو، کہ وہ ان سے دوستی کریں جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہوں، اگرچہ وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کا کنبہ قبیلہ ہوں، یہی لوگ ہیں کہ اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان لکھ دیا ہے اور انھیں ایسی روح کے ساتھ قوت بخشی ہے جو اس کی طرف سے ہے۔''[1]

﴿تَرٰى كَثِيرًا مِنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنْفُسُهُمْ أَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ ○ وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلٰكِنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ فَاسِقُونَ ○﴾

''آپ ان میں سے بہتوں کو دیکھیں گے کہ وہ ان لوگوں سے دوستی کرتے ہیں جنھوں نے کفر کیا۔ بہت برا ہے جو ان کے نفسوں نے ان کے لیے آگے بھیجا کہ اللہ ان سے ناراض ہو گیا اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہنے والے ہیں۔ اور اگر ایسا ہوتا کہ وہ اللہ پر اور اس کے نبی پر ایمان لے آتے اور اس پر ایمان لاتے جو اس کی طرف نازل کیا گیا، تو ان (کافروں) کو دوست نہ بناتے لیکن ان میں سے زیادہ تر لوگ نافرمان ہیں۔''[2]

﴿لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهٗ مِنْهُمْ﴾

''تم یہودیوں اور عیسائیوں کو دوست نہ بناؤ، وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں، اور تم میں سے جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو بے شک وہ انھی میں سے ہو گا۔''[3]

---

[1] المجادلۃ 58:22.

[2] المآئدۃ 5:81,80.

[3] المآئدۃ 5:51.

پھر ان کے بعد لکھا ہے:

(فَإِنَّهُ أَخْبَرَ فِي تِلْكَ الْآيَاتِ أَنَّ مُتَوَلِّيهِمْ لَا يَكُونُ مُؤْمِنًا، وَأَخْبَرَ هُنَا أَنَّ مُتَوَلِّيهِمْ هُوَ مِنْهُمْ، فَالْقُرْآنُ يُصَدِّقُ بَعْضُهُ بَعْضًا)

"اللہ تعالیٰ نے اُن (مذکورہ بالا پہلی دو) آیات میں یہ خبر دی ہے کہ یہود و نصاریٰ سے دوستی لگانے والا مومن نہیں ہو سکتا اور یہاں (درج بالا تیسری آیت میں) یہ بتایا کہ ان سے دوستی لگانے والا انھی میں سے ہو گا۔ پس قرآن کا ایک حصہ دوسرے کی تصدیق کرتا ہے۔"[1]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید حافظ ابن قیم اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنا حکم اور فیصلہ سنا دیا ہے، اور اللہ کے حکم اور فیصلے سے بڑھ کر کسی کا حکم اور فیصلہ اچھا نہیں ہو سکتا، کہ جس نے بھی یہود و نصاری سے دوستی اور ان کی مدد کی تو اس کا شمار بھی انھی میں سے ہو گا........جب قرآن کی نص کے مطابق یہود و نصاری کے دوست انھی میں سے ہیں تو ان کا حکم بھی ان یہودیوں اور عیسائیوں جیسا ہے۔"[2]

امام ابنِ عادل الدمشقی الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ اِس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

﴿وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ﴾ کا مطلب ہے کہ جو کوئی یہود و نصاریٰ کی موافقت اور معاونت کرتا ہے تو ﴿فَإِنَّهُ مِنْهُمْ﴾ اس کا شمار بھی انھی (یہود و نصاریٰ) میں سے ہو گا۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "وہ انھی (یہود و نصاریٰ) کی مثل (کافر و مشرک) ہو جائے گا۔"[3]

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"﴿وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ﴾ کا مطلب ہے کہ جو شخص ان یہودیوں اور عیسائیوں سے دوستی اور ان کی مدد کرے گا تو اس کا شمار بھی انھی کے گروہ میں ہو گا۔ یہ بہت

---

[1] مجموع الفتاوی 7/16-15.

[2] احکام اهل الذمة: 1/67.

[3] تفسیر اللباب فی علوم الکتاب: 7/380، طبع دار الکتب العلمیه، الطبعة الاولی.

سخت وعید ہے، اس لیے کہ ایسی نافرمانی جس سے کفر لازم آتا ہے وہ ایسی انتہا کو پہنچی ہوتی ہے، کہ اس کہ پیچھے اور کوئی انتہاء نہیں۔ اس کے بعد لکھتے ہیں: آیت کا یہ جملہ ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝﴾ پہلے جملے کی علت ہے، یعنی ان کے کفر میں پڑنے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ہدایت سے محروم کر دیتا ہے جو اپنی جان پر ایسے گناہ کے ذریعے ظلم کرے جو کفر کو لازم کر دیتا ہے، جیسے کوئی کافروں سے دوستی کرے۔"[1]

مفسر قرآن علامہ جمال الدین قاسمی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"﴿وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ سے دوستی اور ان کی مدد کرنے والے کا شمار انھی کافروں میں ہوگا اور اس کا حکم بھی وہی ہوگا جو ان یہودیوں اور عیسائیوں کا ہے، اگرچہ وہ زبان سے دعویٰ کرے کہ میں تو ان یہودیوں اور عیسائیوں کے دین کا مخالف ہوں، اس لیے کہ اس کی ظاہری حالت ان کافروں کے ساتھ پوری موافقت کرنے پر دلالت کرتی ہے۔"[2]

برصغیر پاک و ہند کے مشہور عالم نواب سید صدیق حسن خان قنوجی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مایہ ناز تفسیر "فتح البیان" میں اِس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"﴿وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ﴾ یعنی جو اہلِ ایمان کو چھوڑ کر یہود و نصاریٰ سے تولّی اور دوستی کرے گا تو ﴿فَإِنَّهُ مِنْهُمْ﴾ اس کا شمار بھی انھی (یہود و نصاریٰ) کے گروہ میں ہوگا کیونکہ کوئی شخص کسی سے اسی وقت دوستی کرتا ہے جب وہ اس سے راضی ہوتا ہے۔ جب وہ اس سے راضی ہو گیا تو اس کے دین سے بھی راضی ہو گیا، اِس لیے وہ اسی کی ملت میں سے ہو گیا۔ یہ انتہائی شدید وعید ہے، کیونکہ ایسی معصیت جو موجب کفر ہو، وہ اس انتہاء کو پہنچی ہوتی ہے جس کے پیچھے اور کوئی انتہا نہیں۔ ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝﴾ یہ پہلے جملے کی علت ہے، یعنی اس کے کفر میں واقع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ہدایت

---

[1] تفسیر فتح القدیر: 2/71، بتحقیق الدکتور عبدالرحمن عمیرہ۔

[2] محاسن التاویل "تفسیر القاسمی" 4/162، طبع دار الکتب العلمیہ۔

سے محروم کر دیتا ہے جو ایسے گناہ کا ارتکاب کر کے اپنی جان پر ظلم کرتا ہے جو موجبِ کفر ہے، مثلاً کافروں سے موالات۔"

نواب صاحب اِس سے آگے چل کر قرآن کی آیت ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ﴾ کے تحت لکھتے ہیں:

"یہاں سے مرتدین کے احکام کا بیان شروع ہو رہا ہے، یہ بیان کرنے کے بعد کہ بلاشبہ ایک مسلمان کی کافروں سے موالات کفر ہے، اور یہ ارتداد کی اقسام میں سے ایک قسم ہے۔"[1]

علامہ احمد مصطفی المراغی رحمۃ اللہ علیہ اِس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"﴿وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ﴾ یعنی جو اہلِ ایمان کو چھوڑ کر ان کی مدد و نصرت کرے گا یا ان سے مدد چاہے گا، حالانکہ وہ تمھارے دشمن ہیں، تو حقیقت میں وہ تم میں سے نہیں ہے بلکہ انھی (یہود و نصاریٰ) میں سے ہے، کیونکہ وہ تمھارے خلاف ان کا ساتھ دے رہا ہے۔ کسی سچے مومن سے اِس کام (کافروں کی مدد) کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔"

آگے چل کر قرآن کی آیت ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ﴾ کے تحت لکھتے ہیں:

"جب اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے یہ ذکر فرما دیا کہ اللہ کو چھوڑ کر کافروں سے تولّی کرنے والے شخص کا شمار بھی انھی میں سے ہو گا، اور جو لوگ ان (یہود و نصاریٰ) کی طرف دوڑ کر جاتے ہیں، وہ ان سے تولّی (دوستی و نصرت) کرنے کی وجہ سے دِل کے مریض اور مرتد ہیں.........۔"[2]

مفسر قرآن علامہ محمد امین شنقیطی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

[1] فتح البیان فی مقاصد القرآن: 2/281-279، طبع دار الکتب العلمیہ۔

[2] تفسیر المراغی: 4/139-136.

"اس آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مسلمانوں میں سے جو بھی یہود و نصاری سے دوستی اور ان کی مدد کرے گا تو اس کی وجہ سے اس کا شمار بھی انھی میں سے ہو گا۔ اور دوسری جگہ یہ بیان فرمایا کہ ان سے دوستی اللہ کی ناراضی اور عذاب میں خلود کا موجب بنتی ہے۔ بلاشبہ ان سے دوستی کرنے والا اگر مومن ہو تا تو ان سے دوستی نہ کرتا۔"[1]

سید قطب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس ولایت اور رفاقت کا مفہوم متعین کر دیا جائے جس سے اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ نے سختی سے منع کیا ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ ایسی رفاقت نہیں ہونی چاہیے......... اس رفاقت کا مفہوم یہ ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ حلیفانہ اور باہم تعاون اور امداد کا معاہدہ نہیں ہونا چاہیے۔ اس کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ تم ان کے دین کا اتباع نہ کرو، اس لیے کہ یہ تو سوچنا بھی ممکن نہیں ہے کہ مسلمانوں میں ایسا بھی کوئی ہو سکتا ہے کہ وہ یہودیوں اور نصرانیوں کے دین کی اتباع کرتا ہو۔ یہ در حقیقت باہم تحالف اور معاونت کی دوستی ہوتی ہے۔"[2]

مجدد الدعوۃ الاسلامیۃ امام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ اپنے نہایت مفید اور مختصر رسالہ "نواقض الاسلام" میں آٹھویں نمبر پر اسلام سے خارج کرنے والا عمل لکھتے ہیں: (مُظَاهَرَةُ الْمُشْرِكِينَ وَمُعَاوَنَتُهُمْ عَلَى الْمُسْلِمِينَ) "مسلمانوں کے خلاف مشرکین سے تعاون اور ان کی مدد کرنا" اور دلیل کے طور پر مذکورہ آیت "﴿وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ﴾" پیش کرتے ہیں۔ امام صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں:

(وَاعْلَمُوا! أَنَّ الْأَدِلَّةَ عَلَى تَكْفِيرِ الْمُسْلِمِ الصَّالِحِ إِذَا أَشْرَكَ بِاللَّهِ، أَوْ صَارَ مَعَ الْمُشْرِكِينَ عَلَى الْمُوَحِّدِينَ، وَلَوْ لَمْ يُشْرِكْ، أَكْثَرُ مِنْ أَنْ تُحْصَرَ، مِنْ كَلَامِ اللَّهِ، وَكَلَامِ رَسُولِهِ، وَكَلَامِ أَهْلِ الْعِلْمِ كُلِّهِمْ)

[1] اضواء البیان: 2/85، طبع دار الکتب العلمیہ، طبع ثالثہ۔

[2] تفسیر فی ظلال القرآن: 2/91,90.

"جان لو! ایک نیک مسلمان جب اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے، یا موحد مسلمانوں کے خلاف مشرکین کے ساتھ مل جاتا ہے اگرچہ وہ شرک نہ بھی کرے، تو ایسے آدمی کے کافر ہونے پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور تمام (معتمد) اہل علم کے کلام میں سے اتنے زیادہ دلائل ہیں کہ شمار نہیں کیے جاسکتے۔"[1]

علامہ سلیمان بن عبد اللہ آلِ شیخ فرماتے ہیں:

"ایک ایسے شخص کے خلاف جہاد کو واجب کرنے والی تیسری بات یہ ہے کہ جو شخص بھی مشرکین کی مددوحمایت کرتا ہے یا اپنے ہاتھ، زبان، دل یا مال غرضیکہ کسی بھی طرح مسلمانوں کے خلاف مشرکوں کو سپورٹ فراہم کرتا ہے۔ یہ ایسا کفر ہے جو اسے اسلام سے باہر نکال دیتا ہے۔ جو انسان بھی مسلمانوں کے خلاف مشرکین کا تعاون کرتا ہے، مشرکوں کو اپنا مالی تعاون پیش کرتا ہے جس کو وہ کافر و مشرک مسلمانوں کے خلاف برپا جنگ میں بروئے کار لاتے ہیں۔ یہ تعاون بھی وہ اختیاری حالت میں کافروں کے پیش خدمت کرتا ہے، ایسا شخص بلاشبہ کافر ہو جاتا ہے۔"[2]

کتاب "فتح المجید" کے مصنف علامہ عبد الرحمن بن حسن آل شیخ توحید کو توڑ دینے والے امور بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(اَلْأَمْرُ الثَّالِثُ: مُوَالَاةُ الْمُشْرِكِ وَ الرُّكُونُ اِلَيْهِ وَنُصْرَتُهٗ وَاِعَانَتُهٗ بِالْيَدِ أَوِ اللِّسَانِ أَوِالْمَالِ)

"تیسرا عمل: مشرک سے موالات کرنا، اس کی طرف مائل ہونا، اس کی مدد کرنا اور ہاتھ، زبان یا مال کے ساتھ اس سے تعاون کرنا۔"[3]

شیخ عبد اللطیف بن عبد الرحمن بن حسن آل شیخ فرماتے ہیں:

---

[1] الدرر السنية:10/8.

[2] الدرر السنية فی الأجوبة النجدية:9/292.

[3] المورد العذب الزلال: ص237-238 ومجموعة الرسائل والمسائل:4/291.

(فَكَيْفَ بِمَنْ أَعَانَهُمْ؟أَوْجَرَّهُمْ عَلٰى بِلَادِ أَهْلِ الْإِسْلَامِ ؟أَوْ أَثْنٰى عَلَيْهِمْ؟أَوْ فَضَّلَهُمْ بِالْعَدْلِ عَلٰى أَهْلِ الْإِسْلَامِ ؟وَاخْتَارَ دِيَارَهُمْ وَمُسَاكَنَتَهُمْ وَوِلَايَتَهُمْ؟وَأَحَبَّ ظُهُورَهُمْ؟ فَإِنَّ هٰذَا رِدَّةٌ صَرِيحَةٌ بِالْاِتِّفَاقِ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَمَن يَكْفُرْ بِالايمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ۝﴾)

”تو ایسے شخص کے متعلق کیا خیال ہے جو اِن کافروں کے ساتھ تعاون کرتا ہے؟ یا اُن کو بلادِ اسلامیہ پر حملے کے لیے اُکساتا ہے؟ یا اُن کی تعریفیں کرتا ہے؟ یا اُن کو حق سے ہٹتے ہوئے مسلمانوں پر ترجیح دیتا ہے؟ اور اُن کے علاقوں، ان کے ساتھ رہائش اور اُن کی فرماں روائی کو اختیار کرتا ہے اور ان کے غلبے کو پسند کرتا ہے؟ پس بے شک یہ عمل بالاتفاق صریح ارتداد ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اور جو کوئی ایمان کے ساتھ کفر کا ارتکاب کرے گا تو یقیناً اس کا عمل ضائع ہو گیا اور وہ آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جائے گا۔“[1]

قارئین! غور فرمائیں کہ شیخ عبد اللطیف آلِ شیخ نے مذکورہ اعمال کو حرفِ عطف ”أَوْ“ کے ساتھ بیان کیا ہے جو اِس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اِن میں سے کسی عمل کا بھی پایا جانا ارتداد کے لیے کافی ہے، چہ جائیکہ تمام اعمال جمع ہو جائیں۔ فَتَدَبَّرْ!

شیخ عبد اللہ بن عبد اللطیف آل شیخ فرماتے ہیں:

(اَلتَّوَلِّي: كُفْرٌ يُّخْرِجُ مِنَ الْمِلَّةِ، وَهُوَ كَالذَّبِّ عَنْهُمْ، وَإِعَانَتِهِمْ بِالْمَالِ وَالْبَدَنِ وَالرَّأْيِ)

”کافروں کے ساتھ ’ ’تولّی“ (دوستی کرنا) ایسا کفر ہے جو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جیسے کافروں کا دفاع کرنا اور مال، بدن اور رائے سے ان کی مدد کرنا۔“

شیخ دوسری جگہ پر مسلمانوں کے خلاف مشرکین، یعنی ”عثمانی خلافت“ کی مدد کرنے والے کے بارے میں فرماتے ہیں:

(وَمَنْ جَرَّهُمْ وَأَعَانَهُمْ عَلَى الْمُسْلِمِينَ، بِأَيِّ إِعَانَةٍ، فَهِيَ رِدَّةٌ صَرِيحَةٌ)

---

[1] المائدہ :5:51، الدررالسنیۃ:8/326.

”اور جو کوئی بھی اُن کے حملے کا سبب بنا اور مسلمانوں کے خلاف اُن سے کسی بھی قسم کا تعاون کیا تو یہ عمل صریح ارتداد ہے۔“[1]

شیخ حمد بن عتیق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہے:

(وَقَدْ تَقَدَّمَ أَنَّ مُظَاهَرَةَ الْمُشْرِكِينَ، وَدَلَالَتَهُمْ عَلَى عَوْرَاتِ الْمُسْلِمِينَ، أَوِ الذَّبَّ عَنْهُمْ بِلِسَانٍ، أَوْ رِضًى بِمَا هُمْ عَلَيْهِ، كُلُّ هٰذِهِ مُكَفِّرَاتٌ، مِمَّنْ صَدَرَتْ مِنْهُ مِنْ غَيْرِ الْإِكْرَاهِ الْمَذْكُورِ فَهُوَ مُرْتَدٌّ، وَإِنْ كَانَ مَعَ ذٰلِكَ يُبْغِضُ الْكُفَّارَ وَيُحِبُّ الْمُسْلِمِينَ)

”یہ پہلے گزر چکا ہے کہ مشرکین کی مدد و نصرت کرنا اور اُنھیں مسلمانوں کے خفیہ راز دینا، یا اُن کا زبان سے دفاع کرنا، یا جس چیز پر وہ ہیں اس سے راضی ہونا، یہ سارے کفریہ اعمال ہیں۔ جس کسی سے یہ مذکورہ اکراہ کے بغیر صادر ہوں، وہ مرتد ہے، خواہ وہ کفار سے بغض اور مسلمانوں سے محبت ہی کیوں نہ رکھتا ہو۔“[2]

علامہ احمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(أَمَّا التَّعَاوُنُ مَعَ الْإِنْجِلِيزِ، بِأَيِّ نَوْعٍ مِنْ أَنْوَاعِ التَّعَاوُنِ، قَلَّ أَوْ كَثُرَ، فَهُوَ الرِّدَّةُ الْجَامِحَةُ، وَالْكُفْرُ الصُّرَاحُ، لَا يُقْبَلُ فِيهِ اعْتِذَارٌ، وَلَا يَنْفَعُ مَعَهُ تَأَوُّلٌ، وَلَا يُنْجِي مِنْ حُكْمِهِ عَصَبِيَّةٌ حَمْقَاءُ، وَلَا سِيَاسَةٌ خَرْقَاءُ، وَلَا مُجَامَلَةٌ هِيَ النِّفَاقُ، سَوَاءٌ أَكَانَ ذٰلِكَ مِنْ أَفْرَادٍ أَوْ حُكُومَاتٍ أَوْ زُعَمَاءَ، كُلُّهُمْ فِي الْكُفْرِ وَالرِّدَّةِ سَوَاءٌ، إِلَّا مَنْ جَهِلَ وَأَخْطَأَ، ثُمَّ اسْتَدْرَكَ أَمْرَهُ فَتَابَ وَأَخَذَ سَبِيلَ الْمُؤْمِنِينَ، فَأُولٰئِكَ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّتُوبَ عَلَيْهِمْ، إِنْ أَخْلَصُوا لِلّٰهِ، لَا لِلسِّيَاسَةِ وَلَا لِلنَّاسِ)

”مسلمانوں کے خلاف جنگ میں انگریزوں کے ساتھ کسی بھی نوعیت کا تعاون، چاہے وہ کم ہو یا زیادہ، تباہ کن ارتداد اور خالص کفر ہے۔ اس کے بارے میں کوئی عذر قبول ہو گا نہ

---

[1] الدرر السنية: 10/429.

[2] الدفاع عن أهل السنة والاتباع، ص: 32.

تاویل کوئی فائدہ دے گی۔اس کے حکم سے احمقانہ عصبیت بچا سکتی ہے نہ اندھی سیاست اور نہ ظاہری طور پر اچھی طرح پیش آنا۔یہ منافقت ہے۔چاہے اس کے مرتکب افراد ہوں، حکومتیں ہوں، یا سربراہان ہوں۔سب کے سب کفر اور ارتداد میں برابر ہیں، سوائے اس کے کہ کسی نے جہالت یا غلطی کی بنا پر اس کا ارتکاب کیا ہو، پھر اصل صورتِ حال جان لینے کے بعد تائب ہو کر اہلِ ایمان کی راہ پر گامزن ہو جائے۔ایسے افراد کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی بخشش کی امید ہے، بشرطیکہ وہ اللہ تعالیٰ کے لیے مخلص ہو جائیں، نہ کہ سیاست اور انسانوں کے لیے۔"[1]

علامہ عبداللہ بن حمید رحمۃ اللہ علیہ (سعودی عرب کی سپریم کورٹ کے چیف جسٹس اور فقہی کونسل کے چیئرمین) فرماتے ہیں:

(وَأَمَّا التَّوَلِّي: فَهُوَ إِكْرَامُهُمْ، وَالثَّنَاءُ عَلَيْهِمْ، وَالنُّصْرَةُ لَهُمْ وَالْمُعَاوَنَةُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ، وَالْمُعَاشَرَةُ، وَعَدَمُ الْبَرَاءَةِ مِنْهُمْ ظَاهِرًا، فَهٰذَا رِدَّةٌ مِّنْ فَاعِلِهِ، يَجِبُ أَنْ تُجْرٰى عَلَيْهِ أَحْكَامُ الْمُرْتَدِّينَ، كَمَا دَلَّ عَلٰى ذٰلِكَ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَإِجْمَاعُ الْأَئِمَّةِ الْمُقْتَدٰى بِهِمْ)

"جہاں تک تولّی کی بات ہے تو وہ کفار کی عزت و اکرام کرنے، ان کی تعریفیں کرنے، مسلمانوں کے خلاف ان کی معاونت و نصرت کرنے، ان کے ساتھ رہن سہن کرنے اور ظاہری طور پر ان سے براءت نہ کرنے کو کہتے ہیں۔اس کا فاعل ارتداد کا مرتکب ہے۔اس پر مرتدین کے احکام جاری کرنا واجب ہے جیسا کہ اس پر کتاب و سنت اور امت کے پیشوا ائمہ کا اجماع دلالت کرتا ہے۔"[2]

شیخ عبدالعزیز بن باز رحمۃ اللہ علیہ سابق مفتی اعظم سعودی عرب لکھتے ہیں:

(وَقَدْ أَجْمَعَ عُلَمَاءُ الْإِسْلَامِ عَلٰى أَنَّ مَنْ ظَاهَرَ الْكُفَّارَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ وَسَاعَدَهُمْ بِأَيِّ نَوْعٍ مِّنَ الْمُسَاعَدَةِ فَهُوَ كَافِرٌ مِّثْلُهُمْ)

---

[1] كلمة الحق ص 126.

[2] الدرر السنية: 15/479.

”علمائے اسلام کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو شخص مسلمانوں کے خلاف کافروں کی کسی بھی نوعیت کی مدد اور معاونت کرتا ہے تو وہ انھی کی طرح کا کافر ہو جاتا ہے۔ پھر بطور دلیل مذکورہ آیت (المائدۃ:5:51) پیش کرتے ہیں۔“[1]

شیخ ابن باز دوسری جگہ فرماتے ہیں:

”حربی کافروں سے کسی بھی قسم کا تعاون جائز نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کے خلاف ان سے تعاون کرنا نواقضِ اسلام میں سے ہے۔“[2]

شیخ ابن باز کے تلمیذِ رشید خالد بن علی الغامدی فرماتے ہیں:

”کافروں سے تعاون کرنے والے کا کفر اجماع کے ساتھ ثابت ہے۔ اس اجماع کو بڑے بڑے اہلِ علم بیان کرتے چلے آئے ہیں بلکہ انھوں نے اسے شرک کے بعد سب سے بڑا ناقضِ اسلام شمار کیا ہے۔ اہلِ سنت کے نزدیک یہ بات طے شدہ ہے، اس میں کوئی ایک بھی مخالفت نہیں کرتا اور نہ ہی آج کے مرجئہ اور مخالفین کی طرح کوئی فرق اور تقسیم کرتا ہے۔“[3]

شیخ امین اللہ پشاوری حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

اس بات کو اچھی طرح جان لو کہ مسلمانوں کے مقابلے میں مشرکین کے ساتھ تعاون کرنا اور انھیں مدد بہم پہنچانا مسلمانوں کے اجماع کے مطابق کفر ہے۔ یہی وہ آٹھواں ناقض ہے جسے شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ﴾ تمھیں یہ بات بخوبی معلوم ہے کہ یہ ”کافرانہ صلیبی حملہ“ جس کی قیادت امریکہ اور دوسرے اتحادی کافر اور منافقین کر رہے ہیں، اس کا ہدف اسلام اور مسلمان ہیں۔

---

[1] مجموع فتاوى ومقالات متنوّعة:1/269.

[2] فتاوی اسلامیہ جمع محمد بن عبدالعزیز المسند جلد 4 السوال الخامس رقم الفتوی 6901.

[3] البيان الثاقب في شرح حديث حاطب، ص:126.

(فَمَنْ أَعَانَهُمْ بِأَيِّ إِعَانَةٍ فِي حَرْبِهِمْ، سَوَاءً كَانَتْ هٰذِهِ الْإِعَانَةُ بِالْبَدَنِ أَوْ بِالسِّلَاحِ أَوْ بِاللِّسَانِ أَوْ بِالْقَلْبِ أَوْ بِالْقَلَمِ أَوْ بِالْمَالِ أَوْ بِالرَّأْيِ أَوْ بِغَيْرِ ذٰلِكَ، فَهِيَ كُفْرٌ وَّرِدَّةٌ عَنِ الْإِسْلَامِ وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ!)

”پس جو شخص بھی اس جنگ میں ان کے ساتھ کسی بھی نوعیت کا تعاون کرے گا، خواہ بدن کے ساتھ یا اسلحے کے ساتھ، یا زبان کے ساتھ، یا دل کے ساتھ، یا قلم کے ساتھ، یا مال کے ساتھ یا رائے اور مشورے وغیرہ کے ساتھ تو یہ کفر اور دین اسلام سے ارتداد ہے۔ والعیاذ باللہ!“

پھر شیخ امین اللہ نے اس مسئلے کے متعلق علماء کے ذکر کردہ دلائل کو مختصراً بیان فرمایا ہے جو درج ذیل ہیں:

① اجماع
② کتاب اللہ
③ سنت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام
④ اقوال صحابہ
⑤ قیاس
⑥ تاریخ
⑦ اہل علم کے اقوال
⑧ ائمہ نجد کے اقوال

پھر وہ آگے چل کر فرماتے ہیں:

(فَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ كُلَّهَا أَجْمَعَتْ عَلٰى أَنَّ مَنْ ظَاهَرَ الْكُفَّارَ وَأَعَانَهُمْ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فَهُوَ كَافِرٌ مُّرْتَدٌّ عَنِ الْإِسْلَامِ)

”خوب جان لو! پوری امت مسلمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ مسلمانوں کے خلاف کافروں سے تعاون اور ان کی مدد کرنے والا شخص کافر اور دین اسلام سے مرتد ہے۔“[1]

اسی طرح مفتی مبشر احمد ربانی صاحب ہی کی نظر ثانی کے ساتھ جماعۃ الدعوۃ کے اشاعتی ادارے دارالاندلس سے ”تلاش حق“ کے نام سے جو کتاب چھپی ہے، اس کے صفحہ:332 پر کفریہ امور کے تحت آٹھویں نمبر پر لکھا ہے:

”مسلمانوں کے خلاف مشرکوں سے تعاون کرنا اور ان کو مدد بہم پہنچانا“[2]

کافروں سے تعاون کے کفر ہونے پر تاریخی واقعات

تاریخ میں ایسے بہت سے واقعات ملتے ہیں جن میں کچھ مدعیان اسلام نے مسلمانوں کے خلاف کافروں سے تعاون کیا تھا، چنانچہ اس وقت کے ائمہ دین اور علمائے کرام نے کفار سے تعاون کرنے والے لوگوں کا شرعی حکم واضح کیا۔

1. سب سے پہلا واقعہ غزوہ بدر کا ہے۔اس میں مشرکین مکہ کے ساتھ وہ لوگ بھی شامل تھے جو اسلام لا چکے تھے لیکن انہوں نے ہجرت نہیں کی تھی۔جب مشرکین مکہ بدر کی طرف نکلے تو انھیں بھی زبردستی اپنے ساتھ لے نکلے جس سے کفار کی طاقت اور تعداد میں اضافہ ہوا۔اسی طرح بعض معززین کی شمولیت سے مشرکین مکہ کے لشکر کی سماجی اور سیاسی حیثیت میں اضافہ بھی ہوا تھا۔سورۃ النساء کی یہ آیت ایسے ہی لوگوں کے متعلق نازل ہوئی تھی:

﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلآئِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُواْ فِيمَ كُنتُمْ قَالُواْ كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الأَرْضِ قَالْوَاْ أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُواْ فِيهَا فَأُوْلَئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَسَاءتْ مَصِيراً﴾

[1] فتاوی الدين الخالص:9/229.219.

[2] المائدة:51:5.

”جن لوگوں کی اس حالت میں فرشتے جان قبض کرتے ہیں کہ وہ (جان بوجھ کر کافروں میں رہ کر) اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہے ہوں، تو فرشتے پوچھتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے؟ وہ کہتے ہیں: ہم زمین میں کمزور تھے۔ تب فرشتے کہتے ہیں: کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے؟ چنانچہ یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔“[1]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کے شانِ نزول کے متعلق فرماتے ہیں:

”مکہ مکرمہ میں کچھ لوگ مسلمان ہو گئے۔ لیکن اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھے۔ جب مشرکین مکہ غزوۂ بدر کے لیے نکلے تو انھیں بھی اپنے ساتھ لے نکلے۔ ان کا مقصد مسلمانوں سے لڑائی کرنا تو نہ تھا لیکن چونکہ اس سے کفار کی طاقت میں اضافہ اور تعداد میں زیادتی ہوتی تھی، اس لیے یہ بات ضرور قابلِ گرفت تھی۔ ان میں سے کچھ لوگ غزوہ بدر میں قتل بھی ہوئے جن کے متعلق بعض مسلمانوں کو افسوس تھا اور کچھ لوگوں نے ان کے لیے استغفار کرنا چاہا جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اس میں صراحت کے ساتھ انھیں جہنمی قرار دیا گیا۔“[2]

2. صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ایسے لوگوں پر ارتداد کا حکم لگایا تھا جو مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کے لیے مرتدین کے ساتھ نکلے تھے۔ اسی طرح وہ لوگ جنھوں نے مسلیمہ کذاب کی نبوت کا اقرار تو نہیں کیا تھا لیکن مسلیمہ کذاب اور اس کے دین سے اظہار براءت بھی نہ کیا تھا بلکہ وہ انھی مرتدین کے درمیان خاموشی سے ٹھہرے رہے اور ان سے جدا اور الگ نہ ہوئے تھے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بلا تفریق ان سے بھی قتال کیا اور ان کے عذر کو قبول نہیں کیا......سوائے ان مسلمانوں کے جنھوں نے مسلیمہ کذاب کی نبوت کا انکار کیا، اس

---

[1] النسآء 4:97.

[2] تفسیر الطبری: 4/236، وفتح الباری: 8/112، وصحیح بخاری حدیث: 4596، مختصراً۔

سے براءت کا اظہار کیا اور مسلمانوں سے ان کے خلاف مدد مانگی۔ ن میں سرفہرست سیدنا ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ تھے۔[1]

3. بابک خرمی نے 201 ہجری میں مشرکین کی سرزمین میں جا کر مسلمانوں کے خلاف جمعیت اکٹھی کر کے جنگ شروع کی۔ اس کے بارے میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "وہ مشرکین کی سرزمین میں بیٹھ کر مسلمانوں کے خلاف جنگ کر رہا ہے اور ایسے آدمی کا حکم ارتداد کا ہے۔"[2]

4. پانچویں صدی ہجری کے مشہور مجتہد اور امام حافظ ابن حزم الاندلسی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے بعض کفریہ ممالک کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

(فَإِنْ كَانَ هُنَاكَ مُحَارِبًا لِلْمُسْلِمِينَ مُعِينًا لِلْكُفَّارِ بِخِدْمَةٍ أَوْ كِتَابَةٍ فَهُوَ كَافِرٌ، وَإِنْ كَانَ إِنَّمَا يُقِيمُ هُنَالِكَ لِدُنْيَا يُصِيبُهَا، وَهُوَ كَالذِّمِّيِّ لَهُمْ، وَهُوَ قَادِرٌ عَلَى اللِّحَاقِ بِجَمْهَرَةِ الْمُسْلِمِينَ وَأَرْضِهِمْ، فَمَا يَبْعُدُ عَنِ الْكُفْرِ وَمَا نَرَى لَهُ عُذْرًا، وَنَسْأَلُ اللهَ الْعَافِيَةَ)

"اگر کوئی شخص ان کفریہ ممالک میں مقیم رہ کر کسی بھی قسم کی خدمت کر کے یا کتابت و دفتری امور کے ساتھ کافروں کا معاون و مددگار بن کر مسلمانوں کے خلاف جنگ میں شریک ہوتا ہے تو وہ کافر ہے۔ اور اگر وہ وہاں صرف دنیاوی لالچ کے طور پر کافروں کے ذمی کی حیثیت سے رہتا ہے اور اس کے پاس مسلمانوں اور ان کی سرزمین تک پہنچنے کی طاقت بھی ہے تو بھی وہ کفر سے دور نہیں ہے۔ اس کے لیے میں کوئی عذر نہیں سمجھتا۔ ہم اللہ سے عافیت مانگتے ہیں۔"[3]

قارئین کرام! غور فرمائیں! امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس فتوے میں دو صورتیں ذکر کی ہیں اور دونوں کے درمیان فرق کیا ہے۔ پہلی صورت میں بعض مسلمان دارالحرب میں کافروں کے ساتھ رہتے

---

[1] دیکھئے سبیل النجاۃ والفکاك فی ضمن مجموعة التوحید: 1/358 نیز دیکھئے البدایة والنهایة: 324-6/324.

[2] کتاب الفروع: 6/123.

[3] المحلی: 11/200، طبع دار الجیل.

ہیں اور پھر مسلمانوں کے خلاف جنگ میں کافروں کی مدد و نصرت کرتے ہیں۔امام صاحب نے ذکر کیا ہے کہ ان کافروں کے ساتھ کم سے کم تعاون یہ ہے کہ کوئی مسلمان ان کے دفتری امور میں کتابت یا بطور کلرک کوئی خدمت اور فریضہ انجام دے، ایسا شخص کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی مسلمان دارالکفر میں مقیم ہو اور کافروں کی رعایا اور ذمی کی حیثیت سے رہتا ہو جس طرح وہ مسلمانوں کے ذمی بن کر رہتے ہیں اور وہاں سے ہجرت کرنے اور دارالاسلام سے ملنے کی طاقت بھی رکھتا ہو، لیکن نہ مسلمانوں سے محارب ہو اور نہ جنگ میں کافروں کا معاون و مدد گار ہی ہو، صرف دنیا کے لالچ وغیرہ کی وجہ سے ادھر بیٹھا ہو تو ایسے شخص کے بارے میں امام صاحب فرماتے ہیں کہ یہ بھی کفر سے دور نہیں ہے، میں اس کے لیے کوئی عذر نہیں سمجھتا۔

امام صاحب نے مذکورہ دونوں صورتوں کے درمیان حکم لگانے میں فرق کیا ہے۔چنانچہ پہلی صورت میں تو بالجزم کفر کا حکم لگایا ہے جبکہ دوسری صورت میں جزم کے ساتھ کفر کا حکم نہیں لگایا، کیونکہ پہلی صورت میں مسلمانوں کے خلاف جنگ میں کافروں سے تعاون موجود ہے اور دوسری صورت میں تعاون موجود نہیں۔امام صاحب کے اس فتوے سے ثابت ہوا کہ جنگ میں مسلمانوں کے خلاف کافروں سے تعاون کرنے والا مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔امام صاحب مزید فرماتے ہیں:

(فَصَحَّ بِهٰذَا أَنَّ مَنْ لَحِقَ بِدَارِ الْكُفْرِ وَالْحَرْبِ مُخْتَارًا مُّحَارِبًا لِّمَنْ يَّلِيهِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَهُوَ بِهٰذَا الْفِعْلِ مُرْتَدٌّ،لَهٗ أَحْكَامُ الْمُرْتَدِّ كُلُّهَا:مِنْ وُّجُوبِ الْقَتْلِ عَلَيْهِ مَتٰى قُدِرَ عَلَيْهِ وَمِنْ إِبَاحَةِ مَالِهٖ وَانْفِسَاخِ نِكَاحِهٖ وَغَيْرِ ذٰلِكَ)

”اس سے یہ بات درست ہوئی کہ اگر کوئی شخص دارالکفر کے بلاک میں جاکر شامل ہو جائے جو دارالحرب بھی ہو اور یہ کام اس نے اپنی آزاد رائے سے کیا اور وہاں جاکر قریب کے مسلمانوں کے خلاف برسرپیکار ہو جائے تو ایسا آدمی اپنے اس فعل کی وجہ سے مرتد ہے۔ مرتد کے سارے احکام اس پر لاگو ہوں گے، یعنی جب بھی موقع ملے اسے قتل کرنا واجب ہو گا، اس کا مال اپنے قبضے میں لینا جائز ہو گا، اس کا نکاح فسخ ہو جائے گا وغیرہ۔“[1]

[1] المحلی :11/200,199.

قارئین کرام! غور فرمائیں! امام صاحب نے صرف دار الکفر سے جا ملنے پر کفر کا حکم نہیں لگایا بلکہ "مناطِ حکم" (حکم کی علت) کو اختیاری طور پر مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کے ساتھ مشروط اور معلق کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ اس سے زیادہ سخت حکم تو اس شخص کا ہو گا جو دیارِ اسلام اور مسلمانوں میں رہتے ہوئے اللہ کے دشمنوں کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہے اور مسلمانوں میں رہ کر ان کی جاسوسی کرتا ہے۔ مجاہدین کے خفیہ راز اور ان کی کمین گاہوں کی اطلاع کافروں تک پہنچاتا ہے اور انھیں فتح حاصل کرنے کے طریقے بتاتا ہے اور حربی کافروں کے لیے ایسے ایسے کام کرتا ہے جو وہ خود بھی نہیں کر سکتے، کیونکہ ان کا مسلمانوں کے خلاف اس اعلانیہ جنگ میں مغلوب ہونا یا غالب آنا تو ممکن ہے، لیکن ان کا مسلمانوں کی صفوں میں داخل ہونا اور ان کے خفیہ راز حاصل کرنا داخلی جاسوسوں کے بغیر کسی طرح بھی ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے:

﴿هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ ○﴾

"وہی اصل دشمن ہیں، لہٰذا آپ اُن سے بچیں، اللہ انھیں ہلاک کرے وہ کہاں پھرے جاتے ہیں۔"[1]

امام ابن حزم کے مذکورہ فتووں میں شیوخ الارجاء کے لیے غور و فکر کے بہت سے نکات موجود ہیں!

کفار کے حملہ کرنے پر ان سے تعاون کرنا اور پناہ مانگنا کفر ہے

امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ دوسری جگہ لکھتے ہیں:

(وَلَوْ أَنَّ كَافِرًا مُجَاهِدًا غَلَبَ عَلَى دَارٍ مِنْ دُورِ الْإِسْلَامِ، وَأَقَرَّ الْمُسْلِمِينَ بِهَا عَلَى حَالِهِمْ إِلَّا أَنَّهُ هُوَ الْمَالِكُ لَهَا، الْمُنْفَرِدُ بِنَفْسِهِ فِي ضَبْطِهَا، وَهُوَ مُعْلِنٌ بِدِينٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ، لَكَفَرَ بِالْبَقَاءِ مَعَهُ كُلُّ مَنْ عَاوَنَهُ وَأَقَامَ مَعَهُ وَإِنِ ادَّعَى أَنَّهُ مُسْلِمٌ)

---

[1] المنافقون 63: 4.

”اگر کوئی کافر کسی اسلامی شہر پر قابض ہو جائے اور وہاں کے مسلمان باشندوں کو ان کے حال پر رہنے دے لیکن وہ وہاں کا حاکم ہو اور خود ہی اس کا کنٹرول سنبھالے جبکہ وہ اپنے دین کا علی الاعلان اظہار بھی کرے،، تو جو بھی وہاں رہ کر اس کے ساتھ تعاون کرے گا، اگرچہ وہ اسلام کا دعوے دار ہو، کافر سمجھا جائے گا۔“[1]

امام صاحب کے اِس عظیم الشان فتوے کی تائید ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے، بلکہ ہم منجنیقِ غرب کے کلام اور فتویٰ سے دلیل پکڑنے سے پہلے اِس حدیث سے دلیل پکڑتے ہیں، کیونکہ دین میں بصیرت رکھنے والوں کا یہی مسلک ہوا کرتا ہے۔ سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يَنْزِلُ النَّاسُ مِنْ أُمَّتِي بِغَائِطٍ يُسَمُّونَهُ الْبَصْرَةَ عِنْدَ نَهْرٍ يُقَالُ لَهُ: دِجْلَةُ . يَكُونُ عَلَيْهِ جِسْرٌ يَكْثُرُ أَهْلُهَا، وَتَكُونُ مِنْ أَمْصَارِ الْمُهَاجِرِينَ» .قَالَ ابْنُ يَحْيَى:قَالَ أَبُو مَعْمَرٍ: « وَتَكُونُ مِنْ أَمْصَارِ الْمُسْلِمِينَ،فَإِذَا كَانَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ جَاءَ بَنُو قَنْطُورَاءَ عِرَاضُ الْوُجُوهِ صِغَارُ الْأَعْيُنِ،حَتَّى يَنْزِلُوا عَلَى شَطِّ النَّهْرِ،فَيَتَفَرَّقُ أَهْلُهَا ثَلَاثَ فِرَقٍ:فِرْقَةٌ يَأْخُذُونَ أَذْنَابَ الْبَقَرِ وَ الْبَرِّيَّةِ وَهَلَكُوا،وَفِرْقَةٌ يَأْخُذُونَ لِأَنْفُسِهِمْ وَكَفَرُوا،وَفِرْقَةٌ يَجْعَلُونَ ذَرَارِيَّهُمْ خَلْفَ ظُهُورِهِمْ وَيُقَاتِلُونَهُمْ وَهُمُ الشُّهَدَاءُ»

” میری امت کے کچھ لوگ زیریں علاقے کی زمین میں اتریں گے جسے بصرہ کہتے ہوں گے جو دریائے دجلہ کے کنارے آباد ہو گا اور اس پر ایک پل ہو گا۔ اس کی آبادی بہت زیادہ ہو گی اور یہ مہاجروں کا شہر ہو گا۔“ ابن یحییٰ نے بیان کیا کہ ابو معمر نے کہا: ”یہ مسلمانوں کا شہر ہو گا، پس جب آخری زمانہ ہو گا تو بنو قنطوراء (ترک، یہ ان کے جدِّ اعلیٰ کا نام ہے) آئیں گے، ان کے چہرے چوڑے اور آنکھیں چھوٹی چھوٹی ہوں گی حتیٰ کے وہ اس دریا کے

[1] المحلی: 11/200.

کنارے اتریں گے تو اس شہر کے لوگ تین جماعتوں میں بٹ جائیں گے: ایک جماعت بیلوں کی دمیں پکڑ لے گی اور جنگلوں میں نکل جائے گی اور اِس طرح وہ ہلاک ہوں گے، دوسری جماعت اپنے لیے امان طلب کرے گی اور وہ کافر ہو جائیں گے، اور تیسری جماعت وہ ہو گی جو اپنی اولاد (کی پروا نہ کرتے ہوئے انھیں) اپنی پیٹھوں پیچھے چھوڑ کر ان کے ساتھ قتال کرے گی اور یہی لوگ عظیم شہداء ہوں گے۔"[1]

شارح سنن ابو داود مولانا عمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ اِس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"جب کفار مسلمانوں پر ہجوم کر آئیں تو جہاد فرض ہو جاتا ہے۔ پھر اِس سے فرار ہلاکت اور کفار کی پناہ میں آنا کفر ہے۔ اور نجات اس کے لیے ہے جو اِس موقع پر اپنے جان مال کی بازی لگا دے۔"[2]

5. اسپین میں طوائف الملوکی کے زمانے میں معتمد بن عباد اشبیلہ کا حاکم تھا۔ اس نے مسلمانوں کے خلاف فرانس سے مدد لی تھی، اس وقت مالکی علماء نے اس کے مرتد ہونے کا فتویٰ جاری کیا تھا۔[3]
6. حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "تاتاریوں نے جب بلادِ اسلام پر حملہ کیا تو حاکم مغیث عمر بن عادل نے ہلاکو سے ساز باز کی۔ اس نے اسے یہ شرط لگا کر مسلمانوں پر حملے کے لیے اکسایا کہ صوبہ مصر کی حکمرانی اسے سونپی جانے کا وعدہ دیا جائے۔ فقہاء نے اس کی معزولی اور کفر کا فتویٰ جاری کیا، چنانچہ امیر ظاہر بیبرس نے اسے قتل کر دیا۔"[4]
7. شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے 700ہجری میں ان مسلمانوں پر ارتداد کا حکم لگایا تھا جنھوں نے شام پر حملے میں تاتاریوں کے ساتھ تعاون کیا تھا۔ آپ نے فرمایا:
(مَنْ جَمَزَ إِلَىٰ مُعَسْكَرِ التَّتَرِ وَلَحِقَ بِهِمْ، اِرْتَدَّ وَحَلَّ مَالُهُ وَدَمُهُ)

---

[1] سنن أبي داود، حديث: 4306 ومسند أحمد: 5/40. حسّنه الشيخ الألباني والزبير عليزئي.

[2] سنن ابو داؤد (اردو) 299-4/300 ، طبع دارلسلام .

[3] الاستقصاء: 2/75.

[4] البداية والنهاية: 13/238.

”جو شخص تاتاریوں کے معسکر (چھاؤنی) کی طرف بھاگا بھاگا جاتا ہے اور ان سے جاملتا ہے، وہ شخص مرتد ہو جاتا ہے اور اس کا مال قبضے میں لینا اور خون بہانا حلال ہو جاتا ہے۔“[1]

بلکہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے تو یہاں تک کہا:

(اِذَا رَأَيْتُمُونِي فِي ذٰلِكَ الْجَانِبِ - يَقْصُدُ جَانِبَ التَّتَارِ - وَعَلٰى رَأْسِي مُصْحَفٌ فَاقْتُلُونِي)

”اگر تم مجھے تاتاریوں کے لشکر میں دیکھو اور میرے سر پر قرآن رکھا ہوا ہو تب بھی مجھے قتل کر دینا۔“[2]

8. تیرھویں صدی ہجری کے شروع میں دعوتِ توحید کو دبانے کے لئے ”خلافتِ عثمانیہ“ کی افواج نے نجد کے علاقے پر حملہ کیا۔ اس وقت بعض مسلمان عثمانی فوج کی مدد اور پشت پناہی کرنے لگے کیونکہ ان کا شرک اصلی نہیں بلکہ طاری تھا۔ اس وجہ سے بہت سے مسلمان اس مسئلے میں التباس اور الجھن کا شکار ہو گئے اور اس حملے میں عثمانی فوج کی مدد اور پشت پناہی کرنے لگے۔ چنانچہ علمائے نجد نے ایسے لوگوں کا کوئی عذر قبول نہیں کیا اور ان پر ارتداد کا حکم لگایا۔

کتاب التوحید کی شرح ”تیسیر العزیز الحمید“ کے مصنف علامہ سلیمان بن عبد اللہ آل شیخ نے ایسے لوگوں کے مرتد ہونے پر اپنے رسالہ ”حكم موالاة أهل الاشراك“ میں اکیس دلائل پیش کیے۔ اس وجہ سے ان کی کتاب کا نام ہی ”الدلائل“ پڑ گیا۔ یہ کتاب شیخ ابو عزیر عبد الالہ یوسف الحسنی الجزائری کی شرح ”الافراك في حوض الدلائل في حكم موالاة أهل الاشراك“ اور نامور سلفی عالم علامہ محمد بن ابراہیم شقرہ حفظہ اللہ کی تقدیم کے ساتھ مطبوع ہے۔

قارئین کرام! ذرا غور تو فرمائیں! جب علمائے نجد نے ان لوگوں کا عذر قبول نہیں کیا اور ان پر ارتداد کا حکم لگایا تو پھر ایسے لوگوں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جو عصرِ حاضر کی صلیبی جنگ میں کافروں کے ”فرنٹ لائن اتحادی“ بنے ہوئے ہیں؟!

---

[1] الدرر السنية: 8/338.

[2] فتوى في حكم من بدل شرائع الاسلام: ص 7 والبداية والنهاية: 23-14/24.

9. تیرہویں صدی ہجری کے نصف آخر میں عثمانی فوجوں نے دعوتِ توحید کو دبانے کے لئے دوبارہ نجد کے اسلامی شہروں پر حملہ کیا۔ اس وقت علامہ حمد بن عتیق نجدی رحمۃ اللہ علیہ نے "سبیل النجاۃ والفکاك" کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ اس میں انھوں نے ان مسلمانوں پر ارتداد کا حکم لگایا جو عثمانی افواج کے ساتھ تعاون کرتے تھے۔ یہ کتاب مجموعۃ التوحید میں بھی شائع ہوئی ہے اور علیحدہ سے بھی مطبوع ہے۔

مجاہدین کو تکفیری اور خارجی کہنے والے مرجئۃ العصر کے لیے شیخ سلیمان اور شیخ حمد بن عتیق رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ تصانیف "کتاب الدلائل" اور "سبیل النجاۃ و الفکاك" میں آج بھی غور و فکر کے لیے کافی سامان موجود ہے کیونکہ جن حالات میں یہ کتابیں لکھی گئی تھیں، موجودہ حالات ان سے پوری موافقت رکھتے ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ واضح ہیں۔ جس کا اب بھی کوئی شک و شبہ باقی ہو، اسے چاہیے کہ اپنا علاج کروائے، یا پھر جانوروں کے کسی باڑے میں چلا جائے!! مذکورہ بالا دونوں کتابوں میں شیوخ الارجاء کے تمام باطل شکوک و شبہات کا تسلی بخش جواب اور ردّ موجود ہے۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ.

10. چودہویں صدی ہجری میں الجزائر کے جن قبیلوں نے فرانس کی فوجوں کا ساتھ دیا تھا، ان پر شمالی افریقہ کے مفتی علامہ ابوالحسن تسولی رحمۃ اللہ علیہ نے ارتداد کا حکم لگایا تھا جسے امیر عبد القادر الجزائری نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔[1]

شیخ احمد شاکر کا مصر پر صلیبی حملے کے وقت عظیم الشان فتویٰ

11. چودہویں صدی ہجری میں محدث دیارِ مصر علامہ احمد شاکر نے مصر پر برطانیہ اور فرانس کے مشترکہ صلیبی حملے کے دوران ان کا ساتھ دینے والے مسلمانوں پر کفر وارتداد کا حکم لگایا تھا۔ شیخ احمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ کے اس فتوے میں عصر حاضر کی صلیبی جنگ میں امریکی و مغربی صلیبیوں کا ساتھ دینے والوں والے لوگوں کے لیے فکر کے بہت سے نکات موجود ہیں۔ ان کے مفصل فتوے کا اردو ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

[1] أجوبة التسولی عن مسائل الامیر عبدالقادر الجزائری : ص 210.

مسلمانوں کے خلاف جنگ میں انگریزوں کے ساتھ کسی بھی نوعیت کا ساتھ، چاہے وہ کم ہو یا زیادہ، دین سے ارتداد اور کفر ہے۔ اس کے بارے میں کوئی عذر یا تاویل قبول نہیں کی جائے گی۔ چاہے اس تعاون کی بنیاد احمقانہ عصبیت اور اندھی سیاست ہی کیوں نہ ہو۔ یہ منافقانہ طرزِ عمل ہے، چاہے اس کے مرتکب، افراد، حکومتیں یا سربراہان ہی کیوں نہ ہوں، ان سب پر کفر و ارتداد کا حکم چسپاں ہو گا۔ سوائے اس کے کہ کسی نے جہالت یا غلطی کی بنا پر اس کا ارتکاب کیا ہو، پھر وہ اصل حقائق جان لینے کے بعد تائب ہو کر اہل ایمان کے ساتھ شامل ہو جائے۔ ایسے افراد کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی بخشش کی امید ہے جو اللہ کے لیے مخلص ہو جائیں اور سیاست اور انسانوں کی خوشی سے بے نیاز ہو جائیں۔

میں نے انگریزوں کے ساتھ تعاون اور ان کے خلاف جنگ سے متعلق مسائل اور احکام کھول کھول کر بیان کر دیے ہیں۔ ان سے عربی زبان سے آشنا کسی بھی طبقے، فکر اور کرۂ ارضی کے کسی بھی گوشے سے تعلق رکھنے والے مسلمان بخوبی استفادہ کر سکتے ہیں۔

مجھے امید ہے کہ ان احکام کو پڑھنے کے بعد مزید کسی دلیل کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ اس حوالے سے اہلِ فرانس کا معاملہ بھی وہی ہے جو برطانیوں کا ہے۔ اسلام کو مٹانے اور مسلمانوں کی دشمنی میں اہلِ فرانس برطانیہ والوں سے کسی بھی طرح کم نہیں بلکہ کچھ بڑھے ہوئے ہیں۔ دنیا میں جہاں جہاں بھی انھیں اقتدار اور نفوذ حاصل ہے، یہ مسلمانوں سے اندھی دشمنی اور تعصب رکھتے ہیں۔ انھوں نے جگہ جگہ مسلمانوں کا قتلِ عام کیا، ایسے ایسے جرائم کیے جن کے سامنے انگریزوں کے جرائم اور درندگی بھی ماند نظر آتی ہے۔ اس لیے ان کے ساتھ تعلقات کے بارے میں بھی وہی احکام ہیں جو انگریزوں کے ساتھ تعلقات کے ضمن میں ہیں۔ کرۂ ارض کے کسی بھی گوشہ سے تعلق رکھنے والے مسلمان کے لیے ان کے ساتھ تعاون جائز نہیں۔ اِن کا خون اور مال مسلمانوں کے لیے حلال ہے۔ اِن کے ساتھ کسی بھی قسم کے تعاون کرنے پر بالکل وہی احکام لاگو ہوں گے جو انگریزوں کے ساتھ تعاون کرنے پر لاگو ہوتے ہیں، یعنی ارتداد اور ملتِ اسلامیہ سے خروج کے احکام۔"

(آخر میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں:) کرۂ ارض کے مسلمانو! آگاہ رہو! کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائیوں کی زبان اور ہاتھ سے مدد و نصرت کرنے کی بجائے اگر مسلمانوں کو اپنے گھروں سے نکالنے

والے دشمنوں کی امداد کا مرتکب ہو گا، یا ان کے ساتھ مصالحت کر کے جنگ کرنے کی استطاعت رکھنے کے باوجود جنگ نہیں کرے گا، یا انگریزوں اور اہلِ فرانس کی اور ان کے حلیفوں اور ہمدردوں کی کسی بھی نوعیت کی امداد کا ارتکاب کرے گا تو اگر اس کے بعد وہ نماز پڑھے گا تو اس کی نماز قبول نہیں ہو گی، وہ وضو، غسل یا تیمم کر کے پاک ہونا چاہے گا تو اس کا یہ عمل قابلِ قبول نہیں ٹھہرے گا، وہ فرض یا نفل جو بھی روزے رکھے گا، اس کے روزے باطل قرار پائیں گے، اس کا حج قبول نہیں ہو گا، وہ فرض زکاۃ ادا کرے گا یا صدقہ دے گا تو کچھ بھی قبول نہ کیا جائے گا، اس کی کسی بھی قسم کی عبادت قبول ہونے کے لائق نہیں ہو گی۔ ان میں سے کسی بھی کام کا اسے کوئی اجر نہیں ملے گا بلکہ الٹا وہ گنہ گار اور قابلِ مواخذہ ٹھہرے گا۔

پس ہر مسلمان اس بات سے خبردار رہے کہ مبادا وہ دین و ایمان کے لیے تباہ کن راستے پر چل پڑے جو اس کی تمام عبادت کو غارت کر دے اور اسے ارتداد کے جہنم میں لا گھسیٹے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنے والا کوئی مسلمان اس راستے پر چل پڑے کیونکہ کسی بھی عبادت کی قبولیت کا واحد معیار ایمان ہے۔ یہ بات کسی بھی مسلمان سے پوشیدہ نہیں ہے اور کوئی بھی دو مسلمان اس کے بارے میں اختلاف نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَمَن يَكْفُرْ بِالإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ۝﴾

”اور جو کوئی ایمان سے انکار کرے گا، اس کا عمل ضائع جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائے گا۔“[1]

﴿وَلاَ يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّىَ يَرُدُّوكُمْ عَن دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُواْ وَمَن يَرْتَدِدْ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُوْلَئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَأُوْلَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ۝﴾

” اور وہ (کافر) تم سے ہمیشہ جنگ کرتے رہیں گے یہاں تک کہ اگر ان کا بس چلے تو تمھیں تمھارے دین سے پھیر دیں اور جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے' پھر وہ حالت کفر

[1] المآئدۃ 5:5.

ہی پر مر جائے تو یہی وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا و آخرت میں غارت گئے۔ اور وہ دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔"[1]

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَتَّخِذُواْ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللّهَ لاَ يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ○فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَى أَن تُصِيبَنَا دَآئِرَةٌ فَعَسَى اللّهُ أَن يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِندِهِ فَيُصْبِحُواْ عَلَى مَا أَسَرُّواْ فِي أَنْفُسِهِمْ نَادِمِينَ ○ وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُواْ أَهَؤُلاءِ الَّذِينَ أَقْسَمُواْ بِاللّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ إِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَأَصْبَحُواْ خَاسِرِينَ○﴾

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! یہود یوں اور عیسائیوں کو اپنا رفیق نہ بناؤ۔ یہ آپس ہی میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں اور اگر تم میں سے کوئی ان کو اپنا رفیق بناتا ہے تو اس کا شمار بھی پھر انھی میں ہو گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا ہے۔ پھر آپ دیکھتے ہیں کہ جن کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے، وہ انھی میں دوڑ دھوپ کرتے پھرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں: ہمیں ڈر لگتا ہے کہ کہیں ہم کسی مصیبت کے چکر میں نہ پھنس جائیں۔ مگر بعید نہیں کہ اللہ جب تمھیں فیصلہ کن فتح بخشے گا یا اپنی طرف سے کوئی اور بات ظاہر کرے گا تو یہ لوگ اپنے اس نفاق پر جسے یہ دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں نادم ہوں گے اور اس وقت اہلِ ایمان کہیں گے: کیا یہ وہی لوگ ہیں جو اللہ کے نام سے کڑی کڑی قسمیں کھا کر یقین دلاتے تھے کہ ہم تمھارے ساتھ ہیں۔ ان کے سارے اعمال ضائع ہو گئے اور آخر کار یہ نامراد ہو کر رہے۔"[2]

﴿إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَى أَدْبَارِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَى لَهُمْ○ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ○فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ

---

[1] البقرة 2:217.

[2] المائدہ 5:51.53.

وَأَدْبَارَهُمْ○ذَلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللَّهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ○أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ أَنْ لَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ أَضْغَانَهُمْ○وَلَوْ نَشَاءُ لَأَرَيْنَاكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيمَاهُمْ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَعْمَالَكُمْ○وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّى نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِينَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِينَ وَنَبْلُوَ أَخْبَارَكُمْ○إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا وَسَيُحْبِطُ أَعْمَالَهُمْ○يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ○إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ مَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ○فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلْمِ وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ وَاللَّهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَتِرَكُمْ أَعْمَالَكُمْ○﴾

''بیشک جو لوگ اپنی پیٹھ پیچھے پلٹ گئے اس کے بعد کہ ان پر ہدایت ظاہر ہو گئی' شیطان ان کے لئے (انکے عمل) پُرکشش بنا دیے اور (اللہ نے) انھیں ڈھیل دے دی۔ یہ اس لیے کہ بیشک انھوں نے ان لوگوں (یہود) سے، جنھوں نے اس چیز (قرآن) کو ناپسند کیا اور جو اللہ نے نازل کی، کہا بعض امور میں ہم آپکی بات مانیں گے اور اللہ ان کے راز جانتا ہے۔ پھر کیا حال ہو گا جب فرشتے ان کی روحیں قبض کریں گے؟ جبکہ وہ ان کے چہروں اور انکی پیٹھوں پر مارتے ہونگے۔ یہ (مار) اس لیے کہ بیشک انھوں نے اس چیز کی پیروی کی جس نے اللہ کو ناراض کر دیا اور انھوں نے اللہ کی رضامندی ناپسند کی، لہٰذا اللہ نے ان کے اعمال برباد کر دیے۔ کیا ان لوگوں نے جن کے دلوں میں روگ ہے، یہ سمجھ رکھا ہے کہ اللہ ان کے کینے ہرگز ظاہر نہیں کرے گا؟ اور اگر ہم چاہتے تو یقیناً آپکو وہ (منافق) دکھا دیتے، پھر آپ انھیں ان کے چہروں کی علامتوں سے ضرور پہچان لیتے اور یقیناً آپ انھیں گفتگو کے لہجے سے پہچان لیں گے، اور اللہ تمہارے اعمال جانتا ہے۔ اور ہم تمھیں ضرور آزمائینگے حتی کہ تم میں مجاہدین کو اور صبر کرنیوالوں کو معلوم کر لیں اور ہم تمہارے حالات جانچ لیں۔ بیشک جن لوگوں نے کفر کیا اور (دوسروں کو) اللہ کی راہ سے روکا اور ان پر ہدایت واضح ہو جانے

کے بعد رسول (ﷺ) کی مخالفت کی وہ اللہ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے اور عنقریب وہ انکے اعمال برباد کر دے گا۔ اے ایمان والو! تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے عملوں کو باطل نہ کرو۔ بلاشبہ جن لوگوں نے کفر کیا اور (دوسروں کو) اللہ کی راہ سے روکا، پھر وہ اسی حالتِ کفر میں مر گئے تو اللہ انھیں ہرگز نہیں بخشے گا۔ چنانچہ تم سستی نہ کرو اور تم صلح کی طرف بلاؤ جبکہ تم ہی غالب ہو اور اللہ تمھارے ساتھ ہے اور وہ تم سے تمھارے عملوں (کے ثواب) کو ہرگز کم نہیں کرے گا۔"[1]

ہر مسلمان مرد و عورت جان لے! وہ لوگ جو اپنے دین سے نکل کر دشمنوں کے مددگار بن جائیں، ان کے ساتھ شادی کرنے والے کا رشتۂ زوجیت باطل ہے، اس کے صحیح ہونے کا دور دراز تک کوئی امکان نہیں ہے۔ ایسے نکاح پر نکاح کے کوئی اثرات (احکام) لاگو نہ ہوں گے، یعنی نسب، میراث وغیرہ سب باطل ہوں گے۔ اور جو کوئی ان سے پہلے سے رشتۂ زوجیت میں منسلک ہے، اس کا یہ رشتہ باطل ہو جائے گا۔ ان میں سے جو کوئی تائب ہو کر اپنے پروردگار اور اپنے دین کی طرف رجوع کر لے، اپنے دشمن کے ساتھ جنگ کرے اور اپنی امت کی نصرت و امداد کرے، تو چونکہ حالت ارتداد میں یہ اپنی اس بیوی کا جس کے ساتھ اس کی شادی ہوئی تھی، شوہر باقی نہیں رہا تھا، اس لیے ضروری ہے کہ توبہ کے بعد وہ اس کے ساتھ شرعی نکاح کا دوبارہ اہتمام کرے۔

کرہ زمین کے کسی بھی خطے سے تعلق رکھنے والی مسلمان خواتین کے لیے ضروری ہے کہ وہ اچھی طرح یقین حاصل کر لیں کہ جنھیں وہ اپنی عزتوں کا محافظ اور نگران بنانے چلی ہیں اور جن کے ساتھ وہ رشتۂ ازدواج و مناکحت استوار کر رہی ہیں، وہ کہیں اللہ اور رسول کے اس باغی گروہ سے تعلق تو نہیں رکھتے۔ ایسی صورت میں ان کا نکاح باطل ہو جائے گا اور وہ ایسے مردوں پر اس وقت تک حرام قرار پائیں گی جب تک وہ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کر کے اپنے طرزِ عمل کی اصلاح نہیں کر لیتے اور از سرِ نو ان کے ساتھ رشتہ مناکحت استوار نہیں کر لیتے۔

[1] محمد47:35.25.

مسلمان خواتین جان لیں! جو بھی خاتون کسی ایسے فرد سے شادی پر رضامند ہو جس کی ایسی صورت حال کا اسے علم ہو، یا ایسی صورتِ حال جان لینے کے باوجود پھر بھی اس کے ساتھ رہنے پر راضی رہے تو وہ حالتِ ارتداد میں اس کے ساتھ شریک ہے۔ اس پر ارتداد کے وہی احکام نافذ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ اس سے کہ مسلمان خواتین اپنے لیے اور اپنی آنے والی نسلوں کے لیے اس پر رضامند ہوں۔

آگاہ رہیے کہ یہ معاملہ اتنا آسان نہیں۔ اگرچہ قانون کی نظر سے دشمنوں کے مددگاروں کا بچ جانا مشکل نہیں ہے، اگرچہ مجرموں کو بری ثابت کرنے کے بھی کئی حیلے بہانے تلاش کیے جاسکتے ہیں اور توڑ مروڑ کر دلائل بھی پیش کیے جاسکتے ہیں مگر یاد رہے کہ امتِ مسلمہ اقامتِ دین حق کی ذمہ داری سے کسی صورت بھی سبک دوش نہیں ہو سکتی۔ دینِ حق کی نصرت کا فریضہ ہر حال میں اس پر عائد رہے گا۔ امت کے تمام افراد قیامت کے روز فرداً فرداً اللہ تعالیٰ کے سامنے اس ذمہ داری کی ادائیگی کے حوالے سے اپنے کردار کے بارے میں جوابدہ ہوں گے۔

ہر فرد کو جان لینا چاہیے کہ وہ خیانت کرنے والوں کی خیانت سے اپنے مذہب و ملت کو کس طرح محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اپنی متاعِ دین و ایمان کی حفاظت کس طرح کر سکتا ہے۔ کامیابی و نصرت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور وہ جس طرح چاہے اپنے بندوں کی نصرت فرما سکتا ہے۔[1]

یاد رہے کہ برطانیہ کے لیے مصر پر قبضے کا "اعزاز" رائل انڈین آرمی کے کلمہ گو فوجیوں کے حصے میں آیا تھا۔ اس لیے اگر آج ناپاک فوج اپنے بے ننگ ونام اسلاف کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے صلیبیوں کی فرنٹ لائن اتحادی بن چکی ہے تو اس پر حیران ہونے کی کوئی بات نہیں۔

12. ایک صدی قبل جب یہودیوں نے فلسطین پر قبضہ کر لیا تو 1366ھ میں جامعہ ازہر کے دارالافتاء سے ان مسلمانوں کے کفر کا فتویٰ صادر کیا گیا جنھوں نے یہودیوں کے ساتھ تعاون کیا تھا، اُس وقت دارالافتاء کی سربراہی عبد المجید سلیم کے پاس تھی۔

[1] کلمۃ الحق: ص 126-127، بحوالہ مجلہ حطین شمارہ نمبر 2.

13. جن مسلمانوں نے اشتراکی انقلاب کا ساتھ دیا تھا، ان کے کفر کا فتویٰ سعودی عرب کے مفتی اعظم عبدالعزیز بن باز رحمۃ اللہ علیہ نے صادر کیا تھا۔[1]

14. پندرہویں صدی ہجری کے اوائل میں جب روس نے افغانستان پر حملہ کیا، تب عرب و عجم کے علمائے اسلام نے ان مسلمانوں کے کفر اور ان سے قتال کا فتویٰ دیا جنھوں نے روسیوں سے تعاون کیا تھا۔ شیخ امین اللہ پشاوری لکھتے ہیں: مجاہدین نے ایسے لوگوں سے قتال کیا تھا باوجود اس کے کہ وہ اسلام کے دعویدار تھے اور ان میں سے اکثر نمازیں پڑھتے تھے اور روزے بھی رکھتے تھے۔[2]

موجودہ واقعات پر معاصر علماء کے فتاویٰ جات:

اب ہم مفتی صاحب کے سامنے موجودہ حالات اور واقعات پر معاصر علمائے کرام میں سے چند جلیل القدر علمائے حق کے فتاویٰ نقل کرتے ہیں۔ ان میں انھوں نے ان مسلمانوں پر کفر وارتداد کا حکم لگایا ہے جو مسلمانوں کے خلاف جنگ میں امریکہ اور دوسرے کافروں سے تعاون کر رہے ہیں۔

- 21 رجب 1422ھ کو جزیرۃ العرب کی ایک جلیل القدر ہستی اور ممتاز عالم ربانی علامہ حمود بن عقلاء الشعیبی رحمۃ اللہ علیہ نے افغانستان پر امریکہ اور برطانیہ کے مشترکہ حملے کو ''صلیبی حملہ'' قرار دیا اور ان کا ساتھ دینے والے مسلمانوں کے کافر و مرتد ہونے کا فتویٰ جاری کیا۔ آپ نے فرمایا:

  ''جس نے کفریہ ممالک، جیسے امریکہ اور اس کے اتحادیوں، سے مسلمانوں کے خلاف تعاون کیا تو وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہو کر مرتد ہو جائے گا۔''

- 20 رجب 1422ھ کو جزیرۃ العرب کے ایک نامور عالم شیخ عبدالرحمن بن ناصر البراک نے فتویٰ صادر کیا کہ امریکہ اور برطانیہ کا افغانستان پر حملہ بغیر کسی شک وشبہ کے ظلم وعدوان ہے اور یہ اسلام کے خلاف ''صلیبی جنگ'' ہے۔ عالم اسلام کا افغانستان کی نصرت اور حمایت نہ کرنا ایک عظیم مصیبت ہو گی۔ اگر الثایہ ممالک امریکہ اور برطانیہ وغیرہ کی حمایت اور تعاون کرتے ہیں تو یہ کفار سے تولّی ہے جس کا حکم سورۃ مائدہ کی آیت 51 میں مذکور ہے۔ اسی آیت کو دلیل بنا کر ائمہ

[1] دیکھیے مجموع فتاویٰ و مقالات متنوعۃ: 1/269.

[2] دیکھیے: فتاوی الدین الخالص: 9/224.

اسلام نے کفار سے تولّی کو نواقضِ اسلام (جن سے ایک مسلمان کافر و مرتد ہو کر ملت اسلامیہ سے خارج ہو جاتا ہے) میں شمار کیا۔

- 3 رجب 1422ھ کو جزیرۃ العرب ہی کے ایک چوٹی کے عالم اور محدث شیخ سلیمان بن ناصر العلوان (فك الله أسره) نے اپنے فتوے میں افغانستان پر امریکی حملے میں امریکہ کے ساتھ تعاون کرنے والوں کو کفر و نفاق اور کفار سے تولّی کا مرتکب قرار دیا اور کفار سے تولّی کے کفر ہونے پر امت کے متعدد ائمہ کا اجماع نقل کیا۔ علامہ سلیمان العلوان حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

(وَالْحَذَرَ الْحَذَرَ مِنْ مُّنَاصَرَةِ الْكُفَّارِ عَلَى الْمُسْلِمِينَ بِأَيِّ نَوْعٍ أَوْ وَسِيلَةٍ مِّنْ وَّسَائِلِ النُّصْرَةِ فَهٰذَا مِنَ التَّوَلِّي وَهُوَ كُفْرٌ وَّنِفَاقٌ وَّمَرَضٌ فِي الْقُلُوبِ وَفِسْقٌ. وَلَيْسَ مِنْ شُرُوطِ الْكُفْرِ أَنْ تَكُونَ مُظَاهَرَتُهُ لِلْكُفَّارِ مَحَبَّةً لِّدِينِهِمْ وَرِضًى بِهٖ، فَهٰذَا مَذْهَبٌ ضَعِيفٌ لِّأَنَّ مَحَبَّةَ دِينِ الْكُفَّارِ وَالرِّضٰى بِهٖ كُفْرٌ أَكْبَرُ دُونَ مُظَاهَرَتِهِمْ عَلَى الْمُسْلِمِينَ، فَهٰذَا مَنَاطٌ آخَرُ فِي الْكُفْرِ وَلَوِ ادَّعَى الْمُظَاهِرُ مَحَبَّةَ الدِّينِ وَبُغْضَ الْكَافِرِينَ. فَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْكُفَّارِ لَمْ يَتْرُكُوا الْحَقَّ بُغْضًا لَّهٗ وَلَا كَرَاهِيَةً لِّلدِّينِ. إِنَّمَا لَهُمْ طَمَعٌ دُنْيَوِيٌّ وَّرَغْبَةٌ فِي الرِّيَاسَاتِ، فَآثَرُوا ذٰلِكَ عَلَى الدِّينِ. قَالَ تَعَالٰى: ﴿ذٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَأَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ۝﴾

وَقِصَّةُ حَاطِبٍ فِي الصَّحِيحَيْنِ هِيَ مِنْ قَبِيلِ النِّفَاقِ الْأَكْبَرِ وَقَدْ شَفَعَ لَهٗ شُهُودُهٗ بَدْرًا فِي قَبُولِ تَأْوِيلِهِ الَّذِي صَدَّقَهٗ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ، وَبِدَلِيلِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقَرَّ عُمَرَ عَلٰى تَسْمِيَتِهٖ مُنَافِقًا. قَالَ تَعَالٰى: ﴿وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهٗ مِنْهُمْ﴾ وَذٰلِكَ لِأَنَّهُمْ دَخَلُوا فِي طَاعَتِهِمْ وَنَصَرُوهُمْ وَأَعَانُوهُمْ بِالْمَالِ وَالرَّأْيِ .... وَالْإِجْمَاعَاتُ الْمَنْقُولَةُ فِي هٰذَا الْبَابِ كَثِيرَةٌ، وَقَدْ حَرَّرْتُ ذٰلِكَ فِي غَيْرِ مَوْضِعٍ وَّبَيَّنْتُ الْفَرْقَ بَيْنَ الْمُوَالَاةِ وَالتَّوَلِّي، وَأَنَّ التَّوَلِّي كُفْرٌ أَكْبَرُ، وَأَمَّا الْمُوَالَاةُ فَمِنْهَا مَا هُوَ مُرَادِفٌ لِّلتَّوَلِّي، وَمِنْهَا مَا هُوَ دُونَ ذٰلِكَ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ)

”مسلمانوں کے مقابلے میں کفار کی مدد و نصرت کرنے سے بچو، خواہ وہ کسی بھی نوعیت کا تعاون ہو کیونکہ یہ تولّی، کفر، نفاق، فسق اور دل کی بیماری ہے۔ کفر کی شرائط میں یہ بات شامل نہیں ہے کہ کفار سے تعاون ان کے دین سے محبت اور رضا کی بنا پر ہو، یہ ضعیف مذہب ہے کیونکہ کفار کے دین سے محبت رکھنا اور راضی ہونا تو بذاتِ خود کفر اکبر ہے، خواہ مسلمانوں کے مقابلے میں ان سے تعاون نہ بھی کرے۔ مگر مسلمانوں کے خلاف کافروں سے تعاون کرنا تو علیحدہ سے کفر ہے، اگرچہ وہ دین سے محبت اور کافروں سے بغض کا دعویٰ ہی کیوں نہ کرتا ہو، کیونکہ کافروں کی اکثریت نہ تو حق سے نفرت کرتے ہوئے حق کو چھوڑتی ہے اور نہ دین ہی سے کراہت کرتے ہوئے دین کو چھوڑتی ہے، بلکہ انھیں دنیا کا لالچ اور حکومتی و ریاستی مفادات ہوتے ہیں جن کو وہ دین پر ترجیح دے دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”یہ اس لیے کہ بے شک انھوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کے مقابلے میں محبوب رکھا اور اس لیے کہ بے شک اللہ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔“ [1]

اور سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کا قصہ نفاق اکبر کی قبیل سے تعلق رکھتا ہے، اس دلیل کے ساتھ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب کو منافق کہنے پر عمر رضی اللہ عنہ پر انکار نہیں کیا، بلکہ ان کے فہم کو برقرار رکھا۔ لیکن حاطب رضی اللہ عنہ کی تاویل کے قبول ہونے کی سفارش ان کا بدر میں شریک ہونا تھی۔ مزید یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سچا ہونے کی تصدیق کر دی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

” اور تم میں سے جو انھیں دوست بنائے گا تو بے شک وہ انھی میں سے ہو گا۔“

کیونکہ وہ ان (کافروں) کی اطاعت میں داخل ہو گئے، ان کی مدد و نصرت کی اور مال و مشورے کے ساتھ ان سے تعاون کرنے لگے........اس مسئلے میں منقولہ اجماعات بہت زیادہ ہیں۔ انھیں میں نے کئی جگہوں پر تحریر کیا ہے۔ اور میں نے موالات اور تولّی کے درمیان فرق کو بھی واضح کیا ہے،

---

[1] النحل: 107.

یہ کہ تولّی کفرِ اکبر ہے جبکہ موالات میں سے بعض تو تولّی کے مترادف ہے، جبکہ بعض اس سے کم تر۔ واللہ اعلم۔"[1]

علامہ سلیمان العلوان (فَرَّجَ اللّٰہُ عَنْہُ) دوسری جگہ فرماتے ہیں:

(وَقَدْ حَكٰى غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْعُلَمَاءِ الْاِجْمَاعَ عَلٰى أَنَّ مُظَاهَرَةَ الْكُفَّارِ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَمُعَاوَنَتَهُمْ بِالنَّفْسِ وَالْمَالِ وَالذَّبَّ عَنْهُمْ بِالسِّنَانِ وَالْبَيَانِ، كُفْرٌ وَّرِدَّةٌ عَنِ الْاِسْلَامِ ،قَالَ تَعَالٰى:﴿وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ○﴾)

"بہت سارے علماء نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ مسلمانوں کے خلاف کافروں سے تعاون کرنا، اپنے مال اور جان سے ان کی مدد و معاونت کرنا اور اسلحے و زبان کے ساتھ ان کا دفاع کرنا کفر اور دین اسلام سے ارتداد ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

" اور تم میں سے جو انھیں دوست بنائے گا تو بے شک وہ انھی میں سے ہو گا، بیشک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔"[2]

- 3 رجب 1422ھ کو جزیرۃ العرب ہی کے ایک جید عالم دین شیخ علی بن خضیر الخضیر (فَكَّ اللّٰہُ أَسْرَہٗ) نے ایک فتویٰ صادر کیا۔ اس کا ایک اقتباس یہ ہے:

"کافروں کی حمایت کے مسئلے پر تفصیلی بحث جزیرۃ عرب کے نجدی علماء نے کی ہے اور اسے کفر، نفاق اور ارتداد کہا ہے۔ اس سے آدمی ملتِ اسلامیہ سے خارج ہو جاتا ہے اور یہی عقیدہ درست ہے۔ اس پر قرآن مجید، احادیث رسول ﷺ اور ائمہ کرام کا اجماع منعقد ہوا ہے۔"

- 24 رجب 1422ھ کو شیخ عبد اللہ بن عبد الرحمن السعد حفظہ اللہ نے فتوی دیا جس کا ایک اقتباس یہ ہے:

---

[1] فتوى في حكم الجهاد مع المسلمين في أفغانستان.

[2] بحواله المعلم في حكم الجاسوس المسلم للشيخ المجاهد أبي يحيى الليبي، ص:41.

"ہر مسلمان کو یہ بات اچھی طرح جان لینی چاہیے کہ اللہ کے دوستوں کے خلاف اللہ کے دشمنوں سے کسی بھی قسم کا کوئی تعاون اور مدد نواقض اسلام میں سے ہے۔ اس پر کتاب اللہ ،سنت رسول ﷺ اور اہل علم کی واضح نصوص موجود ہیں، لہٰذا انسان کو اس بات سے ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں لاشعوری طور پر اس کا دین سلب نہ کر لیا جائے۔"

- 29رجب 1422ھ کو شیخ عبداللہ بن محمد غنیمان حفظہ اللہ (مدینہ منورہ کی اسلامی یونیورسٹی کے ہائی تعلیمی کمیشن کے چیئرمین) کے دیے گئے فتوے کا اقتباس یہ ہے:

"مسلمانوں کے خلاف کافر ملکوں سے تعاون کرنے والا اس فعل کا مرتکب ہوتا ہے جو سورۃ مائدہ اور کتاب اللہ کی دوسری آیات میں بیان ہوا ہے۔ اس کا فاعل انھی کفار کے زمرے میں شمار ہوتا ہے۔"

- یکم شعبان 1422ھ کو شیخ بشر بن فہد البشر حفظہ اللہ نے ایک فتویٰ جاری کیا۔ اس کا اقتباس آپ کے پیش خدمت ہے:

"اللہ تعالیٰ نے اپنے پورے کلام میں وضاحت سے کہہ دیا ہے کہ کافر ایک دوسرے کے دوست اور مومنین ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں، منافقین کی یہ صفت ہے کہ وہ مومنین کے علاوہ کفار سے بھی موالات رکھتے ہیں......... افغانستان پر امریکہ کے حملے میں ان سے کسی قسم کا تعاون کافروں سے موالات کی صورت ہے، خواہ یہ تعاون مال، اسلحے، مخبری یا آدمیوں کے ذریعے فراہم کیا جائے، موالات کی یہ صورت کفر وارتداد ہے۔ یہ حکم افراد کے لیے بھی ہے اور حکومتوں کے لیے بھی ہے۔"

- 28رجب 1422ھ کو سعودی عرب کے ایک مشہور عالم دین اور ام القریٰ یونیورسٹی مکہ مکرمہ میں "شعبہ عقیدہ" کے سابق چیئرمین ڈاکٹر سفر بن عبدالرحمن الحوالی نے ایک فتویٰ دیا۔ اس کا اقتباس یہ ہے:

’’مسلمانوں کے خلاف کافروں سے تعاون کرنا، خواہ وہ تعاون کی کوئی صورت ہو، اور محض اپنے الفاظ ہی سے ان کی حمایت کرنا کفر بواح اور بدترین نفاق ہے۔ یہ نواقض اسلام میں سے ایک صورت ہے۔ اس طرح اس (مسلم) کا عقیدہ ولاء وبراء پر ایمان نہیں رہتا۔‘‘

- افغانستان پر امریکی حملے کے وقت شعبان 1422ھ کو جزیرۃ العرب سے تعلق رکھنے والے ایک مجاہد عالم دین شیخ ناصر بن حمد الفہد (فَكَّ اللّٰهُ أَسْرَهٗ) نے ’’التبيان في كفر من أعان الأمريكان‘‘ کے نام سے ایک شاندار کتاب تحریر کی۔ اس کی تائید سماحۃ الشیخ حمود بن عقلاء الشعیبی، فضیلۃ الشیخ سلیمان بن ناصر العلوان اور الشیخ علی بن خضیر الخضیر جیسے چوٹی کے علماء نے کی تھی۔ اس کتاب کی تقدیم میں ان علماء نے اپنے اپنے تائیدی اور تعریفی کلمات بھی تحریر کیے تھے۔ شیخ ناصر کی یہ مایہ ناز کتاب قرآن وحدیث اور اجماع امت کے دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ، سلف صالحین کے آثار باہرہ اور تاریخ اسلامی کے صحیح واقعات سے لبریز اور بھری ہوئی ہے۔ الحمد للہ۔

شیخ ناصر الفہد نے اپنی اس کتاب میں شیوخ الارجاء کے باطل شبہات اور ارجائی فکر کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دی ہیں۔ شیخ امین اللہ پشاوری نے بھی اپنے فتاویٰ میں اس کتاب کی تعریف کی ہے۔ چنانچہ ہم نے علمائے کرام کے زیادہ تر مذکورہ فتاوی جات بھی اسی کتاب سے نقل کیے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دردِ دل سے دعا کرتے ہیں کہ وہ آپ کو اور آپ کے علاوہ دیگر علمائے حق اور تمام مسلمان قیدیوں کو کفار اور مرتدین کی جیلوں سے جلد رہائی نصیب فرمائے اور سب کو استقامت نصیب کرے۔ آمین یا رب العلمین!

افغانستان پر امریکی حملے کے وقت پاکستان کے صوبہ سرحد (موجودہ خیبر پختونخواہ) کے چوٹی کے چھ سلفی علماء نے متفقہ فتویٰ جاری کیا۔ یہ بعد ازں جماعۃ الدعوۃ کی ہفت روزہ اخبار غزوہ (موجودہ جرار) میں شائع بھی ہوا تھا۔ اس کا ایک اقتباس اور خلاصہ پیش خدمت ہے:

① امریکہ کے افغانستان پر حملے کی صورت میں تمام مسلمانوں پر جہاد فرض ہو چکا ہے۔

② افغانستان پر حملے کی صورت میں کسی اسلامی حکومت پر امریکہ کا تعاون اور نصرت وحمایت کرنا حرام ہے۔

③ افغانستان پر حملے کی صورت میں جو شخص بھی امریکہ کے تعاون و نصرت وحمایت میں مرے گا، اس کی موت کفر کی موت ہے۔

④ افغانستان پر حملے کی صورت میں جو مسلمان امریکہ یا اس کے حمایتیوں کے ہاتھوں مرا، وہ شہید ہے۔

اس فتوے پر درج ذیل علمائے کرام کے دستخط موجود ہیں:

- شیخ القرآن عبد السلام رستمی حفظہ اللہ
- مفتی امین اللہ پشاوری حفظہ اللہ
- شیخ غلام اللہ رحمتی حفظہ اللہ
- شیخ عبد العزیز نورستانی حفظہ اللہ
- شیخ عبد اللہ ہاشمی حفظہ اللہ
- شیخ سمیع اللہ نجیبی حفظہ اللہ

شیخ امین اللہ کا امریکہ سے تعاون کے متعلق فتویٰ

فضیلۃ الشیخ مفتی امین اللہ پشاوری حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

(وَنَحْنُ نُفْتِي الْآنَ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَحُسْنِ تَوْفِيقِهٖ:أَنَّ مَنْ سَاعَدَ الأَمْرِيكَانَ وَأَعَانَهُمْ وَدَافَعَ عَنْهُمْ:فَهُمْ كُفَّارٌ مِّثْلُهُمْ،بَلْ هُمْ أَشَدُّ كُفْرًا مِّنْهُمْ لِنِفَاقِهِمْ وَارْتِدَادِهِمْ عَنِ الْاِسْلَامِ .وَلِأَنَّ الْاَمْرِيكَانَ عُمْيَانٌ، وَهٰؤُلَاءِ عُيُونُهُمْ. فَتَفَكَّرْ اِنْ كُنْتَ غَيُّورًا عَلٰى دِينِ اللّٰهِ تَعَالٰى. وَلَا تَنْظُرْ اِلٰى تَشْكِيكِ الْمُشَكِّكِينَ. وَلَسْنَا مُتَفَرِّدِينَ فِي هٰذَا الْفَتْوٰى بَلْ كُلُّ عَالِمٍ سَلَفِيٍّ أَوْ حَنَفِيٍّ يَخْشَى اللّٰهَ تَعَالٰى فَاِنَّهٗ يُفْتِي بِذٰلِكَ)

”ہم اللہ کے فضل اور اس کی توفیق سے اب یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ جو کوئی بھی امریکیوں کی مدد و معاونت اور ان کی حمایت کرے گا تو وہ انھی کی طرح کافر ہو جائے گا، بلکہ ایسے لوگوں کا کفر اپنے نفاق اور دین اسلام سے مرتد ہو جانے کی بنا پر، ان اصلی کافروں کی نسبت زیادہ سخت ہو گا۔ کیونکہ امریکی تو اندھے ہیں اور یہ (ان کے کلمہ گو معاونین) ان کی آنکھیں، یعنی جاسوس ہیں۔ اگر تم اللہ کے دین پر غیرت رکھتے ہو تو غور و فکر سے کام لو اور شکوک و شبہات پیدا کرنے والوں کے شبہات کی طرف مت دیکھو، نیز ہم یہ فتویٰ دینے میں منفرد اور اکیلے نہیں ہیں بلکہ اللہ سے ڈرنے والا ہر سلفی اور حنفی عالم یہ فتویٰ دیتا ہے۔“

شیخ آخر میں تحریر فرماتے ہیں:

(أَقُولُ: وَيَكْفِي لِلْمُسْلِمِ الْغَيُّورِ آيَةٌ وَّاحِدَةٌ ، وَالْقُرْآنُ كِتَابٌ غَيُّورٌ، لَا يَفْهَمُهُ إِلَّا الْغَيُّورِينَ عَلَى دِينِ اللّٰهِ. وَإِذَا لَمْ يَكُنِ الْوُقُوفُ وَالنُّصْرَةُ لِلْكُفَّارِ الْحَرْبِيِّينَ ضِدَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُجَاهِدِينَ كُفْرًا وِّرِدَّةً، فَأَيُّ شَيْئٍ الْكُفْرُ وَالرِّدَّةُ حِينَئِذٍ؟ وَإِذَا لَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ كُفْرًا، فَلَا كُفْرَ فِي الدُّنْيَا. وَقَدْ أَعْمَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ أَبْصَارَ بَعْضِ مَنْ يَّدَّعِي الْعِلْمَ بِأَنَّ ذٰلِكَ لَيْسَ كُفْرًا؟ وَأَنْتَ أَيُّهَا الْقَارِئُ! إِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ الصَّادِقِينَ الْغَيُّورِينَ عَلَى دِينِ اللّٰهِ تَعَالَى، لَعَلِمْتَ أَنَّ كُفْرَ النَّاصِرِينَ لِهٰؤُلَاءِ الْكُفَّارِ كُفْرٌ بَوَاحٌ لَّا شَكَّ وَلَا مِرْيَةَ فِيهِ. وَنَسْأَلُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ)

”میں کہتا ہوں غیرت مند مسلمان کے لیے تو ایک آیت ہی کافی ہوتی ہے، کیونکہ قرآن غیرت والی کتاب ہے، اسے صرف وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جو اللہ کے دین پر غیرت رکھتے ہیں۔ اگر مجاہدین اور مسلمانوں کے خلاف حربی کافروں کی مدد و نصرت اور ان کی صف میں کھڑا ہونا کفر و ارتداد نہیں تو پھر کفر و ارتداد کس چیز کا نام ہے؟ اگر یہ کفر نہیں تو پھر دنیا میں کوئی بھی کفر نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بعض علم کے دعویداروں کو اندھا کر دیا ہے، جو کہتے ہیں کہ یہ کفر نہیں ہے؟ اے قاری! اگر تو سچے مومنین اور اللہ کے دین کی غیرت رکھنے والوں میں

سے ہے، تو جان لے ان کافروں کی مدد کرنے والوں کا کفر بلاشک وشبہ کفر بواح ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت مانگتے ہیں۔"[1]

شیخ امین اللہ کا یہ جرات مندانہ فتویٰ مفتی مبشر احمد ربانی اور جماعت الدعوۃ کے ہر کارکن کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہے! اس کے باوجود اگر کوئی کہتا ہے کہ "کن علماء سے سنا ہے کہ یہ کافر ہیں، کوئی پتہ نہیں" تو پھر ہم ایسے لوگوں کے بارے میں یہی آیت پڑھنا پسند کریں گے:

﴿فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ ۝﴾

"بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ اندھے تو وہ دل ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔"

ہم نے تو دل جلا کے سرِبام رکھ دیا
اب جس کے دل میں آئے وہی پائے روشنی

تکفیری سیدھی طرح بات نہیں مانتے

اشکال:9 ابن عباس رضی اللہ عنہما کے خارجیوں کو سمجھانے کے باوجود 8000 میں سے 2000 بندے واپس آئے۔ اس میں دو تین مسئلے ہیں کہ اکثر تکفیر والے لوگ جہالت کی وجہ سے اس لائن پر چل پڑتے ہیں۔ دوسرا علماء کا کام ہے ان کی جہالت کا ازالہ کریں۔ تیسرا مسئلہ یہ بھی سمجھ آتا ہے کہ جس کے اندر تکفیری جراثیم داخل ہو جاتے ہیں، وہ نکالنے بڑے مشکل ہوتے ہیں۔ آج بھی ایسے لوگ ہیں۔ کئی دفعہ ان کو بڑے قرآن وسنت کے دلائل پیش کرو، پھر بھی وہ سیدھی طرح ماننے کو تیار نہیں ہوتے اور خود انھیں قرآن وحدیث پڑھنی آنہیں رہی ہوتی۔ یہ انتہائی مہلک مرض ہے۔

[1] فتاوی الدین الخالص: 9/229-225.

حق کے جراثیم نکالنا واقعی آسان نہیں

ازالہ: یہی لوگ جب بریلویوں اور دوسرے مسلک کے لوگوں سے بحث و مناظرہ کرتے ہیں تو انھیں یہی نقطہ اپنی خوبی سمجھتے ہوئے بتاتے ہیں کہ تمھارا کوئی آدمی ہمارے پاس آجائے تو واپس نہیں جاتا........!

سیرت اور تاریخ سے بھی ہمیں یہی چیز ملتی ہے کہ حق کے جراثیم اگر داخل ہو جائیں تو مشکل ہی سے نکلتے ہیں۔ مثلاً صحیح بخاری میں ہے کہ ابوسفیان سے ہرقل نے پوچھا کہ کوئی ان مسلمانوں میں جا کر واپس تو نہیں آتا؟ ابوسفیان نے کہا: نہیں۔ ہرقل نے کہا کہ ایمان ایسے ہی ہوتا ہے۔[1] اسی طرح صلح حدیبیہ میں بھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا:

«إِنَّهُ مَنْ ذَهَبَ مِنَّا إِلَيْهِمْ فَأَبْعَدَهُ اللَّهُ»

"جو ہمیں چھوڑ کر اِن مشرکین کی طرف بھاگا تو اللہ تعالیٰ نے اُسے دور (یا برباد) کر دیا۔"[2]

خارجیوں کے 8000 میں سے 2000 کا بدل جانا تو بہت بڑی کامیابی ہے۔ واقعی خارجیوں کے پاس دلائل نہیں تھے، تبھی تو 2000 بدل گئے۔ باقی رہے 6000 تو اتنے لوگ تو عام ہوتے ہیں جو حق کو نہیں مانتے، یا شیطان ان کے لیے ان کے اعمال کو مزین کر دیتا ہے۔ ورنہ رسول اللہ ﷺ نے مشرکوں کو دعوت دی، دیکھ لیں کتنے بدلے۔

پس خارجیوں کے 8000 میں سے 2000 کا بدل جانا، ان کے پاس دلیل نہ ہونے کی وجہ سے ہے جبکہ تکفیریوں (جو اصل میں موحدین اور مجاہدین ہیں) کے 8000 میں سے 800 بھی آپ نہیں بدل سکیں گے۔ ان شاء اللہ۔ آپ کی جماعت میں سے تو روزانہ بہت سے لوگ حق جاننے کے بعد آپ کو چھوڑ رہے ہیں۔

---

[1] صحيح البخاري، حديث: 7.

[2] صحيح مسلم، حديث: 1784.

دلائل سے عاجز آنے پر طعن و تشنیع

جہاں تک انھیں قرآن و حدیث پڑھنا نہ آنے والی بات ہے تو وہ تو جن باتوں پر عمل کرتے ہیں، ان کا حکم آپ کے معیار والے علماء ہی بتاتے ہیں۔اس کی تفصیل آپ پیچھے اشکال:4 کے ازالے میں دیکھ سکتے ہیں۔ویسے بھی آج مفتی صاحب جیسے اکثر علماء کی یہ حالتِ زار ہے کہ جب وہ اپنے مخالفین کو کوئی دلیل نہیں دے پاتے اور ان سے کوئی جواب نہیں بن پاتا تو پھر وہ ان پر اسی انداز سے طعن و تشنیع کرتے ہیں۔انھیں جاہل قرار دے کر خاموش کرانے کی مذموم اور ناکام کوشش کرتے ہیں۔ایسا اس وجہ سے بھی ہوتا ہے کہ انھیں اپنے علم پر بڑا غرور اور گھمنڈ ہوتا ہے۔وہ کسی صورت یہ برداشت نہیں کرتے کہ کوئی ان کی بات کو غلط قرار دے۔انھیں اپنی بات کو صحیح ثابت کرنے کے لیے اور اپنے علم کا بھرم رکھنے کے لیے ہزاروں تاویلیں بھی کرنی پڑیں تو وہ اس سے دریغ نہیں کرتے۔ہم ایسے علماء کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ جناب والا! ارجاء بھی تو انتہائی مہلک مرض ہے۔اس سلسلے میں آپ ایمان اور عقائد کی کتابوں میں سلف کے اقوال دیکھ سکتے ہیں۔

تکفیر علماء کا کام ہے

اشکال:10 تکفیر کی شرائط پوری کرنا، اتمامِ حجت کرنا علماء کا کام ہے۔ان کو حق حاصل ہے۔وہ کریں۔

تکفیر مفاد پرست علمائے سوء کا بھی تو کام نہیں

ازالہ: طالبان یا القاعدہ کے مجاہدین نے کب کہا ہے کہ تکفیر کی شرائط پوری کرنا، موانع دور کرنا اور اتمامِ حجت کرنا عام لوگوں یا طلباء کا کام ہے۔وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ علماء کا کام ہے، البتہ وہ اتنا ضرور کہتے ہیں کہ یہ علمائے حق کا کام ہے، نہ کہ مفاد پرست علمائے سوء اور علمائے سلاطین کا جو اپنے دنیوی مفادات کے لیے طاغوتی اور قبر پرست حکمرانوں کی چوکھٹوں پر کورنش بجالاتے ہیں......... ایسے درباری اور سرکاری علماء سے ہمارے سلف صالحین نے خبردار رہنے کی نصیحت کی ہے.........!!!

فتنۂ ملتِ بیضا ہے امامت اس کی

جو مسلمان کو سلاطین کا پرستار کرے

مَرْحٰی لِأَصْحَابِ الْفَضِيلَةِ أَهْلِ الْبُطُونِ الْمُسْتَطِيلَة

اللَّاعِقِينَ لِكُلِّ مَائِدَةٍ وَّ تِلْكَ هِيَ الْحَصِيلَة

" اصحاب فضلیت کی واہ واہ! جو لمبے پیٹوں والے ہیں۔ وہ ہر دستر خوان کو چاٹتے پھرتے ہیں اور یہی ان کا ٹارگٹ ہے۔"

الْخَائِنِينَ لِدِينِهِمْ شَاهَتْ وُجُوهُهُمُ الْعَمِيلَة

مَرْحٰی لَهُمْ فَهُمُوا مَطِيَّاتٌ مُّسَخَّرَةٌ هَزِيلَة

"اپنے دین سے خیانت کرنے والے ہیں۔ ان کے ایجنٹ (غلام) چہرے بگڑ جائیں۔ ان کی واہ واہ! وہی مسخر شدہ کمزور سواریاں ہیں۔"

يَسْتَاقُهَا السُّلْطَانُ تَنْبَحُ خَلْفَهُ تَحْمِي ذُيُولَه

وَتَعِيشُ تَلْعَقُ رَاحَتَيْهِ إِذَا رَأَتْهُ وَتَنْحَنِي لَه

"جن کو حکمران ہانپتا پھرتا ہے، وہ اس کے پیچھے بھونکتے ہیں، اس کی سیاہ کاریوں پر پردہ ڈالتے ہیں۔ وہ اس طرح جیتے ہیں کہ جب اسے دیکھتے ہیں تو اس کی ہتھیلیاں چاٹتے ہیں اور اس کے آگے جھک جاتے ہیں۔"

البتہ عام لوگوں کے لیے یہ حکم ہے کہ جب علمائے حق دلائل سے کسی کی تکفیر کر دیں تو اُس کو کافر جاننا اور کافر جیسا تعامل کرنا چاہیے۔

✻ ✻ ✻

سوال وجواب کی نشست

لالچ کی وجہ سے کافروں کا ساتھ دینا کفر نہیں

شبہ:1 مفتی صاحب سے سوال ہوا کہ اگر کوئی کلمہ گو فرد یا حکومت کفار کی صفوں میں داخل ہو جائیں تو ان کے بارے میں کیا حکم ہے اور اس بارے میں سلف کا منہج کیا ہے؟ انھوں جواب دیا کہ کفار کی صفوں میں داخل ہونے کا مطلب بھی واضح ہونا چاہیے۔ اس میں دو چیزیں مجھے سمجھ میں آتی ہیں:

① جب مسلمانوں اور کافروں کی میدان جنگ میں لڑائی ہو تو بعض اسلام کا نام لینے والے کافروں کی طرف سے ان کے حلیف یا حمایتی بن کر مسلمانوں کے خلاف لڑیں۔

② ایک وہ لوگ ہیں جو کفار کی صفوں میں کس طرح داخل ہوئے۔ نام اسلام کا لیتے ہیں لیکن دنیا کے مفاد یا ڈالر کے لالچ، پیسے کے لالچ میں آکر وہ کافروں کا کئی مقامات پر ساتھ دیتے ہیں۔

ان میں حکم میں فرق ہو گا۔ اگر ایسے لوگ ہیں، خواہ افراد یا گورنمنٹ کے لوگ ہیں جو کفر کے ساتھ معاونت ان کی کرتے ہیں دنیا کے لالچ میں آکر تو وہ گمراہ ضرور ہیں، ظالم ضرور ہیں، وہ کافر نہیں ہیں لیکن اگر مسلمانوں کی کافروں سے جنگ ہو، میدان جہاد اور قتال قائم ہو اور کافروں کا حلیف بن کر ان کی طرف سے آکر مسلمانوں کے خلاف لڑے تو پھر اس کا حکم بھی وہی ہے جو کفار کا ہے۔

مفتی صاحب کی اونگیاں بونگیاں

ازالہ: یہی وہ اہم سوال ہے جس پر مفتی صاحب کی ''بولتی'' بند ہو جاتی ہے اور وہ ''اونگیاں بونگیاں'' مارنا شروع کر دیتے ہیں۔ کوئی بھی دیانت داری سے اوپر کا جواب پڑھے جس میں دو علیحدہ صورتیں بتائی گئی ہیں اور ایک صورت میں کافر اور دوسری میں مسلمان کہا گیا ہے۔ حکم لگانے میں دونوں میں جتنا بڑا فرق ہے، اس کی علت یا وجہ اتنی ہی مبہم اور غیر واضح ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر یہ کافر ہونے کی علت واضح بتا دیتے تو ان کے ہاتھی کے کھانے والے دانت ٹوٹ جاتے یا دکھانے والے، مثلاً دونوں مذکورہ صورتوں میں کفار کی صفوں میں داخل ہو گیا ہے مگر دوسری میں یہ بتایا گیا ہے کہ داخل ہونے کی وجہ دنیاوی لالچ ہے، اسی بنا پر پہلی کا حکم دوسری سے علیحدہ رکھا گیا ہے۔ بظاہر ایسا ہی لگتا ہے کہ

فرق دنیاوی لالچ کا ہے مگر کمال مکاری سے اس کو بتا بھی رہے ہیں اور مبہم بھی رکھنا چاہتے ہیں، پس انھوں نے یہ علت واضح نہیں بتائی کہ جو تنخواہ اور پیسے کے لیے کافروں کی صفوں میں گھسے، وہ کافر نہیں ہے، کیونکہ اس طرح انڈیا اور کشمیر کے تمام کلمہ گو فوجی، سپاہی اور حکمران عمر عبداللہ وغیرہ بھی اس سے محفوظ ہو جاتے، تو انھیں مارنے کے نام پر جو یہ فنڈ اکٹھا کرتے ہیں، اس کا کیا بنتا؟ اس لیے انھوں نے جان بوجھ کر علت کو الجھا کر بیان کیا ہے۔

ہمارا یہ چیلنج ہے کہ مفتی صاحب کافر ہونے کی جو مرضی علت بیان کر لیں لیکن علت واضح بیان کریں۔ پھر اس علت کے مطابق یہ حامد کرزئی، عمر عبداللہ، اور دوسرے کلمہ گو فوجیوں، جو کفار کے ملکوں میں یا Nato کے تحت افغانستان میں لڑ رہے ہیں، کو تو کافر قرار دے دیں، لیکن اپنے حکمرانوں کو بچا لیں! کیا یہ ایسا کر سکیں گے؟ کبھی نہیں کر سکیں گے۔ مثلاً اگر یہ کہیں کہ تنخواہ اور پیسے کے لالچ سے کافروں کی صفوں میں گھسنے سے کافر نہیں ہوتا، تو پھر تمام کلمہ گو فوجی تنخواہ اور پیسے کے لالچ ہی کے لیے نوکری کرتے ہیں۔ اگر آپ یہ کہیں کہ باقاعدہ ان کا میدان جنگ میں لڑ کر ساتھ دیں تو آپ کے حکمران بھی تو ایسا ہی کر رہے ہیں، بلکہ وہ تو امریکہ کو کہتے ہیں: تم تھک گئے ہو۔ اب تم آرام کرو۔ ہم تمھاری جگہ انھیں مارتے ہیں......!!!

قارئین کرام! یہ سوال جب بھی ان کی جماعت کے علماء و مفتیان سے ہوا تو انھوں نے یا تو جواب نہیں دیا، یا پھر مفتی صاحب کی طرح "اونگیاں بونگیاں" مارنا شروع کر دیں۔ مال کے لالچ کے لیے کافروں کی صفوں میں گھسنے سے کافر ہونے یا نہ ہونے کا مسئلہ ہم نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ والے سوال میں واضح کر دیا ہے۔ اس کی طرف مراجعت فرما لیں۔ اسی طرح اس کے بعد آنے والا شبہ:3 دیکھیں۔

دشمن اسلامی خطے پر حملہ کر دے تو اسے نکالنا فرض ہے

شبہ:2 مفتی صاحب نے جہاد کی اقسام کے سوال کے جواب میں کہا کہ جب کسی بھی خطے پر دشمن حملہ کر دے تو ایمان کے بعد جو سب سے بڑا فریضہ ہوتا ہے، وہ دشمن کو وہاں سے نکالنا ہے۔ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ الکبریٰ کی 5 نمبر جلد کتاب الجہاد میں 611 یا 612 صفحہ پر یہ بحث لکھی ہے تو اس وقت پھر کوئی شرط ہی نہیں ہے، نہ والدین سے اجازت کی، نہ کسی حکمران سے پوچھنے کی۔ جب حملہ ہو جائے تو

ہر مسلمان پر حسب استطاعت حصہ لینا چاہیے اور اتنی دیر تک آرام سے نہیں بیٹھنا چاہیے۔جب تک دشمن کو اس خطے سے نکال نہیں دیتا۔

ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور

ازالہ: کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زُلفِ دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیّاد آ گیا

یہ تو ایسے ہی ہے کہ جب ہاتھی کھانا کھا رہا ہو تو کوئی اس کی تصویر کھینچ لے اور اس کے کھانے والے دانت لوگوں کو دکھا دے تاکہ لوگ اس کے دکھانے والے دانتوں سے دھوکا نہ کھا سکیں......یہی کام ہم نے کیا ہے۔مفتی صاحب یہ جواب کشمیر کے پس منظر میں دے رہے تھے جس کے نام پر ان کی جماعت فنڈ کھاتی ہے۔ہم نے وہ تصویر کھینچ لی ہے اور اس سے ان کے دوسرے دکھانے والے دانتوں کو غلط ثابت کریں گے۔ان شاء اللہ۔

ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا مظلوم قبائلی مجاہدین جن پر ہر روز امریکہ اور اس کے اتحادی ڈرون حملے اور بمباریاں کر رہے ہیں،امریکہ کے خلاف دفاعی جہاد نہیں کر رہے اور اپنے مہاجر مجاہد بھائیوں کی نصرت نہیں کر رہے ......؟جو مفتی صاحب کے مذکورہ بالا فتوے کے مطابق ایمان کے بعد پہلا فرض ہے۔اور اس کے لیے حکمران کی بھی شرط نہیں جس طرح نماز پڑھنے کے لیے حکمران کی شرط نہیں۔

اب مفتی صاحب سے سوال یہ ہے کہ مرکز القادسیہ یا مرکز طیبہ مرید کے میں لوگ جمعہ یا کوئی دوسری نماز پڑھنے لگیں اور حکومت کہے کہ جس نے نماز پڑھی تو فوج بمباری کر دے گی اور خالی دھمکی نہ دے بلکہ سچ مچ بمباری کر دے تو اس وقت آپ کیا فتویٰ دیں گے......؟ذرا انصاف سے بتائیں کہ کیا آپ کا فتویٰ یہ ہو گا چونکہ یہ امریکہ سے ڈالر کے لالچ میں قادسیہ میں نمازیوں پر بمباری کر رہے ہیں، اس لیے یہ مسلمان ہیں......!!! سچ فرمایا ہے مجاہد امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے:

هَلْ أَفْسَدَ الدِّينَ إِلَّا الْمُلُوكُ

وَأَحْبَارُ سُوءٍ وَّرُهْبَانُهَا

’’دین کو صرف بادشاہوں، علمائے سوء اور درباری ملّاؤں ہی نے برباد کیا ہے۔‘‘

دنیا کے لیے کافروں کی جاسوسی کرنے والا کافر نہیں

شبہ:3 مفتی صاحب سے سوال ہوا کہ اس کی کیا دلیل ہے کہ لالچ یا ڈر کی وجہ سے کفار کی صفوں میں داخل ہو تو اس کے خلاف جہاد نہ ہو گا؟ اس کی دلیل دیتے ہوئے کہا: اس کی بخاری میں حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ والی حدیث ہے۔ یہاں پر محدثین نے جو بحث لکھی ہے۔ امام قرطبی کی تفسیر الجامع لاحکام القران اور امام ابو بکر ابن العربی کی تفسیر احکام القران اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حاطب نے یہ عذر پیش کیا کہ میں نے کفر کو پسند کر کے یا دین سے مرتد ہو کر یہ کام نہیں کیا۔ پس رشتہ دار وغیرہ، دنیا کے لئے جاسوسی کرے تو ایسا شخص کافر نہیں ہوتا۔ پس قتال بھی نہیں ہو گا۔ کافر تب ہو گا جب وہ مرتد ہو کر یا کفر کو پسند کر کے اسلام کو چھوڑ کر نکلے تو کافر ہو گا۔

حاطب رضی اللہ عنہ والی روایت سے بات نہیں بنتی

ازالہ: حیرت ہے کہ مفتی صاحب نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ والی حدیث ان حکمرانوں کے خلاف جہاد میں مانع بنائی ہے، حالانکہ ایک مبتدی بھی جانتا ہے کہ یہ قیاس مع الفارق ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ بدمعاش حکمرانوں کا دفاع کرنے والے اور مجاہدین کو خارجی اور تکفیری کہنے والے مرجئۃ العصر اور شیوخ الارجاء دلیل کچھ دیتے ہیں اور ثابت کچھ اور کرتے ہیں......!

ہم مفتی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ اگر حاطب رضی اللہ عنہ بدری نہ ہوتے اور ان کا خط وہاں پہنچ جاتا، پھر مکہ والے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو کہتے کہ تم ان صحابہ کو کھلے عام قتل کرنا شروع کر دو۔ ان کو پکڑ کر ہمارے حوالے کرنا شروع کر دو اور وہ (نَعُوذُ بِاللهِ) ایسا ہی کرنے لگتے جیسا کہ موجودہ حکمران کر رہے ہیں تو پھر بتایئے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا حکم لگاتے؟ کیا جماعۃ الدعوۃ کا کوئی عالم اس پر فتوی دے گا تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے؟ بَيِّنُوا تُؤْجَرُوا.

حاطب رضی اللہ عنہ کی مراسلت اور آج کل کے جاسوس

حاطب رضی اللہ عنہ کے مسئلے کو اچھی طرح سمجھنے کے لیے درجِ ذیل چند باتیں انتہائی اہم ہیں:

✯ کیا سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کی مراسلت اور موجودہ حکمرانوں کی جاسوسی ایک جیسی ہے؟ ہم اس مسئلے کی وضاحت ایک مثال کے ساتھ کرتے ہیں۔ مثلاً اگر ایک آدمی مجاہدین کے درمیان صرف رہتا ہی اس لیے ہے کہ وہ ان کی جاسوسی کرے، ان کی نقل و حرکت اوران کے خفیہ راز اور خبریں کافروں تک پہنچائے۔ چنانچہ مجاہدین کے درمیان رہتے ہوئے جب اسے پتہ چلتا ہے مجاہدین اپنی جگہ تبدیل کرنے لگے ہیں یا مجاہدین ایک شہر سے دوسرے شہر یا ایک مرکز سے دوسرے مرکز میں منتقل ہو رہے ہیں۔ یا وہ فلاں وقت فلاں راستے سے گزرنے والے ہیں تو وہ جلدی سے ان کی خبر کافروں تک پہنچادیتا ہے۔ تاکہ وہ راستے میں گھات لگا کر بیٹھ جائیں اور مجاہدین میں سے جسے چاہیں قتل کر دیں اور جسے چاہیں قیدی بنالیں۔ بلا شک وشبہ مجاہدین کے خلاف کافروں سے تعاون و مدد اور ان کے لیے جاسوسی کی یہ واضح اور قطعی صورت ہے۔ یہی بالاتفاق کفر اور نواقض اسلام میں سے ہے۔

اس کے مقابلے میں ایک ایسا شخص جس نے اللہ کے دین کے لیے اپنے اہل و عیال کو چھوڑا ہو، دین کا سچا مددگار اور مخلص مجاہد ہو، پس جب اُسے پتہ چلتا ہے کہ مجاہدین کافروں کی کسی چوکی یا مرکز پر حملہ کرنے والے ہیں اور اس مرکز میں اس کا کوئی قریبی رشتہ دار یا باپ اور بھائی وغیرہ رہتا ہو تو وہ کافروں کو خط لکھ کر مطلع کر دے کہ اپنے اس مرکز سے نکل جاؤ۔ مجاہدین ایسے لشکر کے ساتھ تم پر حملہ کرنے والے ہیں جس کا تم مقابلہ نہیں کر سکو گے۔ قارئین! آپ خود انصاف سے بتائیں کہ درج بالا دونوں صورتوں میں کوئی فرق پایا جاتا ہے؟ یقیناً ان دونوں صورتوں میں بڑا واضح فرق ہے۔ دوسری صورت میں تعاون، مدد اور نصرت مبہم اور غیر واضح ہے اور اس کا کفر ہونا محتمل ہے۔

ہم مفتی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ کیا حاطب رضی اللہ عنہ کا فعل پہلی صورت سے تعلق رکھتا ہے یا دوسری صورت سے؟ اور موجودہ پیشہ ور جاسوسوں کی جاسوسی پہلی صورت سے تعلق رکھتی ہے یا دوسری صورت سے؟ بلاشبہ ہر انصاف پسند شخص یہی کہے گا کہ موجودہ حکمران اور پیشہ ور جاسوس جو جاسوسی کر رہے ہیں، وہ پہلی صورت سے تعلق رکھتی ہے جو کہ تعاون اور مدد کی واضح صورت بنتی ہے اور جس کے نتیجے میں مسلمانوں کا قتل اور قید ہونا مترتب ہوتا ہے۔ اور یہی صورت بالاتفاق کفر و ارتداد

اور نواقضِ اسلام میں سے ہے، بخلاف دوسری صورت کے جس کا کفر ہونا محتمل اور غیر واضح ہے۔ اور اس کے محتمل ہونے کی وجہ سے ہی نبی کریم ﷺ نے سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ سے ان کے اس فعل کا مقصد اور سبب دریافت کیا تھا۔ ورنہ صریح کفریہ عمل کے مرتکب سے اس کے مقصد کے متعلق نہیں پوچھا جاتا۔ فَتَنَبَّهْ لِذٰلِكَ![1]

اس مسئلے کو ایک دوسری مثال کے ساتھ یوں سمجھا جاسکتا ہے:

① جب کافر مسلمان مجاہدین کو مطلوب (wanted) ہوں، اس وقت جاسوسی کرنا۔

② جب مسلمان مجاہدین کافروں کو مطلوب ہوں، اس وقت جاسوسی کرنا۔

ان دونوں صورتوں کا موازنہ کرنے کے بعد ہر عقل مند کہے گا کہ دوسری صورت جس میں مجاہدین کافروں کو مطلوب ہوں، زیادہ خطرناک اور نقصان دہ ہے۔ بلاشبہ موجودہ حکمرانوں کی جاسوسی بھی اسی صورت سے مشابہت رکھتی ہے، جب کہ سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کا فعل پہلی صورت سے مشابہت رکھتا ہے، کیونکہ اس وقت مسلمان کافروں کو مطلوب نہ تھے، بلکہ مشرکین مکہ مسلمانوں کو مطلوب تھے۔ فَتَدَبَّرْ فَإِنَّهُ مُهِمٌّ.

[1] مثلاً بت کو سجدہ کرنے والے شخص کو اس کا یہ کہنا ہرگز فائدہ نہیں دیتا کہ میں نے کفر کے ارادے سے بت کو سجدہ نہیں کیا، اس لیے کہ بت کو سجدہ کرنا بذات خود کفر ہے، خواہ اس کو کفر کے لیے کرے یا کفر کے علاوہ کسی اور مقصد کے لیے کرے۔ اسی طرح شریعت کا مذاق اڑانے اور دین کے ساتھ استہزاء کرنے والے شخص کو اس کا یہ کہنا ہرگز فائدہ نہیں دیتا کہ اس نے کفر کے ارادے، یا کفر سے راضی ہو کر، یا مرتد ہو کر شریعت کا مذاق نہیں اڑایا، اس لیے کہ شریعت کا مذاق اڑانا بذات خود کفر ہے۔ اسی لیے بعض استہزاء کرنے والوں نے جب یہ عذر پیش کیا کہ وہ تو محض ہنسی اور دل لگی کر رہے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس عذر کو ناقابل اعتبار قرار دیا اور ان پر کفر کا حکم لاگو کرنے میں ان کے اس عذر کو مانع نہیں بنایا۔ پس ثابت ہو کہ سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کا یہ فعل کفر ہونے میں قطعی اور صریح نہ تھا، اسی لیے ان سے اس فعل کی تفصیل اور وضاحت طلب کی گئی اور ان کا مقصد پوچھا گیا، لیکن مسلمانوں کے مقابلے میں کافروں کی مدد و نصرت اور ان سے تعاون کرنا صریح کفر ہے، اس میں تفصیل طلب کرنے اور پوچھنے کی ضرورت ہے نہ سبب دریافت کرنے کی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: شیخ ابو یحییٰ اللیبی حفظہ اللہ کی مایہ ناز کتاب ''المعلم فی حکم الجاسوس المسلم، ص: 58.''

تفصیل کے لیے دیکھیے علامہ ابو عزیز عبد الالہ یوسف الجزائری کی مایہ ناز کتاب ''الافراك'' کا باب ''دحر المعتضد بقصة حاطب فی عدم تکفیر الجاسوس المخاطب''

حاطب رضی اللہ عنہ کا فعل کفر تھا یا نہیں؟

✲ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ کیا حاطب رضی اللہ عنہ کی مشرکین مکہ کو مراسلت اور لشکر کشی کی اطلاع کیا کفر ہے یا کہ کفر سے کم کبیرہ گناہ ہے۔ اگر ان کا یہ فعل کفر سے کم کبیرہ گناہ ہے، اور زیادہ راجح بھی یہی معلوم ہوتا ہے [1] کیونکہ اس میں مسلمانوں کے خلاف تعاون اور مدد کی کوئی واضح صورت موجود نہیں تھی جو کہ کفر ہے، اسی لیے کئی علماء کے نزدیک سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کا یہ فعل جاسوسی نہیں بنتا بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک راز کا افشا تھا جو کہ ان کے بدری ہونے کی وجہ سے معاف کر دیا گیا تو اس صورت میں یہ مسئلہ زیر بحث موضوع ہی سے باہر ہو جاتا ہے، کیونکہ ہمارا موضوع مسلمانوں کے مقابلے میں کفار سے تولّی اور نصرت ہے جو علماء کے اجماع کے مطابق کفر اور نواقضِ اسلام میں سے ہے۔

حاطب رضی اللہ عنہ پر کفر کا حکم کیوں نہیں لگا؟

اگر حاطب رضی اللہ عنہ کا یہ فعل تولّی یا موالاتِ کبریٰ اور نواقضِ اسلام کے زمرے میں آتا ہے، یعنی کفر ہے تو پھر اس سے بڑھ کر تعاون کی جو بھی صورت ہو گی وہ بالاولیٰ کفر ہو گی......... لیکن حاطب رضی اللہ عنہ اپنے اس فعل میں متاول تاویل کا سہارا لیے ہوئے تھے، اِس لیے ان پر کفر کا حکم نہیں لگا، کیونکہ معتبر تاویل

---

[1] یاد رہے کہ سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کے فعل کو کفر نہ کہنے سے یہ قطعاً لازم نہیں آتا کہ مسلمانوں کے مقابلے میں کافروں سے تعاون کفر نہیں ہے۔ نامور سلفی عالم شیخ علوی بن عبد القادر السقاف (المشرف العام علی موقع الدرر السنیة) حاطب رضی اللہ عنہ کے قصّے کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اِس بات کو اچھی طرح جان لینا چاہیے کہ اہلِ سنت کے کسی بھی عالم نے یہ نہیں کہا کہ حاطب رضی اللہ عنہ کافر ہو گئے تھے، یا ان سے صادر ہونے والا فعل موالات یا گناہ کے زمرے میں نہیں آتا، یا مسلمانوں کے مقابلے میں کافروں سے تعاون کرنا کفر نہیں ہے، لہٰذا جب تمام اِس بات پر متفق ہیں تو پھر کسی کو اختلاف اور شر کی کوئی نئی قسم ایجاد نہیں کرنی چاہیے.........'' (دیکھیے: مسئلہ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ۔ www.dorar.net)

بھی کفر کا حکم منطبق ہونے میں ایک مانع ہوا کرتی ہے۔ حافظ ابن حجر اور علامہ مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں:

(وَعُذْرُ حَاطِبٍ مَّاذَكَرَهُ فَإِنَّهُ صَنَعَ ذٰلِكَ مُتَأَوِّلًا أَنْ لَّاضَرَرَ فِيهِ)

"حاطب رضی اللہ عنہ اپنے اِس فعل میں متاول تھے، ان کا خیال تھا کہ اس مراسلت سے مسلمانوں کو کوئی ضرر و نقصان نہیں ہو گا، اِسی لیے ان کے عذر کو قبول کر لیا گیا۔"[1]

حاطب رضی اللہ عنہ کے خط کا متن

قارئین کرام! اب ہم آپ کے سامنے حاطب رضی اللہ عنہ کے خط کا متن نقل کرتے ہیں۔ اسے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباري: 7/521 باب غزوة الفتح میں ذکر کیا ہے:

(أَمَّا بَعْدُ: يَامَعْشَرَ قُرَيْشٍ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَكُمْ بِجَيْشٍ كَاللَّيْلِ، يَسِيرُ كَالسَّيْلِ، فَوَاللّٰهِ! لَوْجَاءَكُمْ وَحْدَهُ لَنَصَرَهُ اللّٰهُ وَأَنْجَزَلَهُ وَعْدَهُ، فَانْظُرُوا لِأَنْفُسِكُمْ وَالسَّلَامُ)

"اما بعد! اے قریش کے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ راتوں جیسا (ناقابلِ تسخیر) لشکر لے کر تمھاری طرف آرہے ہیں جو سیلاب کی طرح تم پر چھا جائے گا۔ اللہ کی قسم اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تن تنہا بھی تمھاری طرف نکل پڑیں تو اللہ ضرور ان کی مدد کرے گا اور اللہ (اپنے نبی کو فتح سے ہمکنار کر کے) اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا۔ لہٰذا تم اپنی خبر لے لو! والسلام۔"[2]

اگر کوئی انصاف پسند اور عقل مند اس خط کو پڑھے تو معلوم ہو گا کہ سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ اللہ کی مدد پر کتنا یقین رکھتے تھے۔ وہ کتنے راسخ الایمان تھے۔ اللہ تعالیٰ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل ایمان سے سچی محبت رکھنے والے تھے۔ اسلام اور اہل اسلام کو دھوکہ دینے والے تھے نہ ہی ان کی شکست کے ہی متمنی تھے، کجا یہ کہ وہ اس کے لیے دوڑ دھوپ کرتے۔ مشرکین کے دلوں میں رعب ڈالنے والے تھے، وہ اپنے جسم و جان اور دل سے اسلام اور اہلِ اسلام سے الگ ہوئے اور نہ کافروں کے لشکر ہی میں شامل

[1] فتح الباری: 8/634 و تحفة الأحوذي: 9/142، طبع دار الكتب العلميه.

[2] نیز دیکھیے: الروض الانف 4/151، نیل الاوطار: 2/1694 بتحقيق خليل مامون شيحا.

ہوئے تھے۔ اُن کا خط تو ایمان اور اللہ کی مدد پر یقین کے ساتھ چند سطروں پر مشتمل تھا، اس کے بارے میں ان کو یقین تھا کہ اس سے مسلمانوں کو ہرگز کوئی ضرر و نقصان نہیں پہنچے گا۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں چند عظیم آیات نازل فرمائیں کہ جن میں اتنی سخت وعید ہے کہ ان کو پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ یقیناً اپنے دل میں مشرکین سے نفرت اور عداوت رکھتے تھے، لیکن اس کے باوجود ان کے اس فعل کو مشرکین سے مودّت سے تعبیر کیا ہے.........! ارشاد فرمایا: ﴿تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ﴾ "تم تو محبت کی بنیاد ڈالنے کے لیے ان کی طرف پیغام بھیجتے ہو۔" اور فرمایا: ﴿ تُسِرُّونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ ﴾ "تم ان کے پاس محبت کا پیغام پوشیدہ بھیجتے ہو۔"[1]

ہم مفتی مبشر احمد ربانی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ کیا مسلمانوں کی جاسوسی کرنے والے موجودہ حکمرانوں اور جاسوسوں کو بھی سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کی طرح یہ یقین ہوتا ہے کہ ہماری اس جاسوسی سے مسلمانوں کو کوئی نقصان نہیں ہو گا.........؟ بلکہ یہ تو جاسوسی کرتے ہی اس لیے ہیں تاکہ یہ مسلمانوں کو نقصان پہنچا سکیں یا انھیں قتل یا قید کرا سکیں.........!

کیا سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کے اس فعل، جس میں مسلمانوں کا کوئی نقصان نہیں ہوا تھا، کو موجودہ حکمرانوں کی جاسوسی کے ساتھ ملایا جا سکتا ہے کہ جن کی جاسوسی کے نتیجے میں مسلمان قتل اور گرفتار ہوتے ہیں؟ بچوں، عورتوں، بوڑھوں، مدرسوں اور مسجدوں پر ڈرون حملے اور بمباریاں ہوتی ہیں جو کہ جاسوسی کے ساتھ ساتھ کئی مقامات پر کافروں کے ساتھ عملاً شریک بھی ہوتے ہیں اور مجاہدین اسلام کو پکڑ پکڑ کر کافروں کے حوالے بھی کرتے ہیں.........؟

حاطب رضی اللہ عنہ اور موجودہ حکمرانوں کی جاسوسی میں 14 فرق

الغرض موجودہ حکمرانوں کی جاسوسی اور سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کی جاسوسی میں بہت زیادہ فرق پائے جاتے ہیں، مثلاً:

---

[1] الممتحنۃ 60:1

1. سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ بدر اور حدیبیہ میں شریک ہوئے اور اہل بدر کو اللہ تعالیٰ کا معاف فرمادیا ہے جبکہ موجودہ حکمرانوں کو یہ شرف کبھی حاصل نہیں ہوسکتا........!
2. سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے خیر خواہ اور وفادار تھے جبکہ موجودہ حکمران مسلمانوں کے دشمن اور غدار ہیں........!
3. سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ سے یہ فعل صرف ایک مرتبہ سرزد ہوا تھا جبکہ موجودہ حکمران ڈھٹائی کے ساتھ یہ کام بار بار کرتے ہیں........!
4. سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ نے اس فعل کو اپنا پیشہ اور عادت نہیں بنایا تھا جبکہ موجودہ حکمرانوں نے ڈالروں کے بدلے مسلمانوں کی جاسوسی کو اپنا پیشہ اور کاروبار بنالیا ہے........!
5. سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ نے سچ بولا تھا جبکہ موجودہ حکمران جھوٹے اور کذاب ہیں........!
6. سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کی بذریعہ وحی تصدیق ہوگئی تھی جبکہ موجودہ حکمرانوں کی تصدیق نہیں ہوسکتی کیونکہ وحی کا سلسلہ ختم ہوگیا ہے........!
7. سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ اس فعل میں متاول تھے جبکہ موجودہ حکمران اعلانیہ، فخریہ اور قصداً مسلمانوں سے ان کے دین پر عمل کرنے کی وجہ سے برسرپیکار ہیں........!
8. سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ مشرکینِ مکہ کے فرنٹ لائن اتحادی نہیں تھے جبکہ موجودہ حکمران حربی کافروں کے فرنٹ لائن اتحادی ہیں........!
9. سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے خلاف جنگ میں عملاً شریک نہیں ہوئے تھے جبکہ موجودہ حکمران مسلمانوں کے خلاف جنگ میں عملاً شریک ہیں اور شاہ سے بڑھ کر شاہ کے وفادار بنے ہوئے ہیں........!
10. سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو پکڑ پکڑ کر مشرکین مکہ کے حوالے نہیں کیا تھا جبکہ موجودہ حکمران چند ناپاک ڈالروں کی عوض مسلمانوں کو پکڑ پکڑ کر کافروں کے حوالے کرتے ہیں........!
11. سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کی جاسوسی کے نتیجے میں ایک مسلمان بھی قتل یا قید نہیں ہوا تھا جبکہ موجودہ حکمران جاسوسی کرتے ہی مسلمانوں کو قتل یا قید کروانے کے لیے ہیں........!

12. سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کفار و مشرکین سے جہاد کرتے تھے جبکہ موجودہ حکمرانوں کی نظر میں جہاد جرم اور مجاہدین مجرم بن چکے ہیں.........!

13. سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کو اس بات کا پختہ یقین تھا کہ اس کے عمل سے اسلام اور مسلمانوں کو ہرگز نقصان نہیں پہنچے گا جبکہ موجودہ حکمرانوں کی جاسوسی کا مقصد ہی مسلمانوں کو نقصان پہنچانا ہوتا ہے.........!

14. سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ موحد تھے جبکہ موجودہ حکمران رافضی، قبرپرست اور مشرکانہ عقائد و نظریات رکھتے ہیں.........!

لہذا مفتی صاحب کا موجودہ حکمرانوں کی جاسوسی کو سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کی جاسوسی پر قیاس کرنا "قِيَاسٌ مَّعَ وُجُودِ فَوَارِقٍ كَثِيرَةٍ" یعنی انتہائی بھونڈا، فاسد اور باطل قیاس ہے۔ یہ قیاس وہی شخص کرے گا جو ایمانی بصیرت سے محروم ہو چکا ہو، جسے نہ تو اولیاء الرحمن کی پہچان ہو اور نہ اولیاء الشیطان کی۔ بقول شاعر:

وَاللهِ! مَا اسْتَوَيَا وَلَنْ يَّتَلَاقِيَا

حَتّٰى تَشِيبَ مَفَارِقُ الْغِرْبَانِ

" اللہ کی قسم! دونوں نہ تو ایک دوسرے کے برابر ہو سکتے ہیں اور نہ کبھی ایک دوسرے سے مل سکتے ہیں، یہاں تک کہ کووں کے بالوں کی مانگیں سفید ہو جائیں۔"[1]

حاطب رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی جاسوسی کو کفر سمجھتے تھے

حاطب رضی اللہ عنہ خود بھی مسلمانوں کی جاسوسی کرنے کو کفر و ارتداد سمجھتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے استفسار پر انھوں نے اپنے متعلق فرمایا:

(لَمْ أَفْعَلْهُ كُفْرًا وَّلَا ارْتِدَادًا عَنْ دِينِي ، وَلَا رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ)

[1] متن القصيدة النونية لابن القيم، ص:80.

”میں نے یہ کام کفر اور اپنے دین سے مرتد ہو کر نہیں کیا اور نہ اسلام کے بعد کفر سے راضی ہو کر کیا ہے۔“[1]

ایک روایت میں ہے:

(لَاتَعْجَلْ وَاللّٰہِ!مَاكَفَرْتُ وَلَا ازْدَدْتُ لِلْإِسْلَامِ اِلَّا حُبًّا)

”میرے بارے میں جلدی مت کیجئے! اللہ کی قسم میں نے کفر نہیں کیا، بلکہ اسلام کے لیے میری محبت اور زیادہ ہو گئی ہے۔“[2]

ایک اور روایت میں ہے:

(أَمَا اِنِّي لَمْ أَفْعَلْهُ غِشًّا لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَلَا نِفَاقًا، قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ اللّٰهَ مُظْهِرٌ رَّسُولَهٗ)

”میں نے یہ کام رسول اللہ ﷺ کو دھوکہ دیتے ہوئے نہیں کیا اور نہ نفاق ہی کی وجہ سے کیا ہے، مجھے علم ہے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو غالب کرے گا۔“[3]

ایک اور روایت میں ہے:(وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ! مَا كَتَبْتُهُ ارْتِدَادًا عَنْ دِينِي)

”اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! میں نے اپنے دین سے مرتد ہو کر یہ (خط) نہیں لکھا۔“[4]

بنابریں اگر یہ فعل کفر و ارتداد نہ ہوتا اور زنا، چوری، شراب نوشی اور قذف وغیرہ جیسے عام کبیرہ گناہوں جیسا ہوتا تو ان کا یہ کہنا کوئی معقول معنی نہ رکھتا۔ مثلاً کوئی شخص مذکورہ کبیرہ گناہ کرنے کے بعد یہ نہیں کہتا کہ میں نے یہ گناہ کفر و ارتداد کی وجہ سے نہیں کیے، کیونکہ ہر مسلمان جانتا ہے کہ ان گناہوں کا مرتکب کافر نہیں ہوتا جیسا کہ اہل سنت کا مذہب ہے۔ جس چیز کا عقل و فہم میں کوئی تصور ہی نہ ہو اور وہ فی الواقع موجود بھی نہ ہو تو اس کی نفی کرنے کی ضرورت ہے نہ اس کا کوئی فائدہ ہے۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور باقی صحابہ کرام کے نزدیک بھی یہ فعل کفر و ارتداد ہی

---

[1] صحيح البخاری رقم: 4890، و صحيح مسلم: 6351.

[2] صحيح البخاری: رقم 3081.

[3] مسند ابي يعلى الموصلی رقم: 2261.

[4] مسند ابي يعلى الموصلی رقم: 394.

تھا۔ اسی لیے عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "مجھے اجازت دیجیے، میں اس منافق کی گردن اڑادوں۔" یہ الگ بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب رضی اللہ عنہ کے دلی طور پر مومن ہونے اور بدری صحابی ہونے کی وجہ سے من جانب اللہ مغفرت کی گواہی دے دی تھی۔

حاطب رضی اللہ عنہ کی نیک نیتی اور سچائی کی گواہی زبانِ نبوت سے

اس کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب رضی اللہ عنہ کے نیک نیت اور سچا ہونے کی شہادت بھی خود ہی دی تھی۔ آپ نے اُن کا جواب سن کر فرمایا: "حاطب رضی اللہ عنہ نے تم سے جو کہا ہے، سچ کہا ہے۔" آپ نے یہ بات اپنی طرف سے نہیں کہی تھی بلکہ وحی کی روشنی میں فرمائی تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى ○ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى ○﴾

"اور نہ وہ اپنی خواہش ہی سے بولتا ہے۔ وہ تو صرف وحی ہے جو اس پر نازل کی جاتی ہے"۔[1]

اب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ دل کے حالات جان سکے کیونکہ وحی کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے، اس لیے عمر رضی اللہ عنہ نے تو ظاہری عمل کی وجہ سے حاطب رضی اللہ عنہ پر کفر اور قتل کا حکم لگایا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذریعہ وحی دل کی حالت جان کر اُن کے عذر کو قبول فرمایا۔ بنابریں اب حاطب رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور سے یہ حکم موقوف نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم ظاہر کے مکلف ہیں اور دل کے حالات نہیں جان سکتے، نیز وحی کا سلسلہ بھی ختم ہو گیا ہے۔ لہٰذا اب ہمیں موجودہ جاسوسوں کے باطنی طور پر سچا ہونے کا علم نہیں ہو سکتا اور نہ یہی معلوم ہو سکتا ہے کہ انھوں نے مسلمانوں کی جاسوسی کفر اور ارتداد کی وجہ سے نہیں کی۔ اب جس نے بھی یہ کام کیا، اس پر وہی ظاہری حکم لگے گا جو عمر رضی اللہ عنہ نے لگایا تھا، یعنی کفر اور قتل۔

مسلمانوں کی جاسوسی امام ذہبی کی نظر میں

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(اَلْكَبِيرَةُ التَّاسِعَةُ وَالسِّتُّونَ: مَنْ جَسَّ عَلَى الْمُسْلِمِينَ وَدَلَّ عَلٰى عَوْرَتِهِمْ)

---

[1] النجم 53:4,3.

''انہتر واں کبیرہ گناہ مسلمانوں کی جاسوسی کرنا اور ان کے خفیہ راز کافروں تک پہنچانا ہے۔''

اس میں حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ والی حدیث ہے اور عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو ان کے فعل کی وجہ سے قتل کرنے کا ارادہ کیا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بدری ہونے کی وجہ سے عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے قتل سے منع فرمادیا۔ پس اگر اس کی جاسوسی سے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچے، اس پر مسلمانوں کا قتل ہونا، قید ہونا یا لوٹا جانا مترتب ہو، یا اس جیسا کوئی اور نقصان ہو تو ایسا شخص زمین میں فساد اور حرث و نسل کی بربادی کے لیے کوشاں ہے۔ اس کا قتل متعین ہے اور وہ سخت عذاب کا مستحق ہے۔''[1]

قارئین کرام! امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر غور فرمائیں کہ آپ جاسوسی سے مترتب ہونے والے مفاسد اور نقصانات کو حرف عطف ''أو'' کے ساتھ بیان فرمارہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ مفاسد اور نقصانات میں سے کسی ایک کا بھی پایا جانا جاسوس کے قتل کے لیے کافی ہے۔ پھر جب تمام مفاسد اور نقصانات اکٹھے ہو جائیں تو بالاولیٰ یہ حکم لگے گا۔ عصرِ حاضر کے جاسوسوں میں یہ تمام مفاسد اور نقصانات اکٹھے ہو چکے ہیں۔ ہر شخص اس بات سے اچھی طرح آگاہ ہے کہ ان کی جاسوسی کی وجہ سے اسلام اور مسلمانوں کو کتنا نقصان پہنچ چکا ہے۔ ان کی جاسوسی کی وجہ سے کتنے معصوم مسلمان اور کتنے مجاہدینِ اسلام شہید ہو چکے ہیں اور کتنی ہی پاکباز ہستیاں کفار کی جیلوں میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہی ہیں۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اگر صلیبی فوجوں کو کلمہ گو جاسوسوں کا تعاون حاصل نہ ہوتا تو وہ کبھی یہ کام نہیں کرسکتے تھے.........!

✲ اگر مفتی صاحب کی بات کو تسلیم کر لیا جائے کہ دنیا کے لالچ سے کفار کی صفوں میں شامل ہونا کفر ہے نہ موجب قتل ہی تو پھر امریکہ اور انڈیا کے کلمہ گو فوجی جو تنخواہ اور دنیا کے لالچ کے لیے نوکری کرتے ہیں اور مسلمانوں کو قتل کرتے ہیں، ان کا کیا حکم ہے؟! (24 مئی 2010ء نوائے وقت میں یہ خبر چھپی ہے کہ امریکی فوج میں 4200 ''مسلمان'' فوجی موجود ہیں)۔ اسی طرح حامد کرزئی اور عمر عبد اللہ کا کیا حکم ہے اور اُن کی کلمہ گو فوج کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟!

[1] كتاب الكبائر: ص398، طبع مكتبه المعارف الرياض.

اگر آپ کہیں کہ وہ کافر ہیں تو پھر پاکستانی فوج اور حکومت کس طرح مسلمان ہے جو حربی کافروں کی فرنٹ لائن اتحادی بنی ہوئی ہے؟!

﴿أَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ أُولَٰئِكُمْ أَمْ لَكُم بَرَاءَةٌ فِي الزُّبُرِ﴾

”کیا تمہارے کافران کافروں سے کچھ بہتر ہیں؟ یا تمہارے لیے اگلی کتابوں میں کوئی چھٹکارا لکھا ہوا ہے؟“[1]

دنیا اور مال کے لالچ والی دلیل کا قرآن وحدیث سے تصادم

محترم قارئین! مفتی صاحب کی دنیا اور مال کے لالچ والی دلیل بالکل بودی اور بے بنیاد ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے کہ اکثر وبیشتر لوگ ایمان قبول کرنے کے بعد کفر و ارتداد کی راہ اس لیے اختیار کرتے ہیں کہ انھیں دنیا کا لالچ ہوتا ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے بھی فرمایا:

«بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا، أَوْ يُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا، يَبِيعُ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا»

”ان فتنوں کے ظاہر ہونے سے پہلے جلدی جلدی نیک اعمال کر لو جو اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح چھا جائیں گے، صبح کو آدمی مومن ہوگا اور شام کو کافر یا شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر ہوگا، وہ اپنے دین کو دنیا کے معمولی سامان کے بدلے بیچ ڈالے گا۔“[2]

قارئین کرام! سوچنے کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول ﷺ جس چیز کو کفر کی وجہ بتا رہے ہیں، مفتی صاحب اس کو کفر کا مانع بتا رہے ہیں...... فَيَا لَلْعَجَبِ! ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَوَيْلٌ لِّلْكَافِرِينَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيدٍ○ الَّذِينَ يَسْتَحِبُّونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ○﴾[3]

---

[1] القمر54: 43.

[2] صحیح مسلم، حدیث:118.

[3] ابراهیم 14:3,2.

"کافروں کے لیے سخت عذاب کے باعث بڑی ہلاکت ہے جو دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی تلاش کرتے ہیں یہی لوگ دور کی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔"

﴿فَأَمَّا مَن طَغَىٰ ○ وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ○ فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ○﴾

"لیکن جو حد سے بڑھ گیا اوراس نے دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تو بے شک جہنم ہی (اسکا) ٹھکانہ ہے"[1]

علامہ حمد بن عتیق نجدی رحمہ اللہ مجموعۃ التوحید میں فرماتے ہیں:

(أَنْ يُوَافِقَهُمْ فِي الظَّاهِرِ مَعَ مُخَالَفَتِهِ لَهُمْ فِي الْبَاطِنِ وَهُوَ لَيْسَ فِي سُلْطَانِهِمْ وَإِنَّمَا حَمَلَهُ عَلَى ذَٰلِكَ إِمَّا طَمَعٌ فِي رِيَاسَةٍ أَوْ مَالٍ أَوْ مشحَّةٍ بِوَطَنٍ أَوْ عِيَالٍ، أَوْ خَوْفٍ مِمَّا يَحْدُثُ فِي الْمَالِ فَإِنَّهُ فِي هٰذِهِ الْحَالِ يَكُونُ مُرْتَدًّا وَّلَا تَنْفَعُهُ كَرَاهَتُهُ لَهُمْ فِي الْبَاطِنِ، وَهُوَ مِمَّنْ قَالَ اللّٰهُ فِيهِمْ: ﴿ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ لا وَأَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِينَ ○﴾ فَأَخْبَرَ أَنَّهُ لَمْ يَحْمِلْهُمْ عَلَى الْكُفْرِ الْجَهْلُ أَوْ بُغْضُهُ، وَلَا مَحَبَّةُ الْبَاطِلِ، وَإِنَّمَا هُوَ أَنَّ لَهُمْ حَظًّا مِّنْ حُظُوظِ الدُّنْيَا فَآثَرُوهُ عَلَى الدِّينِ. هٰذَا مَعْنٰى كَلَامِ شَيْخِ الْإِسْلَامِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالْوَهَابِ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَعَفَاعَنْهُ)

" مشرکین کے ساتھ تعاون کی تین صورتیں ہوسکتی ہیں۔ ان میں سے ایک صورت یہ ہے کہ وہ مشرکین کے ملک کا شہری تو نہیں ہے لیکن کسی حکومتی عہدے کے لالچ یا مال و دولت کا لالچ، یا اپنے وطن کی محبت یا اپنے اہل وعیال کو تحفظ دینے کے لئے، یا پیش آمدہ خطرات کے ڈر سے بظاہر مشرکین سے تعاون کرتا ہے۔ اگرچہ دل میں ان کے دین کو برا سمجھتا ہو، تو ایسے شخص کا حکم یہ ہے کہ وہ مرتد ہے اور دل میں مشرکین کے خلاف نفرت رکھنے کا اسے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ وہ اس آیت کے مصداق کافروں میں شمار ہوگا:" یہ اس لیے کہ بے شک

[1] النازعات 79:39-37.

انھوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کے مقابلے میں محبوب رکھا اور اس لیے کہ بے شک اللہ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔"[1]

پس اللہ نے بتادیا کہ ان کو کفر پر جہالت، باطل سے محبت اور دین سے بغض نے نہیں ابھارا بلکہ ان کے کفر کا سبب دنیا کے مزوں میں گرفتار ہونا تھا، لہٰذا انھوں نے دنیا کو دین پر ترجیح دے دی۔ یہ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا معنی و مفہوم ہے۔"[2]

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "کشف الشبہات" میں لکھتے ہیں:

(فَصَرَّحَ أَنَّ هٰذَا الْكُفْرَ وَالْعَذَابَ لَمْ يَكُنْ بِسَبَبِ الْإِعْتِقَادِ وَالْجَهْلِ، وَالْبُغْضِ لِلدِّينِ، أَوْ مَحَبَّةِ الْكُفْرِ، إِنَّمَا سَبَبُهُ أَنَّ لَهُ فِي ذٰلِكَ حَظًّا مِّنْ حُظُوظِ الدُّنْيَا، فَآثَرَهُ عَلَى الدِّينِ)

"اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صراحت فرما دی ہے کہ ان کا کفر اور ان پر عذاب اعتقاد کی خرابی، جہالت اور دین سے بغض وعداوت، یا کفر سے محبت کی بنا پر نہیں تھا بلکہ اس کا سب سے بڑا سبب دنیا کی لذتوں میں گرفتار ہونا تھا۔ جس کی وجہ سے انھوں نے دنیا کو دین پر ترجیح دی۔"

علاوہ ازیں مسلمانوں کے مقابلے میں کافروں کی مدد و نصرت اور ان سے تعاون کرنا علماء کے اتفاق اور اجماع کے مطابق کفر و ارتداد اور نواقض اسلام میں سے ہے۔ جیسا کہ امام ابنِ حزم، امام محمد بن عبدالوہاب، شیخ عبداللطیف آل الشیخ، شیخ عبداللہ بن حمید، شیخ ابن باز، شیخ سلیمان العلوان، شیخ ناصر الفہد، شیخ خالد بن علی الغامدی اور شیخ امین اللہ پشاوری وغیرہ نے کہا ہے۔ جب کہ دیگر بے شمار علماء نے اس عمل کو اجماع کے بغیر کفر و ارتداد کہا ہے، یا اسے نواقض اسلام میں شمار کیا ہے۔ اب مفتی صاحب یہ

---

[1] النحل 16:107.

[2] مجموعة التوحيد 1/365.

بتائیں کہ کیا سلف وخلف کے کسی عالم اور امام نے یہ بات لکھی ہے کہ دنیا کے لالچ کے لئے کفر کرنے والا اور نواقض اسلام کا مرتکب ہونے والا کافر نہیں ہوتا.........؟

ہمارا چیلنج ہے کہ مفتی صاحب کبھی یہ بات امام قرطبی سے ثابت کر سکتے ہیں نہ امام ابن العربی سے۔ انھوں نے یہ نہیں لکھا کہ دنیا کے لالچ کے لیے کفر کرنے والا کافر نہیں ہوتا، وہ تو سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کے فعل پر بات کر رہے ہیں کہ جس کے کفر ہونے میں علماء کا اختلاف ہے، بخلاف تولّی اور نصرت کے جس کے کفر ہونے میں کوئی اختلاف نہیں، پھر بھی امام ابن العربی کی یہ بات جسے امام قرطبی نے بھی ہو بہو نقل کیا ہے، شریعت کے واضح دلائل اور جمہور علمائے امت کی تصریحات کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ

(لِكُلِّ جَوَادٍ كَبْوَةٌ، وَلِكُلِّ صَارِمٍ نَّبْوَةٌ، وَلِكُلِّ عَالِمٍ هَفْوَةٌ)

''ہر عمدہ گھوڑے کو ٹھوکر لگتی ہے۔ ہر شمشیر زن کا نشانہ چوک جاتا ہے اور ہر عالم کو غلطی لگ جاتی ہے۔''

افسوس! مفتی مبشر احمد ربانی صاحب نے شریعت کے ان واضح دلائل اور جمہور علمائے امت کی تصریحات کو چھوڑ کر اپنی ارجائی فکر کی تائید کیلئے علماء کے مرجوح اقوال، ان کی ہفوات وکبوات اور ان کی زلّات اور خطاؤں کا سہارا لینا شروع کر دیا ہے.........!

مولانا عبد الرحمٰن کیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت

مشہور اہلِ حدیث عالم مولانا عبد الرحمن کیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کے قصے کے متعلق لکھتے ہیں:

''اِس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی سچا مسلمان غلطی سے یا نتائج سے اپنی نافہمی کی بنا پر کوئی جنگی راز فاش کر دے تو وہ کافر نہیں ہو جاتا۔ مسلمان ہی رہتا ہے۔ البتہ اس کا یہ جرم قابلِ مواخذہ ضرور ہے۔ لیکن اگر کوئی مسلمان دانستہ طور پر اور جان بوجھ کر ایسا کام کر

جائے تو وہ منافق بھی ہے، کافر بھی ہو جاتا ہے اور قابلِ گردن زدنی بھی، اس کا یہ جرم معاف نہیں کیا جاسکتا۔" [1]

قارئین! غور فرمائیں مولانا عبد الرحمن کیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مذکورہ عبارت میں دو صورتیں ذکر کی ہیں۔ پہلی صورت میں کوئی سچا مسلمان غلطی سے یا نتائج سے اپنی نافہمی کی بنا پر کوئی جنگی راز فاش کرتا ہے تو اِس سے وہ کافر نہیں ہو جاتا، البتہ اُنہوں نے اِس جرم کو قابلِ مواخذہ قرار دیا ہے۔ مگر دوسری صورت یہ بیان کی ہے کہ اگر کوئی مسلمان دانستہ طور پر اور جان بوجھ کر ایسا کام، یعنی جنگی راز وغیرہ فاش کرے گا تو اِس سے نا صرف وہ کافر و منافق ہو گا بلکہ قابلِ گردن زدنی بھی ہو جاتا ہے۔

قارئین کرام! آپ خود ہی انصاف سے بتائیں کہ مولانا کیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ دونوں صورتوں میں سے موجودہ حکمران کس صورت سے تعلق رکھتے ہیں......... پہلی صورت سے یا دوسری صورت سے؟ ہر انصاف پسند قاری یہ کہے گا کہ موجودہ حکمران پہلی صورت کی بجائے دوسری صورت سے تعلق رکھتے ہیں کیونکہ وہ دانستہ طور پر اور جان بوجھ کر یہ کام کر رہے ہیں۔

غور و فکر کا مقام ہے کہ مولانا کیلانی کے نزدیک جب دانستہ طور پر جنگی راز فاش کرنے والا شخص منافق، کافر اور قابلِ گردن زدنی ہے تو ایسے لوگوں کے بارے میں کیا خیال ہے جو حربی کافروں کا کھلم کھلا ساتھ دے رہے ہیں اور مسلمانوں کے خلاف کافروں کے فرنٹ لائن اتحادی بنے ہوئے ہیں.........؟؟؟ یقیناً ایسے لوگوں کا حکم اور زیادہ شدید اور سخت ہو گا اور وہ بالاولیٰ کافر و منافق اور قابل گردن زدنی ہوں گے.........!

یاد رہے کہ مولانا کیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر "تیسیر القرآن" کے شروع میں جماعۃ الدعوۃ کے مرکزی رہنماؤں حافظ عبد السلام بھٹوی، امیر حمزہ اور مفتی مبشر احمد ربانی (ھداھمُ اللہُ) کے تعریفی کلمات اور تقریظ بھی موجود ہیں.........!

شیخ امین اللہ کا جاسوس کے بارے میں فتویٰ

[1] تیسیر القرآن: 4/424.

شیخ امین اللہ پشاوری حفظہ اللہ سے جاسوس کو قتل کرنے کے بارے میں سوال ہوا کہ اس کا کیا حکم ہے تو شیخ صاحب نے اپنے "فتاویٰ الدین الخالص" میں یوں جواب دیا:

(اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ: اَلأَصْلُ فِي الْجَاسُوسِ الَّذِي يَتَجَسَّسُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ لِصَالِحِ الْكُفَّارِ: اَلْقَتْلُ وَالْكُفْرُ، سَوَاءٌ كَانَ الْجَاسُوسُ كَافِرًا أَصْلِيًّا أَوْ مُسْتَأْمِنًا أَوْ مُسْلِمًا، وَالأَدِلَّةُ عَلٰى قَتْلِهٖ وَكُفْرِهٖ كَثِيرَةٌ، فَمِنْهَا أَنَّ ذٰلِكَ إِعَانَةُ الْكَافِرِينَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ وَذٰلِكَ كُفْرٌ بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ كَمَا تَقَدَّمَ)

"سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہیں: جاسوس جو کافروں کے مفاد کے لیے مسلمانوں کی جاسوسی کرتا ہے، اس کے بارے میں اصل حکم کفر اور قتل کا ہے۔ خواہ وہ جاسوس اصلی کافر ہو یا مستأمن ہو یا مسلمان ہو۔ اس کے کفر اور قتل پر بہت زیادہ دلائل ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ عمل مسلمانوں کے خلاف کافروں کی اعانت کے زمرے میں آتا ہے جو مسلمانوں کے اجماع کے مطابق کفر ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔"

آخر میں شیخ امین اللہ تحریر کرتے ہیں:

(أَقُولُ: إِنْ كَانَ جَاسُوسٌ يَدَّعِي الْإِسْلَامَ وَ يَأْخُذُ الْأُجْرَةَ مِنَ الْكُفَّارِ عَلَى التَّجَسُّسِ فَلَيْسَ فِي حَقِّهٖ إِلَّا الْقَتْلُ، لِأَنَّهٗ مُرْتَدٌّ عَنِ الْإِسْلَامِ وَتَقَدَّمَ)

"میں (امین اللہ) کہتا ہوں اگر جاسوس اسلام کا دعوے دار ہے اور مسلمانوں کی جاسوسی پر کافروں سے اجرت وصول کرتا ہے تو اس کی سزا صرف قتل ہے کیونکہ وہ دین اسلام سے مرتد ہو چکا ہے اور یہ بات گزر چکی ہے۔"[1]

شیخ امین اللہ پشاوری اپنے فتاوی الدین الخالص میں سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں: سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کا یہ قصہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مسلمانوں کے مقابلے میں کافروں

[1] فتاویٰ الدین الخالص: 9/214.213.

سے تعاون اور ان کی مدد کرنے میں اصل یہی ہے کہ یہ ارتداد اور دین اسلام سے خارج ہونا ہے۔ اس کی مندرجہ ذیل تین وجوہات ہیں:

① سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول: (دَعْنِي أَضْرِبُ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ) "مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس منافق کی گردن تن سے جدا کر دوں۔" ایک روایت کے الفاظ ہیں: (فَقَدْ كَفَرَ) کیونکہ اس نے کفر کیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا یہ بدر میں شریک نہیں ہوئے؟" تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیوں نہیں! مگر انھوں نے عہد توڑ دیا ہے اور آپ کے خلاف آپ کے دشمن کی مدد کی ہے۔ اس میں دلیل ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک ثابت شدہ بات یہی تھی کہ مسلمانوں کے خلاف کافروں کی مدد کرنا کفر اور ارتداد ہے۔

② دوسری وجہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے فہم کو برقرار رکھا۔ آپ نے صرف حاطب رضی اللہ عنہ کا عذر ذکر فرمادیا۔

③ تیسری وجہ: حاطب رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا: (مَافَعَلْتُ ذٰلِكَ كُفْرًا وَّلَا ارْتِدَادًا عَنْ دِينِي وَلَا رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ) سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کا یہ قول اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی یہ بات طے شدہ تھی کہ مسلمانوں کے مقابلے میں کافروں کی مدد کرنا کفر وارتداد اور کفر سے رضامندی ہے۔[1]

سعودیہ کے مفتی اعظم کا فتویٰ

ہم اس مبحث کا اختتام شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ کے اس قول سے کرتے ہیں جو انھوں نے سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کے قصے کے بارے میں جواب دیتے ہوئے فرمایا:

(لَا شَكَّ أَنَّ التَّجَسُّسَ تَوَلٍّ لِّلْمُشْرِكِينَ رِدَّةٌ يُّوجِبُ الْقَتْلَ)

---

[1] فتاوی الدین الخالص: 9/221.

"بلاشک وشبہ جاسوسی کا فعل مشرکین سے تولّی، ارتداد اور موجب قتل ہے۔"[1]

سیدنا حاطب کے قصے پر تفصیلی بحث کے لیے درج ذیل کتابیں دیکھیں:

1) البيان الثاقب فی شرح حديث حاطب، للشيخ خالد بن علی الغامدی حَفِظَهُ اللّٰهُ.

2) الافراك فی حوض الدلائل کاباب: "دحر المعتضد بقصة حاطب فی عدم تكفير الجاسوس المخاطب" للشيخ أبي عزير الجزائری حَفِظَهُ اللّٰهُ.

3) مسئلة حاطب بن أبي بلتعة، للشيخ علوی السقاف حَفِظَهُ اللّٰهُ.

4) المعلم فی حكم الجاسوس، للشيخ المجاهد أبي يحيیٰ الليبی حَفِظَهُ اللّٰهُ.

5) الشهاب الثاقب فی الرد علیٰ من افتری علی الصحابي حاطب، للشيخ المجاهد أبي محمد المقدسی. فك الله أسره.

کافر نہیں تو قتال بھی نہیں

اشکال:4 مفتی صاحب نے فرمایا: جب وہ کافر نہیں تو اس کے خلاف قتال بھی نہیں ہو گا۔

قتال صرف کافر سے تو نہیں ہوتا

ازالہ: گویا مفتی صاحب کے نزدیک کسی سے قتال صرف اسی وقت ہو سکتا ہے جب وہ کافر ثابت ہو، بصورت دیگر نہیں۔ مفتی صاحب کی یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ قرآن مجید میں مسلمان باغی گروہ سے بھی قتال کا حکم ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسے مومن بھی کہا ہے۔[2]

اسی طرح قرآن مجید کی آیت الحرابۃ میں "فسادی گروہ" کی سزا قتل وغیرہ بیان کی گئی ہے۔ وہ بھی مفسرین کے مطابق کافروں اور مسلمانوں دونوں کو شامل ہے۔[1]

---

[1] شرح زادالمعاد شريط رقم (7) الدقيقة (00:13:44)، بحوالہ ملتقی أهل الحديث، المنتدى الشرعي العام، ماحكم الجاسوس؟

http://www.alathar.net/esound/index.php?page=liit&co=8320

vBulletin® v3.8.2, Copyright ©2000-2010, TranZ by Almuhajir

[2] دیکھیے: الحجرات: 49.

مفسر قرآن علامہ امین شنقیطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(فَيَتَعَيَّنُ أَنَّهَا فِي الْمُحَارِبِينَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ)

"یہ بات متعین ہے کہ یہ آیت محارب مسلمانوں کے متعلق نازل ہوئی ہے۔"[2]

اسی طرح شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے "طائفة ممتنعة" (ہر وہ گروہ جو اسلام کے ظاہری اور متواتر احکام و قوانین میں سے کسی بھی حکم کو قائم کرنے سے اجتناب برتے) سے قتال کے واجب ہونے پر اجماع نقل کیا ہے۔ طائفہ ممتنعۃ کے لیے بھی یہ ضروری نہیں کہ وہ کافر ہی ہو۔ لیکن اس سے قتال فرض کیا گیا ہے۔[3]

اسی طرح "عدوّ صائل" (حملہ آور دشمن) سے بھی قتال فرض ہے۔ اس کے لیے بھی ضروری نہیں کہ وہ ہر صورت کافر ہی ہو۔ عدوّ صائل مسلمان بھی ہو سکتا ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(وَإِذَا كَانَتِ السُّنَّةُ وَالْاِجْمَاعُ مُتَّفِقَيْنِ عَلَى أَنَّ الصَّائِلَ الْمُسْلِمَ إِذَا لَمْ يَنْدَفِعْ صَوْلُهُ إِلَّا بِالْقَتْلِ قُتِلَ.........)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور اجماعِ امت، دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ اگر مسلم حملہ آور (صائل) کو قتل کیے بغیر اس کے شر سے نجات پانے کی کوئی صورت نہ ہو تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔"[4]

نیز مفتی صاحب کی اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر حکمران کافر ثابت ہو جائیں تو اُن کے خلاف قتال ہو سکتا ہے لیکن سوال نمبر 6 میں اپنی ہی بات کے خلاف کہتے ہیں کہ حکمران میں جتنے بڑے

---

[1] دیکھیے: تفسیر ابن کثیر، المائدة 5:33.

[2] أضواء البیان: 1/401. نیز دیکھیے: تفسیر القرطبي: 7/434 بتحقیق عبدالمحسن الترکي، فتح البیان للقنوجي: 2/201 والمحلّٰی لابن حزم: 300-11/305.

[3] مجموع الفتاوٰی: 28/540.

[4] مجموع الفتاوٰی: 28/40.

کفر آجائیں، پھر بھی ان خلاف خروج نہیں کرتے.........! کیا مفتی صاحب اپنے اس کھلے تضاد کی وجہ بیان کر سکتے ہیں ؟!

کفر کو پسند کرے یا خود مرتد ہو تو کافر ہو گا

شبہ:5 مفتی صاحب فرماتے ہیں: کافر تب ہو گا جب وہ مرتد ہو کر یا کفر کو پسند کر کے اسلام کو چھوڑ کر نکلے تو کافر ہو گا۔

کفر کے لیے اعتقاد اور رضامندی کی کوئی شرط نہیں

ازالہ: مفتی صاحب کی درج بالا بات جہمیہ اور مرجئہ کے خبیث ترین اقوال میں سے ہے۔ ان کے نزدیک کوئی عمل بذاتِ خود کفر نہیں ہے۔ وہ کفر کو اعتقاد اور کفر سے رضامندی کے ساتھ مشروط کرتے ہیں جبکہ اہل سنت کے نزدیک جس طرح کفر عقیدے کی بنا پر ہوتا ہے، اسی طرح قول اور عمل سے بھی ہوتا ہے، یعنی جس طرح ایمان اعتقاد، قول اور عمل کے مجموعے کا نام ہے، اسی طرح کفر اعتقاد سے بھی ہوتا ہے اور قول اور عمل سے بھی ہوتا ہے، خواہ اس نے وہ کفریہ فعل کافر ہونے کے ارادے سے نہ بھی کیا ہو۔

اِس موضوع کی تفصیل کے لیے دیکھیے: شیخ علوی بن عبد القادر السقاف حفظہ اللہ کی کتاب "التوسط والاقتصاد في أن الكفر يكون بالقول أو الفعل أو الاعتقاد" اور شیخ عبد العزیز عبد اللطیف رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "نواقض الايمان القولية والعملية."

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بعض لوگوں ان کے کفریہ قول کی بنا پر کافر قرار دیا ہے، حالانکہ انھوں نے اپنے فعل کو کفر نہیں سمجھا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ○ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۚ﴾

”اور اگر آپ ان سے پوچھیں تو وہ ضرور کہیں گے: ہم تو صرف ہنسی مذاق اور دل لگی کر رہے تھے۔ کہہ دیجیے! کیا تم اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول کے ساتھ استہزا کر رہے تھے۔ بہانے مت بناؤ بے شک تم اپنے ایمان کے بعد کافر ہو چکے ہو۔“[1]

شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت رقمطراز ہیں:

(فَدَلَّ عَلٰى أَنَّهُمْ لَمْ يَكُونُوا عِنْدَ أَنْفُسِهِمْ قَدْ أَتَوْا كُفْرًا بَلْ ظَنُّوا أَنَّ ذٰلِكَ لَيْسَ بِكُفْرٍ، فَبَيَّنَ أَنَّ الِاسْتِهْزَاءَ بِاللهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُفْرٌ يُكَفَّرُ بِهِ صَاحِبُهُ بَعْدَ إِيمَانِهِ فَدَلَّ عَلٰى أَنَّهُ كَانَ عِنْدَهُمْ إِيمَانٌ ضَعِيفٌ، فَفَعَلُوا هٰذَا الْمُحَرَّمَ الَّذِي عَرَفُوا أَنَّهُ مُحَرَّمٌ، وَلٰكِنْ لَمْ يَظُنُّوهُ كُفْرًا، وَكَانَ كُفْرًا كَفَرُوا بِهِ، فَإِنَّهُمْ لَمْ يَعْتَقِدُوا جَوَازَهُ)

”اس میں دلیل ہے کہ انھوں نے اس فعل کو کفر سمجھ کر نہیں کیا تھا۔ بلکہ ان کا گمان تھا کہ یہ کفر نہیں ہے۔ پس واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ، اس کی آیات اور اِس کے رسول کے ساتھ استہزا کرنا کفر ہے۔ اس سے بندہ اپنے ایمان کے بعد کافر ہو جاتا ہے۔ اس میں یہ دلیل ہے کہ ان کے پاس ضعیف ایمان تھا۔ پس انھوں نے وہ حرام کام کیا جس کے بارے میں وہ جانتے تھے کہ وہ حرام ہے لیکن انھوں نے اسے کفر نہیں سمجھا تھا، حالانکہ وہ کفر تھا جس کے ساتھ وہ کافر ہو گئے۔ بے شک انھوں نے اس کے جواز کا عقیدہ بھی نہیں رکھا تھا۔“[2]

شیخ الاسلام اِسی آیت کے تحت لکھتے ہیں:

(فَبَيَّنَ أَنَّهُمْ كُفَّارٌ بِالْقَوْلِ مَعَ أَنَّهُمْ لَمْ يَعْتَقِدُوا صِحَّتَهُ)

” پس اللہ نے واضح فرمایا کہ یقیناً وہ اِس قول ہی کی بنا پر کافر ہو گئے، باوجود اِس کے کہ انھوں نے اس کے جائز ہونے کا عقیدہ نہیں رکھا تھا۔“[3]

---

[1] التوبة 9:66,65.

[2] مجموع الفتاوی: 172- 7/173، وکتاب الایمان، ص: 207.

[3] الصارم المسلول، ص: 361، طبع دار ابن حزم.

امام ابنِ جریر طبری اپنی کتاب تہذیب الآثار میں خوارج کے متعلق احادیث ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

(فِيهِ الرَّدُّ عَلٰى قَوْلِ مَنْ قَالَ: لَا يَخْرُجُ أَحَدٌ مِّنَ الْإِسْلَامِ مِنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ بَعْدَ اسْتِحْقَاقِهٖ حُكْمَهٗ إِلَّا بِقَصْدِ الْخُرُوجِ مِنْهُ عَالِمًا.........)

"اس میں اس شخص کے قول پر رد ہے جو کہتا ہے کہ اہلِ قبلہ میں سے کوئی بھی دائرہ اسلام سے نکلنے کے حکم کا استحقاق رکھنے کے بعد بھی اس سے خارج نہیں ہو گا مگر یہ کہ وہ جان بوجھ کر اپنے قصد اور ارادے کے ساتھ اسلام سے خارج ہو۔"[1]

حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباري:12/302-301 میں ابنِ ہبیرۃ سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا:

(وَفِيهِ أَنَّ مِنَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ يَّخْرُجُ مِنَ الدِّينِ مِنْ غَيْرِ أَنْ قَصَدَ الْخُرُوجَ مِنْهُ وَمِنْ غَيْرِ أَنْ يَّخْتَارَ دِينًا عَلٰى دِينِ الْإِسْلَامِ)

"اس میں یہ بھی ہے کہ بعض مسلمان دین سے خارج ہونے کا ارادہ کیے بغیر اور دینِ اسلام پر کسی اور دین کو اختیار کیے بغیر بھی (محض اپنے کفریہ عقائد و اعمال ہی کی بنا پر) دین سے خارج ہو جاتے ہیں۔"

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق اور لاجواب تصنیف "الصارم المسلول علی شاتم الرسول" میں مرتد کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(كُلُّ مَنْ أَتٰى بَعْدَ الْإِسْلَامِ مِنَ الْقَوْلِ أَوِ الْعَمَلِ بِمَا يُنَاقِضُ الْإِسْلَامَ بِحَيْثُ لَا يَجْتَمِعُ مَعَهٗ)

"ہر وہ شخص جو اسلام قبول کرنے کے بعد ایسے قول یا عمل کا ارتکاب کرے جو اسلام کو توڑ دیتا ہو اس طرح کہ وہ (قول یا عمل) اسلام کے ساتھ جمع نہ ہو سکتا ہو۔"[2]

---

[1] فتح الباري: 12/300.

[2] الصارم المسلول، ص: 315.

امام صاحب اسی کتاب میں دوسری جگہ پر لکھتے ہیں:

(وَبِالْجُمْلَةِ فَمَنْ قَالَ أَوْفَعَلَ مَا هُوَ كُفْرٌ كَفَرَ بِذٰلِكَ وَإِنْ لَّمْ يَقْصُدْ أَنْ يَّكُونَ كَافِرًا، إِذْ لَا يَكَادُ يَقْصُدُ الْكُفْرَ أَحَدٌ إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ)

"خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس نے ایسی بات کی، یا ایسا کام کیا جو کفر ہے تو اس سے وہ کافر ہو جائے گا، خواہ اس نے کافر ہونے کا ارادہ نہ کیا ہو کیونکہ اپنے قصد و ارادے سے کوئی بھی کفر نہیں کرتا مگر یہ کہ اللہ چاہے۔"[1]

امام صاحب کی مذکوہ بالا دونوں تعریفیں مرجئۃ العصر کا منہ بند کرنے کے لیے کافی ہیں اور یاد رکھنے کے قابل ہیں۔ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(وَلٰكِنْ لَّا يَخْفٰى عَلَيْكَ مَا تَقَرَّرَ فِي أَسْبَابِ الرِّدَّةِ أَنَّهُ لَا يُعْتَبَرُ فِي ثُبُوتِهَا الْعِلْمُ بِمَعْنٰى مَا قَالَهُ مَنْ جَاءَ بِلَفْظٍ كُفْرِيٍّ أَوْ فَعَلَ فِعْلًا كُفْرِيًّا)

" لیکن تجھ پر وہ بات مخفی نہیں جو ارتداد کے اسباب میں ثابت ہے کہ اس (ارتداد) کے ثبوت میں اس بات کا اعتبار نہیں کیا جاتا کہ جس نے کوئی کفریہ لفظ بولا یا کفریہ فعل کیا، وہ اس کے معنی کا علم رکھتا ہو جو اس نے کہا (یا کیا) ہے۔"[2]

مفتی صاحب کی اپنی کی ہوئی مرتد کی تعریف

قارئین کرام! لطف کی بات تو یہ ہے کہ مفتی مبشر ربانی صاحب نے خود بھی اپنی کتاب "آپ کے مسائل اور ان کا حل" میں مرتد کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

"گویا مرتد ایسا شخص ہے جو اسلام لانے کے بعد واپس کفر کی طرف پلٹ گیا۔ یہ ارتداد اس کے اندر خواہ عقیدے کی بنا پر پیدا ہو، یا کسی قول، فعل اور شک و شبہ کی بنا پر۔ خواہ سنجیدگی سے ہو، یا مذاق و ٹھٹھہ سے کیونکہ ارتداد جیسے سنجیدگی سے ہوتا ہے، استہزاء و ہزل، ٹھٹھہ و

---

[1] الصارم المسلول، ص: 178-177، طبع قديم.

[2] الدر النضيد في اخلاص كلمة التوحيد للشوكاني، ص: 39.

مذاق سے بھی واقع ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ’’کہہ دیجیے! کیا اللہ تعالیٰ، اس کی آیات اور اس کے رسول ﷺ ہی تمھاری ہنسی مذاق کے لیے رہ گئے ہیں؟ تم بہانے نہ بناؤ یقیناً اپنے ایمان کے بعد کفر کر چکے ہو۔‘‘[1]

ہم کہتے ہیں مفتی صاحب نے مرتد کی تعریف بالکل درست اور اہل سنت کے منہج کے مطابق کی ہے لیکن تقریر میں چونکہ طاغوتی اور قبوری حکمرانوں کا دفاع کرنا اور مخلص کارکنان کو شکوک و شبہات میں مبتلا کرنا مقصود تھا، اس لیے وہاں اہل سنت کی بجائے جہمیہ اور مرجئہ کی موافقت کی ہے.........!!

قارئین! مفتی صاحب کے اس ارجائی مذہب کے مطابق اگر کوئی مسلمان دنیا کے لالچ میں اسلام کے خلاف لڑی جانے والی صلیبی جنگ میں صلیبی افواج کا سپہ سالار اور قائد ہی کیوں نہ بن جائے، وہ جب تک کفر سے محبت، رضامندی اور اپنے مرتد ہونے کا اعلان نہیں کر دیتا یا دوسرے لفظوں میں ’’بقلم خود‘‘ اسلام سے مستعفی ہونے کی غلطی نہیں کرتا، وہ مسلمان ہی رہے گا.........! حالانکہ کفر سے محبت رکھنا بذات خود علیحدہ سے کفر اکبر ہے، خواہ بندہ اپنے گھر ہی میں کیوں نہ بیٹھا ہو، حتیٰ کہ کفار کے خلاف مسلمانوں کی مدد ہی کیوں نہ کر رہا ہو!! ایسا آدمی کسی عملی اقدام کے بغیر محض کفار سے محبت رکھنے کی وجہ سے کافر و مرتد ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کے خلاف کفار کی مدد و نصرت کرنے میں ’’مناطِ کفر‘‘ یعنی کفر کی علت یہ عمل ہے، نہ کہ کفر سے محبت۔ ہاں، البتہ اگر کوئی مسلمانوں کے خلاف کفار کی مدد کرنے کے ساتھ ساتھ کفر پر راضی بھی ہے تو یہ اس کا علیحدہ سے اضافی کفر ہو گا، یعنی کفر سے محبت رکھنا نقضِ اعتقادی ہے اور مسلمانوں کے خلاف کافروں کی مدد کرنا نقضِ عملی ہے۔

تاتاری اور موجودہ حکمرانوں میں فرق ہے

شبہ: 6 کلمہ گو تاتاریوں کے خلاف ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے جہاد کے سوال پر مفتی صاحب نے جواب دیا کہ جہاں تک میں نے فتاویٰ ابن تیمیہ کو دیکھا ہے تو ان میں واضح کفر موجود تھے۔ انھوں نے اپنی الگ شریعت بنائی ہوئی تھی جس کا ذکر امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی اپنی تفسیر میں کیا ہے جس میں یہودی،

[1] التوبۃ: 66. آپ کے مسائل اور ان کا حل: 3/449.

عیسائی اور کچھ اسلام سب کو گڈ مڈ کر کے اپنے لئے نئی شریعت (قانون) تیار کی تھی۔ تو نئی شریعت بنانے کی وجہ سے وہ لوگ مسلمان نہیں رہے تھے۔ اس لیے ان کے ساتھ لڑے۔ اگر کوئی شخص آج بھی اسلامی شریعت کا انکار کر دے، نئی شریعت وضع کرے تو ہم اس کو بھی کافر قرار دیں گے۔ جب اسلامی شریعت کا اقرار کر کے عملاً اس کے خلاف ہو، اس کو کافر نہیں کہتے۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ﴾ کی جو تفسیر کی ہے کہ جو اللہ کے نازل کردہ قانون کا انکار کرے گا، وہ کافر ہے۔ جس نے اللہ کے قانون کا اقرار تو کیا لیکن اس کے مطابق فیصلہ نہیں کیا تو وہ ظالم اور فاسق ہے، کافر نہیں۔ اس لیے وہ (تاتاری) چونکہ نئی شریعت وضع کر چکے تھے، باقاعدہ یاسق نام کا قانون بنا کر، شریعت بنا کر جاری کر چکے تھے جس وجہ سے یہ مسئلہ ہوا (یعنی کافر ہوئے)۔"

مرتد حکمرانوں کے دفاع کی ناکام کوشش

ازالہ: ؎

نغمۂ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کے
اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

مفتی صاحب نے تو اس سوال کے جواب میں تلبیس، تدلیس اور تخلیط کا "لک" توڑ کر رکھ دیا ہے اور پہلے سوال کی طرح بات گول مول کر کے نکلنے کی کوشش کی ہے، حالانکہ اوپر لکھی گئی بات اگر کسی بھی انصاف پسند آدمی کے سامنے پیش کی جائے اور پوچھا جائے کہ تاتاریوں کے کافر ہونے کی جو علت مبشر ربانی صاحب نے بتائی ہے، کیا بالکل وہی علت موجودہ حکمرانوں میں نہیں ہے جو انگریزی اور خود ساختہ قوانین نافذ کر چکے ہیں۔ تو یقیناً ہر آدمی یہی کہے گا کہ کیوں نہیں۔

محترم مفتی صاحب! آپ اوپر والی اپنی عبارت 100 دفعہ پڑھ لیں اور تقریر کی ریکارڈنگ 200 دفعہ سن لیں، پھر اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر بتائیں کہ آپ کے الفاظ میں تاتاریوں کے کافر ہونے کی کیا علت ہے۔ ہمیں تو جو الفاظ ملتے ہیں، وہ تین طرح کے ہیں:

① انھوں نے اپنی الگ شریعت بنائی ہوئی تھی۔

② تو نئی شریعت بنانے کی وجہ سے وہ مسلمان نہیں رہے تھے۔

③ اس لیے وہ (تاتاری) چونکہ نئی شریعت وضع کر چکے تھے جس کی وجہ سے یہ مسئلہ ہوا۔

مفتی صاحب! آپ نے ان تینوں جملوں میں ان کے کفر کی علت شریعت وضع کر کے نافذ کر دینا بتائی ہے، خواہ اسلامی شریعت کا اقرار کریں یا نہ کریں۔ مگر نیچے جب اپنے حکمرانوں کو بچانا تھا تو ادھر آپ نے کیا الفاظ کہے........ یہ خود ہی پڑھ لیں:

''آج بھی کوئی شخص اسلامی شریعت کا انکار کر دے اور نئی شریعت وضع کرے تو کافر ہوگا۔''

مفتی صاحب! کچھ تو ہوش کے ناخن لیں

مفتی صاحب! یہاں پر آپ نے اسلامی شریعت کے انکار والی شرط محض اپنے طاغوتی حکمرانوں کو بچانے کے لیے لگائی ہے۔ مفتی صاحب کو ہوش کے ناخن لینے چاہئیں اور رافضی، قبر پرست، وضعی قوانین نافذ کرنے والے اور امریکہ کے فرنٹ لائن اتحادی حکمرانوں کے دفاع کے بجائے اُن مجاہد اور موحد مسلمانوں کے حق میں دلائل ڈھونڈنے چاہئیں جو نفاذِ شریعت کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ افسوس! مفتی صاحب طاغوتی حکمرانوں کے کفر و شرک اور ظلم و سرکشی پر نہ صرف خاموش ہیں بلکہ ان کا دفاع کر رہے ہیں اور ان کے لیے معذرتیں تلاش کر رہے ہیں جبکہ نفاذِ شریعت کی جنگ لڑنے والے القاعدہ اور طالبان کے مجاہدین کے خلاف گلہ پھاڑ پھاڑ کر جگہ جگہ تقریریں کرتے پھر رہے ہیں۔ مفتی صاحب کا حکمرانوں کے بارے میں مرجئہ والا طرزِ عمل ہے اور مجاہدین کے ساتھ خوارج والا! پھر دکھ تو یہ ہے کہ انھیں اس کا احساس تک نہیں ۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

مفتی صاحب کی خدمت میں چند اشعار

ایک موحد شاعر سلیمان بن سمحان رحمۃ اللہ علیہ نے عربی زبان میں کیا ہی خوبصورت اشعار لکھے ہیں۔ انھیں ہم مفتی صاحب کی خدمت میں پیش کرتے ہیں:

نَعَمْ لَوْ صَدَقْتَ اللّٰهَ فِي مَا زَعَمْتَهٗ

لَعَادَيْتَ مَنْ بِاللّٰهِ وَيْحَكَ يَكْفُرُ

وَوَالَيْتَ أَهْلَ الْحَقِّ سِرًّا وَّجَهْرَةً

وَلَمَّا تُهَاجِيهِمْ وَلِلْكُفْرِ تَنْصُرُ

فَمَا كُلُّ مَنْ قَدْ قَالَ مَا قُلْتَ مُسْلِمٌ

وَلٰكِنْ بِأَشْرَاطٍ هُنَالِكَ تُذْكَرُ

مُبَايَنَةَ الْكُفَّارِ فِي كُلِّ مَوْطِنٍ

بِذَا جَاءَنَا النَّصُّ الصَّحِيحُ الْمُقَرَّرُ

وَتَكْفِيرُهُمْ جَهْرًا وَّتَسْفِيهُ رَأْيِهِمْ

وَتَضْلِيلُهُمْ فِي مَا أَتَوْهُ وَأَظْهَرُوا

وَتَصْدَعُ بِالتَّوْحِيدِ بَيْنَ ظُهُورِهِمْ

وَتَدْعُوهُمْ سِرًّا لِّذَاكَ وَتَجْهَرُ

فَهٰذَا هُوَ الدِّينُ الْحَنِيفِيُّ وَالْهُدٰى

وَمِلَّةُ إِبْرَاهِيمَ لَوْ كُنْتَ تَشْعُرُ

”ہاں، تو نے اللہ کو جو خیال کیا، اگر تو اس میں اللہ سے سچ بولتا تو تجھ پر افسوس! تو اللہ کے ساتھ کفر کرنے والوں سے دشمنی رکھتا، اہلِ حق سے خفیہ اور علانیہ طور پر دوستی رکھتا، اب تک ان کی مذمت نہ کرتا اور نہ کافروں کی مدد کرتا۔ جو بات تو نے کہی، اسے کہنے والا ہر شخص مسلمان نہیں لیکن کچھ شرطوں کے ساتھ جو یہاں ذکر کی جارہی ہیں: ① ہر جگہ کافروں کی مخالفت کرنا۔ صحیح اور ثابت شدہ نص سے ہم تک یہی بات پہنچی ہے۔ ② علی الاعلان انھیں کافر قرار دینا۔ ③ ان کی رائے کو غلط قرار دینا۔ ④ جو کچھ وہ لے کر آئے ہیں اور انھوں نے ظاہر کیا ہے، اس میں انھیں گمراہ قرار دینا۔ ⑤ نیز تو ان کے درمیان کھلم کھلا توحید کو بیان کرے اور ⑥ انھیں خفیہ اور علانیہ طور پر اس کی دعوت دے۔ اگر تجھے احساس ہوتا تو پتا چلتا کہ یہی دینِ حنیف، ہدایت اور ملتِ ابراہیم ہے۔“

تاتاریوں میں انکار والی شرط نہ لگا سکے

اصل میں مفتی صاحب نے تاتاریوں میں شریعت سے انکار والی شرط اس لیے نہیں لگائی کہ اسے پھر ثابت نہیں کر سکتے تھے کہ تاتاریوں نے اسلام کا انکار کر کے اپنا قانون یاسق نافذ کیا تھا!

قارئین کرام !اب ہم آپ کے سامنے مفسر قرآن حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی وہ عبارت ذکر کرتے ہیں جو انھوں نے اپنی تفسیر میں آیت: ﴿أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ﴾ کے تحت ذکر کی ہے:

یہاں اللہ تعالیٰ اس شخص پر نکیر فرما رہا ہے جو اللہ کے محکم فیصلے کو چھوڑ کر کہیں جاتا ہے جبکہ اللہ کا وہ فیصلہ ہر ہر خیر پر مشتمل ہے اور ہر ہر شر سے مانع ہے، مگر یہ شخص اسے چھوڑ کر اور چیزوں کی طرف جاتا ہے، خواہ وہ آراء ہوں، یا وہ وضع کر لی گئی چیزیں ہوں جنھیں انسانوں ہی نے مقرر ٹھہرا لیا ہے بغیر اس کے کہ ان پر شریعت سے کوئی سند ہو، جیسا کہ اہل جاہلیت اپنے حکم و قانون کیلئے اپنی ان ضلالتوں اور جہالتوں کو مقرر ٹھہرا لیتے تھے جنھیں وہ اپنی آراء اور اہواء سے اختیار کر لیتے۔ جس طرح یہ تاتاری ان شاہی فرامین کی بنیاد پر اپنا حکم و قانون چلاتے ہیں جن کا ماخذ ان کے بادشاہ چنگیز خان کا وضع کیا ہوا یاسق (تزک چنگیزی، تاتاری قوانین کی کتاب) ہے اور جو ایک مجموعہ قوانین سے عبارت ہے جو اس نے مختلف شریعتوں سے نکال کر اکھٹے کیے تھے، یہودیت سے بھی، نصرانیت سے بھی اور شریعت اسلامی سے بھی، جبکہ اس میں بہت سے قوانین ایسے ہیں جو اس نے خود اپنے ہی فکر اور ہوائے نفس سے ماخوذ کر رکھے تھے، اور یوں یہ یاسق (تزکِ چنگیزی) ہی آگے اس کی اولاد میں ایک دستور بن چکا ہے۔ اس کی باقاعدہ پیروی ہوتی اور اسے وہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لاگو کرنے پر مقدم رکھتے ہیں۔ پس جو شخص ایسا کرتا ہے، وہ کافر ہے۔ اس سے قتال واجب ہے تا آنکہ وہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قانون کی جانب لوٹ آئے، یہاں تک

کہ ہر ہر معاملے میں ،خواہ کوئی معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا،وہ اللہ اور رسول ﷺ ہی کو فیصل اور حَکَم ماننے لگے۔[1]

محترم قارئین!حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت کو غور سے پڑھیں اور انصاف سے بتائیں کہ کیا امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ لکھا ہے کہ تاتاریوں نے اللہ کی شریعت کا انکار کر دیا تھا.........؟ بلاشبہ آپ کو اس عبارت سے انکار والی شرط نہیں ملے گی بلکہ امام صاحب فرماتے ہیں کہ ”وہ،یعنی تاتاری اپنے یاسق قانون کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر مقدم رکھتے تھے“۔وہ اسی پر ان کی اوران جیسے دوسروں کی تکفیر کر رہے ہیں۔یعنی ”مناطِ تکفیر“(کافر قرار دینے کی علت)ان کا وضعی قانون یاسق کو کتاب و سنت پر مقدم کرنا ہے،نہ کہ اللہ کی شریعت کا انکار۔کیا آج بھی موجودہ حکمرانوں نے اپنے خود ساختہ قوانین کو کتاب و سنت پر مقدم نہیں کر رکھا؟ بلکہ یہ حکمران تو ان مجاہدین سے جنگ کرتے ہیں اور انھیں جیلوں میں بند کرتے ہیں جو کتاب و سنت کے نفاذ کا مطالبہ کرتے ہیں!!

موجودہ حکمران تاتاریوں سے بھی بدتر ہیں

محدث حامد الفقی حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے اس فتوے پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”ان تاتاریوں کی طرح بلکہ ان سے بھی بدتر وہ لوگ ہیں جو انگریزوں کے قوانین اپناتے ہیں اوراپنے مالی،فوجداری اور عائلی معاملات کے فیصلے ان کے مطابق کرتے ہیں اور انگریزی قوانین کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام پر مقدم رکھتے ہیں۔ایسے لوگ بغیر کسی شک وشبہ کے مرتد اور کافر ہیں۔یہ اس وقت تک ہے جب تک وہ اس روش پر برقرار ہیں اور اللہ کے حکم کی طرف رجوع نہیں کرتے۔وہ اپنا نام کچھ بھی کیوں نہ رکھ لیں،انھیں اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور وہ اسلام کے ظاہری اعمال میں جتنے چاہیں عمل کر لیں،وہ سب کے سب بے کار ہیں۔جیسے نماز،روزہ اور اس کے علاوہ دیگر اعمال۔“[2]

[1] تفسیر ابن کثیر، المائدۃ 5:50.

[2] تعلیق کتاب فتح المجید، ص:415.

لیجیے قارئین! محدث حامد الفقی رحمۃ اللہ علیہ نے تو انگریزی قوانین کو شرعی قوانین پر مقدم کرنے والوں کو بلا تردد کافر و مرتد اور تاتاریوں سے بھی بدتر قرار دیا ہے۔ یاد رہے مذکورہ کتاب کی مراجعت و نظر ثانی شیخ عبد العزیز بن باز رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے لیکن انہوں نے حامد الفقی رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ تعلیق پر کوئی نقد و تبصرہ نہیں کیا بلکہ اسے برقرار رکھا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ انھوں نے حامد الفقی رحمۃ اللہ علیہ کے اس فتوے کو صحیح قرار دیا ہے۔

اسی طرح محدث دیارِ مصر احمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے اس فتوے پر تبصرہ کرتے ہوئے مسلم ممالک میں نافذ وضعی قوانین کو تاتاری قانون "یاسق" کے سب سے بڑھ کر مشابہ اور اسے "یاسقِ عصری" اور "کفر بواح" قرار دیا ہے۔[1]

قارئین کرام! حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا وضعی قوانین فافذ کرنے والوں کے بارے میں ایک اور انتہائی اہم فتوی ملاحظہ فرمائیں:

(وَفِي ذٰلِكَ كُلِّهِ مُخَالَفَةٌ لِّشَرَائِعِ اللهِ الْمُنَزَّلَةِ عَلٰى عِبَادِهِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ، فَمَنْ تَرَكَ الشَّرْعَ الْمُحْكَمَ الْمُنَزَّلَ عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَتَحَاكَمَ إِلٰى غَيْرِهٖ مِنَ الشَّرَائِعِ الْمَنْسُوخَةِ كَفَرَ، فَكَيْفَ بِمَنْ تَحَاكَمَ إِلَى الْيَاسَا(الْيَاسِقِ) وَقَدَّمَهَا عَلَيْهِ؟ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ كَفَرَ بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ)

"یہ تمام قوانین اللہ کی ان شریعتوں کی مخالفت سے پُر ہیں جو اس نے اپنے انبیاء علیہم السلام پر نازل فرمائیں۔ پس جو شخص بھی خاتم الانبیاء محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کردہ محکم شریعت کو چھوڑ دے اور اپنے فیصلوں کے لیے کسی منسوخ شدہ شریعت کی طرف جائے تو وہ شخص کافر ہو جائے گا۔ (پس جب رب ہی کی نازل کردہ کسی سابقہ شریعت کو فیصل ماننا بھی کفر ہے) تو پھر اس شخص کی کیا حالت ہو گی جو "یاسق" جیسی (خود ساختہ) کتاب کی طرف فیصلے لے

[1] دیکھیے عمدۃ التفسیر: 1/697 ، طبع دار ابن حزم .

کر جائے اور اسے شریعتِ محمدی پر مقدم جانے؟ بلاشبہ جو شخص بھی ایسا کرتا ہے، اس کے کافر ہونے پر امت کا اجماع ہے۔"[1]

جامعہ حفصہ والوں کی بغاوت کچلنا ضروری تھا!

شبہ: 7 ﴿وَإِن طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا ....﴾ اور پاکستانی آرمی نے جامعہ حفصہ پر اٹیک کیا قرآن مجید کا یہ حکم پاکستان آرمی پر صادق نہیں آتا۔ مفتی صاحب نے جواب دیا اگر اس آیت کو بغاوت پر فٹ بھی کریں تو بغاوت تو پھر حکمران کے خلاف بن رہی ہے۔ اسلامی نام کی حکومت ہے، خواہ جیسی بھی ہے۔ اس ضمن میں باغی تو وہ بنیں گے جنہوں نے مسئلہ کھڑا کیا اگرچہ مشرف نے ظلم کیا مگر جامعہ حفصہ والوں نے بھی غلط کیا، غصب شدہ جگہ پر ادارہ بنایا، چلڈرن لائبریری پر قبضہ کیا .... پھر ان (جامعہ حفصہ والوں) کے خلاف لڑائی ہو گی تاکہ وہ بغاوت سے باز آجائیں، یہ کھیل نہ کھیلیں۔

پاسبان مل گئے "کعبے سے صنم خانے کو"

ازالہ: مفتی صاحب کی اس بات پر یہی کہا جا سکتا ہے:

﴿كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِن يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا ○﴾

"بہت سخت بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے، وہ صرف جھوٹ ہی کہتے ہیں۔"

مفتی صاحب نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور نفاذ شریعت کا مطالبہ کرنے والے لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے معصوم طلباء وطالبات کو باغی اور ظلم کا مرتکب قرار دے کر مشرف (لَعَنَهُ اللّٰهُ) کی طاغوتی حکومت کی وکالت اور حکمرانوں اور فوج کے دفاع کا خوب حق ادا کر دیا ہے۔ علاوہ ازیں مفتی صاحب کی اس بات سے یہ بھی پتہ چلا کہ جامعہ حفصہ والے چونکہ باغی تھے، اس لیے انھیں بغاوت سے روکنے کے لیے پاکستانی فوج کا لال مسجد اور جامعہ حفصہ پر حملہ درست تھا........!!! رافضی اور قبر پرست

[1] البداية والنهاية: 13/119. ترجمة جنكزخان.

طاغوتی حکمرانوں کو مبارک ہو کہ ان کی وکالت اور دفاع کا ''فریضہ''سلفیت کے دعویدار اور ''جہاد'' کے ٹھیکیدار ادا کررہے ہیں ۔

پاسباں مل گئے ''کعبے سے صنم خانے کو''

مفتی صاحب سے گزارش ہے کہ وہ حافظ سعید صاحب کو یہ بھی بتائیں کہ کشمیری مسلمان جو صرف U.N.O کی قراردادوں اور حقِ خود ارادیت کا مطالبہ کرتے ہوئے عمر عبداللہ کی کلمہ گو حکومت کے خلاف بغاوت کرتے ہیں، یا افغانستان میں کلمہ گو حامد کرزئی کے خلاف بغاوت کیے ہوئے ہیں، اُن کو بھی لگام دی جائے، کیونکہ جب نام نہاد اسلامی حکومت سے شریعت کا مطالبہ کرنے والے باغی ہوسکتے ہیں تو حقِ خود ارادیت جیسا مطالبہ کرنے والے تو اس سے بھی بڑے باغی ہونگے!

محدثین حکمران میں بڑا کفر آنے پر بھی خروج کو جائز نہیں سمجھتے

شبہ:8 محدثین کا موقف ہے کہ جتنے بڑے کفر حکمران میں آجائیں تو ان کے خلاف خروج نہیں کرتے۔ کیونکہ خروج میں زیادہ نقصان ہے۔ کیونکہ ان کے پاس قوت ہوتی ہے۔ مسلمانوں کا زیادہ نقصان ہوتا ہے۔ اچھے کام میں ان کی اطاعت اور برے میں نصیحت کرنا ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں قرآن کو مخلوق کہا۔ کتنا بڑا کفر ہے مگر خروج کا فتویٰ نہیں دیا۔ ماریں کھائیں۔

کسی ایک محدث ہی کا نام لے لیتے

ازالہ: کاش! مفتی صاحب کسی محدث کا نام بھی لیتے جس نے یہ کہا ہو کہ جتنے بڑے کفر حکمران میں آجائیں تو ان کے خلاف خروج نہیں کرتے۔ مفتی صاحب کا یہ دعویٰ بلا دلیل ہے:

وَالدَّعَاوِی مَا لَمْ یُقِیمُوا عَلَیْهَا

بَیِّنَاتٍ أَبْنَاؤُهَا أَدْعِیَاءُ

''جب تک وہ دعووں پر دلائل پیش نہ کریں تو ان کے دعوے منہ بولے بیٹوں کی طرح بے حقیقت ہیں۔''

قارئین کرام! ہم آپ کے سامنے کفرِ بواح کے مرتکب حکمرانوں کے خلاف خروج اور قتال کے حوالے سے محدثین کرام کا موقف بیان کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ کیا واقعی محدثین کا یہی موقف ہے

جو مفتی مبشر احمد ربانی صاحب نے بیان کیا ہے، یا یہ محض ان کی جہمی و ارجائی فکر کا شاخسانہ ہے جسے وہ محدثین کے سر تھوپ رہے ہیں۔

محدثین تو کافر حکمران کے خلاف خروج کو واجب سمجھتے ہیں

صحیحین میں سیدنا عبادہ بن الصامت سے مروی ہے، کہتے ہیں:

"ہم سے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس بات پر بیعت لی کہ ہم سنیں گے، اطاعت کریں گے، چاہے سخت حالات ہوں یا ساز گار، خوشی ہو یا غمی، اور ہم پر کسی کو ترجیح دی جائے (ہم محروم کیے جائیں)، نیز بھی ہم اہلِ حکومت سے اختیارات واپس نہ لیں گے، سوائے اس صورت کے کہ تم ان میں ایسا واضح کفر دیکھ لو جس کے کفر ہونے پر تمھارے پاس اللہ کی طرف سے صریح دلیل موجود ہو۔"[1]

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس بات پر اہلِ علم کا اجماع ہے کہ حکمران کفر کی بنا پر معزول ہو جاتا ہے اور ہر مسلمان پر اس کے خلاف خروج میں حصّہ ڈالنا واجب ہو جاتا ہے۔ پھر جو اِس کی قدرت رکھے اور اس کے خلاف اٹھ کھڑا ہو تو وہ ثواب کا مستحق ہو گا، اور جو کوئی (قدرت کے باوجود) مداہنت و مصالحت کا رویہ اپنائے، وہ گناہ گار ٹھہرے گا........"[2]

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"اگر حکمران کفر کا مرتکب ہو جائے تو اس کے خلاف خروج واجب ہو جاتا ہے۔"[3]

امام نووی اس حدیث کی شرح میں قاضی عیاض کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"اس بات پر علماء کا اجماع ہے کہ کافر مسلمانوں کا حاکم نہیں ہو سکتا اور اگر مسلمان حاکم پر کفر طاری ہو جائے تو وہ اس عہدے سے معزول ہو جاتا ہے........ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ مزید

---

[1] صحيح البخاري، حديث: 7055، صحيح مسلم، حديث: 1709.

[2] فتح الباري: 13/153، طبع دار السلام.

[3] فتح الباري: 12/13، طبع دار السلام.

فرماتے ہیں کہ اگر حکمران نے کفر کیا، شریعت میں تبدیلی اور بدعت کا مرتکب ہوا تو اس کی حکومت کی شرعی حیثیت ختم ہو جاتی ہے۔ اس کی اطاعت ساقط ہو جاتی ہے اور مسلمانوں پر اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہونا اور اگر ممکن ہو تو اسے ہٹا کر ایک عادل حکمران کی تعیناتی کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اگر سب لوگوں کے پاس یہ طاقت نہ ہو تو مسلمانوں کا جو گروہ بھی ایسا کر سکتا ہو تو اس پر اس کافر کو ہٹانا واجب ہو جاتا ہے۔ جبکہ محض بدعات میں مبتلا حکمران کے خلاف اٹھنا تبھی ضروری ہے جب مسلمان سمجھیں کہ ان کے پاس اس کو ہٹانے کی طاقت موجود ہے۔ اگر اتنی طاقت نہ ہو تو ایسے بدعتی حکمران کے خلاف اٹھنا واجب نہیں۔"[1]

شارح صحیح بخاری ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"فقہاء نے ایسے حکمران کی اطاعت پر اجماع کیا ہے جو زبردستی قابض ہو جائے اور اس کے ساتھ مل کر جہاد کرنے پر بھی اجماع ہے۔ اس کی اطاعت اس کے خلاف بغاوت سے اس لیے بہتر ہے کہ بغاوت میں لوگوں کا خون بہے گا۔ اس کی دلیل یہ مذکورہ حدیث اور اس کی تائید میں اس جیسی دیگر روایات ہیں، البتہ وہ حکمران اس سے مستثنیٰ ہیں جو ایسے کفریہ کام کریں جن کے کفر ہونے میں کوئی شبہ نہ ہو، یعنی صریح کفر کریں تو ان کی اطاعت جائز نہیں بلکہ جن کے پاس طاقت و قدرت ہو تو ان پر اس کے خلاف جہاد کرنا واجب ہے۔"[2]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"مسلمانوں کے علماء نے اس بات پر اتفاق کیا ہے جب کوئی گروہ (حکمرانوں کا) اسلام کے ظاہری اور متواتر چلی آنے والی ذمہ داریوں اور واجبات کی ادائیگی سے دست کش ہو جائے تو ان سے قتال کرنا واجب ہو جاتا ہے۔"[3]

---

[1] شرح مسلم للنووی:12/12,318/229، شرح صحیح مسلم للقاضی عیاض:6/246، طبع دار الوفاء.

[2] فتح الباری :13/10، طبع دار السلام.

[3] مجموع الفتاوی:28/540.

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"ہر وہ گروہ جو اسلام کے ظاہر و متواتر احکام و شرائع میں سے کسی بھی حکم کو قائم کرنے سے اجتناب برتے، چاہے یہ تاتاری ہوں یا غیر تاتاری، ان سے قتال فرض ہے تا آنکہ اسلام کے قوانین و شرائع کی پابندی کرنے لگیں، اگرچہ وہ اس کے ساتھ ساتھ شہادتین کے اقراری (کلمہ گو) ہی کیوں نہ ہوں یا حتیٰ کہ بعض دیگر احکامات کے پابند بھی کیوں نہ ہوں جیسا کہ سیدنا ابو بکر صدیق اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مانعینِ زکاۃ سے قتال کیا تھا........ تو معلوم ہوا کہ جب تک اسلام کے احکام کی عملاً پابندی نہ ہو جائے، اس وقت تک اسلام کو خالی اپنا لینے سے قتال ساقط نہیں ہو جاتا، اس لیے جب تک دین سارے کا سارا ایک اللہ وحدہٗ لاشریک کے لیے نہ ہو جائے اور جب تک فتنہ ختم نہ ہو جائے، قتال "واجب" ہے۔

چنانچہ جب دین (اطاعت و پابندی حکم و قانون) غیر اللہ کے لیے ہو جائے تو قتال واجب ہو جاتا ہے........ چنانچہ وہ لوگ جو اسلام کے ظاہر و متواتر احکامات و قوانین کی پابندی نہیں کرتے، اُن سے قتال کے واجب ہونے پر علماء اسلام میں کوئی بھی اختلاف نہیں جانتا، اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ﴾

"ان سے قتال کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین مکمل طور پر اللہ کا ہو جائے۔"[1]

جب کچھ دین اللہ کے لیے ہو اور کچھ غیر اللہ کے لیے ہو تو قتال واجب ہو جاتا ہے جب تک کہ دین مکمل طور پر اللہ کا نہ ہو جائے۔"[2]

اسی طرح شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے شاگردِ رشید حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں جہاں تاتاریوں کے وضعی قانون یاسق کا ذکر کیا جسے وہ کتاب و سنت پر مقدم رکھتے تھے تو فرمایا:

---

[1] سورۃ الانفال 8:39.

[2] مجموع الفتاویٰ: 28/544.

(فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ مِنْهُمْ فَهُوَ كَافِرٌ يَجِبُ قِتَالُهُ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلٰى حُكْمِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَلَا يَحْكُمُ سِوَاهُ فِيْ قَلِيْلٍ وَّلَا كَثِيْرٍ)

''ان میں سے جو بھی ایسا کرے گا (وضعی قانون کو کتاب و سنت پر مقدم کرے گا) تو وہ کافر ہے، اس سے قتال کرنا واجب ہے یہاں تک کہ وہ توبہ کرکے اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی طرف لوٹ آئے اور ہر چھوٹے بڑے معاملے میں اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق فیصلہ کرے۔''[1]

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ ان لوگوں کے بارے میں جو اپنے فیصلے طاغوتی احکام و قوانین سے کرتے اور کرواتے ہیں، کہتے ہیں:

''اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ یہ اللہ اور اس کی شریعت کا انکار اور کفر ہے وہ شریعت جس کی اتباع کا حکم اللہ نے محمد رسول اللہ ﷺ کی زبانی دیا ہے اور جسے اس نے اپنی کتاب میں اپنے رسول ﷺ کی زبانی اپنے بندوں کے لیے چنا ہے بلکہ انھوں نے آدم سے لے کر اب تک تمام آسمانی شریعتوں کے ساتھ کفر کیا ہے۔ ان کے خلاف جہاد و قتال واجب ہو گیا ہے تا آنکہ یہ اسلام کے احکام و قوانین قبول کر لیں اور ان کے آگے سرِ تسلیم خم نہ کر دیں اور اپنے باہمی معاملات کے فیصلے شریعت مطہرہ کے مطابق شروع نہ کر دیں اور ان تمام شیطانی طاغوتی امور کو چھوڑ نہ دیں جن میں یہ ملوث ہیں''۔[2]

قارئین! کفر کے مرتکب حکمران کے متعلق آپ نے محدثین، شارحین حدیث اور دیگر علماء کے اقوال ملاحظہ فرما لیے ہیں، اب آپ ہی انصاف سے بتائیں کہ کیا کفر کے مرتکب حکمران کے متعلق محدثین کا وہی موقف ہے جو مفتی مبشر احمد ربانی صاحب نے بیان کیا ہے......؟؟؟

[1] تفسیر ابن کثیر، المائدۃ 5:50.

[2] الدواء العاجل فی دفع العدو الصائل فی ضمن الرسائل السلفیة للشوکانی : ص 35.

جماعۃ الدعوۃ کے ممدوح مفتی ابو الولید انصاری اپنے مفید اور مختصر مضمون ''موجبات القتال في سبیل اللہ ''میں لکھتے ہیں: میں (ابو الولید) کہتا ہوں کہ وہ مقامات جن میں مسلمانوں پر قتال فرض ہو جاتا ہے، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مسلمان حکمران پر دین وملت سے خارج کر دینے والا کفر طاری ہو جائے۔ یہ وہی ہے جسے نبی ﷺ نے کفر بواح کا نام دیا ہے، جیسے صحیح بخاری میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں:

> ''ہم سے نبی کریم ﷺ نے اس بات پر بیعت لی کہ ہم سنیں گے، اطاعت کریں گے، چاہے حالات سخت ہوں یا ساز گار، خوشی ہو یا غمی، اور ہم پر کسی کو ترجیح دی جائے (ہم محروم کیے جائیں)، نیز ہم اہل حکومت سے اختیارات واپس نہیں لیں گے، سوائے اس صورت کے کہ تم ان میں ایسا واضح کفر دیکھ لو جس کے کفر ہونے پر تمھارے پاس اللہ کی طرف سے صریح دلیل موجود ہو۔''[1]

ابن تین نے داودی سے نقل کیا ہے، جیسا کہ فتح الباري: 13/8 میں موجود ہے، کہ حکمران جب کفر کا مرتکب ہو جائے تو اُس کے خلاف خروج واجب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے کئی ائمہ نے کہا ہے بلکہ بہت سے ائمہ نے اس پر اتفاق نقل کیا ہے۔

جان لیجیے کہ جب حکمران پر کفر وارتداد طاری ہو جائے تو امت کے اہل حل وعقد پر اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہونا اور اسے معزول کرنا واجب ہو جاتا ہے کیونکہ اس کو کفر پر باقی رکھنا کسی صورت بھی جائز نہیں ہے۔ اگر اسے قتال کے بغیر ہٹانا اور معزول کرنا ممکن ہو تو ایسا کرنا ان پر واجب ہے اور اگر اس سے قتال کیے بغیر نیز اس کی فوج اور اداروں سے جنگ کیے بغیر اس کو ہٹانا ممکن نہ ہو تو پھر اہل حل و عقد اور تمام مسلمانوں پر اس کے خلاف قتال واجب ہو جاتا ہے یہاں تک کہ دین سارے کا سارا اللہ کا ہو جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ﴾

---

[1] صحيح البخاري، حديث: 7055، صحيح مسلم، حديث: 1709.

”ان سے قتال کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین مکمل طور پر اللہ کا ہو جائے۔“[1]

مفتی صاحب سے گزارش ہے کہ جواب دیتے وقت آپ پاکستان کے حکمرانوں کے ساتھ ساتھ افغانستان، کشمیر، راق، صومالیہ اور الجزائز وغیرہ کے کلمہ گو حکمرانوں کے بارے میں بھی ارشاد فرمادیا کریں تاکہ عامۃ الناس آپ کی دوغلی پالیسی سے دھوکہ کھانے سے بچ جائیں.........!!!

امام احمد نے قرآن کو مخلوق کہنے پر حاکم کی تکفیر کیوں نہیں کی؟

باقی مفتی صاحب کا یہ اعتراض کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ کی تکفیر نہیں کی باوجود اس کے کہ وہ قرآن کو مخلوق کہتا تھا جو کہ کفر ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ خلیفہ وقت نے جس وجہ سے مسئلہ خلق قرآن میں معتزلہ کی موافقت کی تھی، وہ صفاتِ باری تعالیٰ کی تکذیب وانکار کے ارادے سے نہیں تھی اور نہ وہ خالق کو مخلوق سے تشبیہ ہی دینے کا ارادہ رکھتا تھا بلکہ اس کا مقصد (اس کے اپنے گمان کے مطابق) خالق کی تنزیہ اور تعظیم تھی۔

ہم مفتی صاحب سے پوچھتے ہیں کیا موجودہ طواغیت حکمران جن سے متنوّع ومتعدد قسم کے کفر بواح ظاہر ہوتے رہتے ہیں، وہ بھی اس سے خالق کی تعظیم و تنزیہ کا ارادہ رکھتے ہیں؟ کیا ان طواغیت حکمرانوں کی مراد ومقصد بھی وہی ہے جو معتصم وغیرہ کا تھا؟ کیا عصرِ حاضر کے طاغوتی حکمران بھی معتصم وغیرہ دوسرے عباسی خلفاء کی طرح دشمنانِ امت کے مقابلے کے لیے جہاد فی سبیل اللہ کے لشکر روانہ کرتے ہیں؟ یا ان کی نظر میں جہاد جرم بن چکا ہے اور مجاہدین مجرم؟! کیا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے دور کا خلیفہ حربی کافروں کا فرنٹ لائن اتحادی تھا؟ کیا موجودہ حکمران بھی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے وقت کے خلیفہ کی طرح اللہ کی شریعت کے مطابق فیصلے کرتے ہیں؟؟؟ کیا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے وقت کے خلیفہ نے وضعی اور خود ساختہ قوانین نافذ کر رکھے تھے؟؟؟ کیا موجودہ حکمران بھی الحکم بما أنزل اللہ سے محبت رکھتے ہیں جس طرح امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے کا خلیفہ رکھتا تھا؟؟؟ حقیقت یہ ہے کہ موجودہ حکمرانوں اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے وقت کے خلیفہ اور دوسرے بنو عباس اور بنو امیہ کے خلفاء میں بہت زیادہ فرق

[1] سورۃ الانفال 8 : 39، موجبات القتال فی سبیل اللہ : ص3.

ہے، لہٰذا موجودہ حکمرانوں کو بنو امیہ اور بنو عباس کے حکمرانوں پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ یہ قیاس مع الفارق ہے۔

حامد کمال الدین صاحب لکھتے ہیں: افسوس کی بات یہ کہ اپنی اس گمراہ خیالی کو آج ''منہج سلف'' کا نام دے دے کر پھیلایا جارہا ہے۔ اس مہم میں جواب بڑے زوروں سے چلنے والی ہے، سب سے تکلیف دہ بات یہی ہے کہ آج کے طاغوتوں کو ''شرعی حکمران'' ثابت کر دینے کے لیے، ائمہ سلف ایسے عظیم مقدس ناموں کی دھونس کام میں لائی جارہی ہے، بلکہ اس موضوع پر تو لوگوں کو ''ایمان'' اور ''عاقبت'' کی فکر کرائی جارہی ہے!!!...... حالانکہ منہجِ سلف کو اللہ کے فضل سے ارجاء کے اس گمراہ کن مذہب سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں۔

سب سے عجیب بات مفتی صاحب کا یہ مصرعہ ہے:

''جس طرح سلف اپنے دور کے حکمرانوں کے ساتھ پیش آئے تھے، ویسے ہی ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنے دور کے حکمرانوں کے ساتھ پیش آئیں، بصورتِ دیگر ہم سلف کی راہ پر نہ ہوں گے''!!!

سلف کی اتباع سر آنکھوں پر، مگر کیا دورِ سلف کے حکومتی نظام اپنی حقیقت اور ماہیت کے اعتبار سے ویسے ہی تھے جیسے آج کے حکومتی نظام ہیں؟؟؟ آج کے ان انگریزی نظاموں کے ساتھ ''سلف جیسا تعامل'' تو تب ہو جب یہ ''دورِ سلف جیسے نظام'' ہوں! مگر کیا دورِ سلف کے حکومتی نظاموں اور آج کے حکومتی نظاموں میں ایک جوہری اور اساسی فرق نہیں؟! چلیے خلافتِ راشدہ نہ سہی، آپ ہمیں بنو امیہ اور بنو عباس جیسا نظامِ خلافت ہی لا دیجیے، ہم اگر ان نظاموں کے ساتھ بالکل ویسا ہی تعامل نہ کریں جیسا بنو امیہ اور بنو عباس کے دور میں ہمارے سلف کرتے رہے تھے تو یقیناً ہم ظالم ہوں گے۔ مگر کیا بنو امیہ اور بنو عباس کے دورِ خلافت اور آج کے ان انگریزی اور فرانسیسی شریعت پر چلنے والے مستعار نظاموں کے مابین زمین آسمان کا فرق نہیں؟ ان کو ایک کر دینا کون سی ''سلفیت'' ہے؟؟؟!!

آج کے حکومتی نظاموں کا حکم کیا زمانہ سلف کے حکومتی نظاموں جیسا ہے؟؟؟ زمانہ سلف کے حکمران کیا انگریز سے قانون لیتے تھے؟ اگر نہیں، تو پھر دونوں کو حکم میں ایک جیسا کر دینا کون سی علمیت

ہے؟؟؟......... حضرات! جیسا برتاؤ دورِ سلف میں اللہ کی شریعت پر قائم نظام کے ساتھ، ویسا ہی برتاؤ دورِ حاضر میں غیر اللہ کی شریعت پر قائم نظام کے ساتھ؟! ﴿هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا﴾ ''کیا دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟'' کیا معاذ اللہ ''سلف کی پیروی'' کی صورت یہ ہے کہ اندھیرے اور اجالے کا فرق ختم کر دیا جائے؟ ہر دو کے ساتھ ایک سا برتاؤ ہی لازم ٹھہرایا جائے؟؟؟ سلف کے دور میں اللہ کی شریعت قائم تھی، آج اللہ کی شریعت قائم نہیں ہے......... کیا دونوں کا حکم ایک کر دینا سلف کے راستے پر چلنے کا تقاضا ہے؟؟؟

صرف یہ دیکھنا کہ سلف نے ''حکمرانوں'' کے ساتھ تعامل ''یوں'' کیا تھا، یہ نہ دیکھنا کہ سلف کے دور کے حکمران ''کس شریعت'' پر تھے اور آج کے حکمران ''کس شریعت پر''، اور پھر دورِ سلف میں ہونے والے تعامل کو اپنے اس دور کے حکمرانوں سے تعامل کے لیے ایک نمونے کے طور پر پیش کرنا، ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟![1]

امام احمد بن نصر الخزاعی کا حاکمِ وقت کے خلاف خروج

علاوہ ازیں مفتی صاحب اہل سنت کے مشہور امام احمد بن نصر الخزاعی رحمۃ اللہ علیہ (م 231ھ/846ء) کے متعلق کیا ارشاد فرمائیں گے جنھوں نے اپنے دور کے حکمران کے خلاف خروج کیا تھا حتی کہ انھیں شہید کر دیا گیا؟[2] امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کے متعلق فرماتے ہیں: ''اَلْإِمَامُ الْكَبِيرُ الشَّهِيدُ.........''[3]

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا ذکر سن کر کہا:

(رَحِمَهُ اللهُ، مَا كَانَ أَسْخَاهُ بِنَفْسِهِ لِلّٰهِ، لَقَدْ جَادَ بِنَفْسِهِ لَهُ)

''آپ نے کس قدر فیاضی سے اپنی جان کو اللہ کے لیے پیش کر دیا۔ اللہ آپ پر رحم فرمائے! آپ نے اللہ کے لیے اپنی جان قربان کر دی۔''

---

[1] دیکھیے سہ ماہی ایقاظ: جنوری تا مارچ 2009ء، ص 39-40 .

[2] الأعلام للزركلي: 1/264.

[3] سير أعلام النبلاء: 11/166.

امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے متعلق فرمایا:

(قَدْ خَتَمَ اللّٰهُ لَهُ بِالشَّهَادَةِ)

" اللہ نے شہادت کے ساتھ آپ کا خاتمہ فرمایا۔"[1]

بڑے مفسدے سے بچنے کے لیے چھوٹا مفسدہ اختیار کرنا

شبہ:9 دو مفسدے ہوں تو بڑے مفسدے سے بچنے کے لئے چھوٹا مفسدہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔

کشمیر کا بڑا مفسدہ پاکستان میں چھوٹا کیوں؟!

ازالہ: مفتی صاحب بتائیں کہ کشمیر کے جہاد میں بڑا مفسدہ کیا ہے اور چھوٹا مفسدہ کیا ہے؟ بڑا مفسدہ یہی ہے کہ وہاں مسلمان مظلوم ہیں، لہٰذا کمزور مسلمانوں کی مدد کے لیے مسلمانوں کو جان و مال اور لشکر کے مجاہدوں کی جتنی قربانیاں دینی پڑیں، وہ بہر حال چھوٹا مفسدہ ہے۔ جماعۃ الدعوۃ کے مجلہ الحرمین مارچ 2010 کے صفحہ :16 پر کشمیر میں دی جانے والی قربانیوں کے اعداد و شمار ملاحظہ فرمائیں:

- کل شہادتیں=93,119
- حراستی شہادتیں=6969
- گرفتار بے گناہ=116.727
- تباہ کی گئی جائیدادیں=105.778
- بیوگان=22715
- معذور بچے=107,313
- عورتوں کی عصمت دری=9,900

ہم پوچھتے ہیں کہ کیا یہی مفسدے، یعنی کفر و شرک کا غلبہ، اسلام کا نافذ نہ ہونا اور مسلمانوں کا مظلوم ہونا وغیرہ پاکستان میں نہیں ہیں.........؟![1] ایک مفسدہ کشمیر میں تو بڑا ہے لیکن وہی مفسدہ "وطنِ عزیز" پاکستان میں چھوٹا.........فَيَالَلْعَجَبِ!

[1] البداية والنهاية : 10/287-285.

1 کشمیر کشمیر کی رٹ لگانے والوں کو وزیرستان میں روزانہ ہونے والے امریکی ڈرون حملوں اور نیٹو کی بمباری نظر کیوں نہیں آتی ؟! 3 اکتوبر 2010ء کی سب سے بڑی سرخی یہ ہے کہ شمالی وزیرستان میں امریکہ نے 7 گھنٹوں میں 3 ڈرون حملے کیے ہیں جن میں بیسیوں مسلمان شہید ہوئے ہیں۔ خود جماعۃ الدعوۃ کے امیر حافظ سعید نے 15 مئی 2011ء کی ریلی میں اعتراف کیا کہ ہر روز ڈرون حملہ ہو رہا ہے۔ اسی طرح انھوں نے 24 مئی 2011ء کو دنیا چینل کو انٹرویو دیتے ہوئے یہ اعتراف کیا کہ امریکہ نے "ڈرون حملے کر کے ہزاروں پاکستانیوں کو مارا، موت کے گھاٹ اتارا۔" ان کی ہفت روزہ اخبار "جرار" (19 شعبان 1432ھ بمطابق 22 جولائی 2011ء) میں فرنٹ پر یہ خبر لگی ہے: "امریکا نے پاکستان پر میزائلوں کی بارش کر دی، 70 بے گناہ شہید۔ شمالی اور جنوبی وزیرستان پر ایک ساتھ تابڑ توڑ حملے، گھر، گاڑیاں تباہ، بیسیوں بے گناہ زخموں سے چور۔" تعجب تو یہ ہے کہ پھر اسی اخبار میں امیر حمزہ نے اپنے آقاؤں کی خوشنودی کے لیے ایک کالم بھی لکھ مارا ہے جس میں قبائلی علاقوں میں ناپاک فوج کے خلاف برسرِ پیکار مجاہدین کو بڑی دیدہ دلیری اور بے شرمی کے ساتھ امریکہ اور انڈیا کا ایجنٹ ثابت کرنے کی مذموم اور ناکام کوشش کی ہے۔ یہی حال ان کے امیر حافظ محمد سعید کا ہے۔ اس سے پچھلے ہفتے کے جرار میں ان کا یہ بیان شائع ہوا: "ڈرون حملوں میں بے گناہ قبائلیوں کو نشانہ بنا کر پاکستان کے خلاف بھڑکایا جا رہا ہے۔" ایک طرف تو یہ کہہ رہے ہیں کہ امریکہ اور انڈیا کے ایجنٹ وہاں دہشت گردی کر رہے ہیں اور دوسری طرف یہ کہتے ہیں کہ خود قبائلیوں کو بھڑکایا جا رہا ہے۔ قبائلی علاقوں کے حوالے سے جماعۃ الدعوۃ کے رہنماؤں کے ایسے اور بھی بہت سے متضاد بیانات موجود ہیں۔ وہ عوام کو حقیقت بتانے کے بجائے طرح طرح کی باتیں بنا کر دھوکہ دے رہے ہیں، ناپاک فوج کا بھرپور دفاع کر رہے ہیں اور ان کی سیاہ کاریوں پر پردہ ڈال رہے ہیں بلکہ ان کے لیے مزید ظلم کی راہ ہموار کر رہے ہیں۔ وہ اپنے پروگراموں میں " ملٹی میڈیا بریفنگ " کے نام پر فوج اور اس کے اسلحے کی خوب نمائش کر رہے ہیں۔ ان کے بعض جلسوں میں تو اسٹیج کے پاس یہ بینر بھی پڑھنے کو ملے کہ "ہم پاکستانی فورسز کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں۔" سوال یہ ہے کہ اگر قبائلی علاقوں میں امریکہ اور انڈیا کے ایجنٹ ہے تو پھر امریکہ وہاں میزائلوں کی بارش کیوں کر رہا ہے ؟! کچھ سوچیے! چیزوں کی پہچان اپنی اضداد سے ہوتی ہے۔ خود امریکہ کئی بار یہ اعتراف کر چکا ہے کہ اس کا اصل ہدف وہاں موجود القاعدہ اور طالبان کے مجاہدین ہیں جن سے اس کو شدید خطرہ لاحق ہے۔ اسی مقصد کے لیے وہ آپ کی ناپاک فوج اور حکمرانوں کو بھی استعمال کر رہا ہے۔ انھوں نے ہی امریکہ کو ڈرون حملوں کی اجازت دی ہے۔ اس کا اعتراف حافظ سعید نے بھی اپنے جرار میں شائع ہونے والے مذکورہ بالا بیان میں کیا ہے کہ "حکمرانوں کا یہ کہنا کہ ہم نے ڈرون حملوں کی اجازت نہیں دی، کسی صورت درست نہیں ہے۔" ایبٹ آباد آپریشن، جسے خود حافظ سعید بھی "کھلی ننگی جارحیت" کہتے ہیں، میں بھی آپ ہی کی فوج پیش پیش رہی۔ لہٰذا امریکہ کے ایجنٹ تو یہ خود ہیں، نہ کہ مجاہدین۔ کیا آپ کو قبائلی علاقوں میں ہونے والے فوج کے مظالم نظر نہیں آتے ؟ وہ کس طرح وہاں رہنے والے مسلمانوں کو درندگی کا نشانہ بنا رہی ہے۔ اس میں انسانیت نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ انھوں نے وہاں بے گناہ عوام کو قتل، گرفتاری اور ظالمانہ تشدد کا نشانہ بنایا ہے۔ وہاں کے علماء، بزرگوں، عورتوں اور بچوں تک کو نہیں چھوڑا۔ ذرا وہاں جا کر دیکھیں تو سہی کہ فوج نے کیسے بستیوں کی بستیاں بمباری کر کے کھنڈروں میں تبدیل کر دی ہیں۔ مسجدوں، اسکولوں، گھروں، ہسپتالوں اور بازاروں کو ملیامیٹ کر دیا ہے۔ ◀◀

معافی غیر بدری کے لیے بھی ہے

شبہ:10 سوال ہوا کہ حاطب بدری تھے، اس لیے معاف کر دیا۔ جواب میں مفتی صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ اس میں یہ تو کوئی نہیں کہ جو بدری نہیں، اس کو معافی نہیں ملے گی۔ کسی حدیث میں یہ بھی ہے کہ جو غیر بدری ہو گا، اس کو معافی نہیں ملے گی۔

حاطب رضی اللہ عنہ والی سعادت آج کسے حاصل ہے؟

ازالہ: مفتی صاحب کا چونکہ کام ہی جماعت کے باطل موقف کو شرعی لبادہ پہنا کر درست ثابت کرنا اور مخلص کارکنان کے ذہنوں میں طرح طرح کے شبہات پیدا کرنا ہے، اسی لیے وہ فضول قسم کی اونگیاں بونگیاں مار رہے ہیں جو اتنے بڑے مفتی صاحب کے علم و تحقیق پر ایک سوالیہ نشان ہے؟!

ہم مفتی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ وہ سعادت جو حاطب رضی اللہ عنہ کو بدر اور حدیبیہ میں شریک ہونے کی وجہ سے حاصل ہوئی تھی، کیا وہی سعادت آج کے رافضی، قبر پرست اور طاغوتی حکمرانوں کو بھی حاصل ہے........؟ کیا آج کے بدمعاش حکمرانوں کو بھی سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کی طرح عام معافی مل چکی ہے کہ جو چاہیں کرتے رہیں؟

ہم لوگوں کی ظاہری حالت کے پابند ہیں

اسلام ہمیں ظاہری حالت کا مکلف ٹھہراتا ہے۔ دل اور باطن کے ہم مکلف نہیں۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

◀◀ میڈیا پر تو پابندی ہے کہ وہ فوج کے یہ سارے ظلم نشر نہیں کر سکتا۔ کسی کو فوج کے خلاف ایک لفظ بولنے کی بھی اجازت نہیں۔ اس کے باوجود میڈیا پر فوج کے کچھ مظالم کسی نہ کسی طرح نشر بھی ہوئے ہیں۔ رہی بات عورتوں اور بچوں کو مارنے اور مسجدوں اور اسکولوں کو منہدم کرنے کی تو مجاہدین کئی بار کھل کر اس قسم کی کارروائیوں کی تردید اور مذمت کر چکے ہیں۔ حقیقت میں یہ سب دشمن کی کارستانیاں ہوتی ہیں جو وہ مجاہدین کو بدنام کرنے اور عوام کو ان سے بدظن اور متنفر کرنے کے لیے ان کے سر تھوپ دیتے ہیں۔ یہی صورتحال آپ کی فوج کے غیر مختون لوگوں وغیرہ کو میڈیا کے سامنے پیش کرنے کی ہے۔ وہ یہ سب کچھ مجاہدین کے خلاف پروپیگنڈے کے طور پر اور عوام میں اپنی گرتی ساکھ کو بچانے اور اپنی شکست کو چھپانے کے لیے کرتی ہے۔ حقیقت سے ان باتوں کا کوئی تعلق نہیں۔

«إِنِّي لَمْ أُومَرْ أَنْ أَنْقُبَ قُلُوبَ النَّاسِ وَلَا أَشُقَّ بُطُونَهُمْ»

"مجھے لوگوں کے دل ٹٹولنے یا ان کے پیٹ چیرنے کا حکم نہیں دیا گیا(مجھے لوگوں کے باطنی حالات معلوم کرنے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ ان کی ظاہری حالت پر حکم لگانے کا حکم دیا گیا ہے۔)"[1]

سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کے کلمہ پڑھنے والے شخص کو قتل کرنے والی حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔[2] اسی طرح کتب حدیث میں سیدنا عباس رضی اللہ عنہما کے جنگ بدر میں قید ہونے کا جو واقعہ ہے، اس سے بھی یہی پتا چلتا ہے۔ جب انھوں نے یہ عذر پیش کیا کہ میں مسلمان تھا اور مجبور ہو کر نکلا ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا عذر قبول نہیں کیا اور فرمایا:

«اَللّٰهُ أَعْلَمُ بِإِسْلَامِكَ، فَإِنْ يَكُنْ كَمَا تَقُولُ فَاللّٰهُ يُجْزِيكَ فَافْدِ لِنَفْسِكَ وَابْنَيْ أَخَوَيْكَ نَوْفَلَ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَعَقِيلَ بْنَ أَبِي طَالِبِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَحَلِيفَكَ عُتْبَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ جَحْدَمٍ أَخَا بَنِي الْحَارِثِ بْنِ فِهْرٍ»

"اللہ تعالیٰ آپ کے اسلام کے بارے میں زیادہ جانتا ہے، اگر بات ایسے ہی ہے جیسے آپ کہہ رہے ہیں تو اللہ آپ کو اس کا بدلہ دے گا۔ (لیکن چونکہ آپ کا ظاہر ہمارے خلاف تھا)اس لیے اپنا فدیہ ادا کریں۔ نیز اپنے دونوں بھتیجوں نوفل بن حارث بن عبد المطلب اور عقیل بن ابی طالب بن عبد المطلب اور اپنے حلیف عتبہ بن عمرو بن جحدم، جو بنو حارث بن فہر سے ہیں، کا بھی فدیہ ادا کیجیے۔"[3]

اسی اصول "اَلْحُكْمُ عَلَى الظَّاهِرِ" کو سامنے رکھتے ہوئے حضرت عمر نے حاطب رضی اللہ عنہ کو منافق کہہ کر قتل کرنا چاہا۔ اس پر نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں «مَنْ كَفَّرَ أَخَاهُ........» والی حدیث یاد دلائی کہ

---

[1] صحيح البخاري، حديث: 4351، صحيح مسلم، حديث: 1064.

[2] صحيح البخاري، حديث: 4269، وصحيح مسلم، حديث: 96.

[3] المستدرك للحاكم: 3/324، ومجمع الزوائد: 7/28، وتفسير ابن كثير: 2/232، وتفسير البغوي: 3/387.

اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہہ رہے ہو اور نہ حاطب رضی اللہ عنہ یا کسی اور صحابی ہی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تکفیری اور خارجی کہا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے حاطب رضی اللہ عنہ کے واقعے سے جو سمجھا، اسے بیان کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس تعلیق اور فہم کو درست قرار دیا اور ان کے قتل میں مانع کا پایا جانا بیان کر دیا، یعنی ان کا بدری ہونا۔ یہ انھی کی خصوصیت ہے۔ اب قیامت تک کسی کو یہ شرف حاصل نہیں ہو سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب کو قتل نہ کرنے کی وجہ ان کا مسلمان ہونا نہیں بتائی کیونکہ اگر ان کے قتل کا مانع اسلام ہوتا تو ان کے بدری ہونے کے ذکر کرنے کا کوئی فائدہ نہ ہوتا بلکہ اس وقت آپ عمر رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے کہ اے عمر! وہ تو مسلمان ہے، تم اسے کیسے قتل کر سکتے ہو.........؟

اسی طرح پہلے جماعۃ الدعوۃ کی طرف سے شائع شدہ کتاب ''جہاد کشمیر'' کا ذکر کیا جا چکا ہے، اس کے صفحہ:170 پر لکھا ہے:

> ''خط بھی پکڑا گیا شرعاً اس کی سزا قتل تھی مگر آنحضرت نے اس کے بدری ہونے کی وجہ سے اسے معاف کر دیا۔ اس پر سورۃ الممتحنہ اتری جس میں اس جاسوسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس کی مذمت ان الفاظ میں فرمائی۔''

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

> ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی سچائی کی وجہ سے انھیں کچھ نہیں کہا، تاہم اللہ نے تنبیہ کے طور پر یہ آیات نازل فرما دیں تاکہ آئندہ کوئی مومن کسی کافر کے ساتھ اس طرح کا تعلقِ مودت قائم نہ کرے۔''[1]

محدثین کی نظر میں بھی معافی صرف بدری کے لیے ہے

قارئین کرام! اب ہم درج ذیل سطور میں امت کے چند جلیل القدر ائمہ اور محدثین کرام کے چند اقوال پیش کرتے ہیں۔ ان میں مفتی مبشر احمد ربانی صاحب کے اس بودے اعتراض کا مسکت

[1] تفسیر احسن البیان، ص:1624، طبع جدید دار السلام.

اور دندان شکن جواب اور رد موجود ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ "اس میں یہ تو کوئی نہیں جو بدری نہیں اس کو معافی نہیں ملے گی۔"

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول: "مجھے اس کی گردن مارنے کی اجازت دیجیے"، اس میں دلیل ہے کہ مسلمان جاسوس کو قتل کرنا جائز ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کی اس بات کا انکار نہیں کیا لیکن ان کے عذر کو اس لیے قبول کیا کہ اللہ تعالیٰ نے بدر میں شریک ہونے والوں کے گناہوں کو معاف کر دیا ہے۔"

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں:

"جو بات مجھ پر واضح ہوئی، وہ یہ ہے کہ حاطب رضی اللہ عنہ کی حدیث اب اس معاملے میں مستقل حجت نہیں ہے، کیونکہ جب انھوں نے اپنے بارے میں عذر پیش کیا، جو مذکور ہے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حاطب سچ کہتا ہے۔" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے سے حاطب رضی اللہ عنہ کا قطعی طور پر سچا ہونا تو ثابت ہو گیا لیکن حاطب رضی اللہ عنہ کے علاوہ اگر اب کوئی جاسوسی کرے گا تو اس کے باطن کی سلامتی کا حتمی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا، نہ اس بات میں اس کے سچا ہونے کا یقین ہی ہو سکتا ہے جس کے متعلق وہ عذر پیش کرے، چنانچہ اس حدیث میں مذکور قصہ صرف اسی واقعے کے ساتھ خاص ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور کے لیے یہ جاری نہیں ہو سکتا کیونکہ جس طرح اس میں ان کے سچا ہونے کا علم ہو گیا ہے، ان کے علاوہ کسی اور کا سچا ہونا معلوم نہیں ہو سکتا۔ میرے نزدیک یہ واقعہ اس درجے میں ہے جو اہل اصول نے بیان کیا ہے کہ جب کوئی حکم کسی معین اور خاص علت کے ساتھ معلل ہو تو اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔"[1]

امام ابو القاسم سہیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

---

[1] اکمال المعلم شرح صحیح مسلم 7/537،538، طبع دار الوفاء.

''اس حدیث میں جاسوس کو قتل کرنے پر دلیل ہے کیونکہ عمر رضی اللہ عنہ نے جب کہا کہ ''مجھے اس کی گردن مارنے کی اجازت دیجیے'' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فرمایا ''تمھیں کیا معلوم اے عمر! اللہ تعالیٰ نے اصحاب بدر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ہے تم جو چاہو عمل کرو، میں نے تمھیں معاف کر دیا ہے۔'' آپ نے ان کے قتل سے منع کرنے کے حکم کو ان کے بدر میں حاضر ہونے کے ساتھ معلق کر دیا، اس میں دلیل ہے کہ اب اگر کوئی حاطب رضی اللہ عنہ جیسا کام کرے گا اور وہ بدری نہ ہو تو اسے قتل کیا جائے گا۔''[1]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ یہ واقعہ ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کے اس گناہ کو اللہ تعالیٰ نے بدر میں شریک ہونے کی وجہ سے معاف کر دیا۔''[2]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ دوسری جگہ یہی واقعہ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

''صحیحین میں حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا قصہ منافق زندیق کو قتل کرنے کے جواز پر دلالت کرتا ہے۔ جب عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس منافق کی گردن اڑادوں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''وہ تو بدر میں حاضر ہوا ہے اور تمھیں کیا معلوم اللہ تعالیٰ نے غزوہ بدر میں شریک ہونے والوں کے متعلق فرمایا ہے: ''تم جو چاہو عمل کرو میں نے تمھیں معاف کر دیا ہے۔'' اس واقعے میں دلیل ہے کہ منافق کو توبہ کرائے بغیر قتل کرنا مشروع ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کی اس بات کا انکار نہیں کیا جب انھوں نے منافق کو قتل کرنا حلال سمجھا، لیکن آپ نے ان کو یہ جواب دیا کہ وہ منافق نہیں بلکہ بدری ہیں جن کو اللہ نے معاف کیا ہوا ہے۔ پس اگر کوئی نفاق ظاہر کرے جس کے نفاق ہونے میں کوئی شبہ نہ ہو تو وہ مباح الدم ہے، یعنی اسے قتل کرنا جائز ہو گا۔''[3]

---

[1] الروض الانف: 2/26، طبع مکتبہ فاروقیہ ملتان۔

[2] مجموع الفتاویٰ: 35/68 .

[3] الصارم المسلول، ص:242، طبع ابن حزم .

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فتح مکہ سے مستنبط فوائد کے تحت لکھتے ہیں:

”اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جاسوس کو قتل کرنا جائز ہے، خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو کیونکہ عمر رضی اللہ عنہ نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے قتل کی اجازت مانگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں یہ نہیں فرمایا کہ وہ مسلمان ہے، اس کا قتل جائز نہیں، بلکہ یہ فرمایا کہ تمھیں کیا معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ہے: تم جو چاہو عمل کرو، پس آپ نے یہ جواب دیا کہ ان کے قتل میں ایک مانع ہے اور وہ مانع ان کا بدر میں حاضر ہونا ہے۔ اس جواب کے ساتھ ایسے جاسوس کے قتل کے جواز پر خبر دار کرنا ہے جس کیلئے اس طرح کا مانع نہ ہو۔“[1]

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”عمر رضی اللہ عنہ کا حاطب رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کی اجازت مانگنے کے واقعے سے جاسوس کو قتل کرنے کی مشروعیت پر دلیل لی گئی ہے۔ یہی امام مالک اور ان کے ساتھ موافقت کرنے والے دیگر علماء کا قول ہے۔ وجہ دلالت یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کے ارادۂ قتل کو برقرار رکھا اگر مانع نہ ہوتا، پس آپ نے ان کے قتل میں موجود مانع کا بیان کر دیا، یعنی حاطب رضی اللہ عنہ کا بدری ہونا اور یہ خصوصیت حاطب رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کیلئے محال و ناممکن ہے۔ پس اگر اسلام ان کے قتل میں مانع ہوتا تو اس سے زیادہ خاص علت بیان نہ کرتے“۔[2]

امام ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”عمر رضی اللہ عنہ نے جب حاطب رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کی اجازت مانگی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”وہ بدر میں حاضر ہوئے ہیں“ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ انھوں نے ایسا کام نہیں کیا جو ان کے قتل کو جائز کرتا ہو بلکہ آپ نے ان کے قتل نہ کرنے کی علت اور وجہ یہ بیان کی کہ وہ بدری ہیں اور

---

[1] زادالمعاد: 3/381. نیز دیکھیے: بدائع الفوائد: 4/940.

[2] فتح الباري: 8/810، طبع دارالسلام.

اہل بدر کو اللہ تعالیٰ نے معاف کیا ہوا ہے۔ پس حاطب رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کے حق میں اس مانع کا پایا جانا محال و ناممکن ہے۔"[1]

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ وہ بدر میں شریک ہوئے ہیں" اس سے واضح ہوتا ہے کہ ان کو قتل نہ کرنے کی علت ان کا بدری ہونا ہے۔ اگر وہ بدری نہ ہوتے تو یقیناً قتل کے مستحق ٹھہرتے۔ اس میں اس شخص کے لیے مضبوط دلیل ہے جو کہتا ہے کہ جاسوس کو قتل کیا جائے گا اگرچہ وہ مسلمانوں ہی سے تعلق کیوں نہ رکھتا ہو۔"[2]

قارئین کرام! سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کے اس واقعے پر ائمہ و محدثین کی توضیحات و تصریحات سے مفتی مبشر احمد ربانی صاحب کی اس بات کی واضح تردید ہوتی ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ "اس میں یہ تو کوئی نہیں جو بدری نہیں، اس کو معافی نہیں ملے گی۔"

ماضی قریب کے دو بڑے عرب علماء کی وضاحت

اب ہم ماضی قریب کے دو بڑے علماء کے اقوال سے مفتی صاحب کی بات کا رد کرتے ہیں۔ شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جاسوس جب دشمن کیلئے جاسوسی کرے تو اسے قتل کرنا واجب ہو گا، خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی قریش کو مراسلت اور جاسوسی کا علم ہوا تو امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آپ سے اس کے قتل کی اجازت مانگی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ تو بدری ہیں اور تمھیں کیا معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے بارے میں فرمایا ہے: تم جو چاہو عمل کرو، میں نے تمھیں معاف کر دیا ہے۔" پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جاسوسی کے عمل کو موجب قتل قرار دیا ہے لیکن ان کے قتل میں ایک مانع پایا گیا اور وہ ان کا بدری ہونا تھا، لیکن یہ علت ہمارے اس دور میں نہیں پائی جا سکتی۔

---

[1] جامع العلوم والحکم: ص325، بتحقیق شعیب ارناؤوط.

[2] نیل الاوطار: 2/1694، بتحقیق خلیل مامون شیحا.

پس جب کوئی انسان دشمن کے لیے مسلمانوں کی جاسوسی کرتا پایا جائے، خواہ وہ لکھ کر مسلمانوں کی خبریں دشمن تک پہنچائے یا بالمشافہ پہنچائے، یا وہ ٹیپ ریکارڈنگ کے ذریعے مسلمانوں کی خبریں ان تک منتقل کرے تو اسے قتل کرنا واجب ہے حتیٰ کہ اگر وہ توبہ بھی کرے کیونکہ یہ حد کی طرح ہے۔ اس کے شر کو دور کرنے اور ان جیسے دوسرے لوگوں کو اس فعل سے باز رکھنے کے لیے۔"[1]

ایک دوسری جگہ پر حاطب رضی اللہ عنہ کا واقعہ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"اس میں دلیل ہے کہ اگر مانع نہ ہو تو جاسوس کو قتل کیا جائے گا اور حاطب رضی اللہ عنہ کے حق میں پایا جانے والا مانع غیر بدریوں کیلئے دوبارہ نہیں آسکتا۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ مسلمان جاسوس کو قتل کیا جائے گا۔ اس کے قتل میں کوئی شک نہیں ہے کیونکہ اس کا فساد اور نقصان بہت بڑا ہے۔"[2]

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ ایک اور جگہ اسی واقعے کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب رضی اللہ عنہ کا قتل ان کے بدری ہونے کی وجہ سے روک دیا۔ اس لیے اگر اب ہم مسلمانوں میں سے کوئی ایسا جاسوس پائیں گے جو ہماری خبریں کافروں تک پہنچاتا ہو تو اس کا قتل واجب ہوگا حتی کہ اگر وہ کہے کہ میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی گواہی دیتا ہوں، پھر بھی بلا استثنا اسے قتل کرنا واجب ہوگا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب رضی اللہ عنہ کا قتل صرف ان کے بدری ہونے کی وجہ سے روکا تھا اور یہ (بدری ہونا) ایک ایسی خصوصیت ہے جو قیامت تک کے لیے کسی کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ علمائے کرام نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ جاسوس کو ہر حال میں قتل کیا جائے گا، خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر کیونکہ وہ ہماری خبریں ہمارے دشمنوں تک پہنچاتا ہے۔"[3]

---

[1] الشرع الممتع: 8/87، طبع دار ابن الجوزي.

[2] شرح كتاب السياسة الشرعية، ص: 351.

[3] شرح رياض الصالحين: 1/2206، رقم (1830) مكتبه شامله.

شیخ سعید بن علی بن وہب القحطانی لکھتے ہیں: میں نے سماحۃ العلامۃ عبد العزیز بن باز رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ (حاطب رضی اللہ عنہ کی) حدیث بڑی عظیم الشان ہے۔ اس سے دو مسئلے ثابت ہوئے:

① جاسوسی کا جائز ہونا جب اس میں مسلمانوں کا فائدہ ہو، جیسا کہ علی، زبیر اور مقداد رضی اللہ عنہم نے کیا تھا۔

② جاسوسی کا حرام ہونا جب اس میں مسلمانوں کا ضرر اور نقصان ہو، یا اس میں مسلمانوں کی کوئی مصلحت نہ ہو۔ ایسی جاسوسی جس سے مسلمانوں کو نقصان پہنچتا ہو، وہ قتل کو واجب کرتی ہے لیکن حاطب رضی اللہ عنہ کو ایک شبہ لاحق ہو گیا تھا، اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو لحاظ سے ان کا عذر قبول فرمایا:

❶ ان پر معاملہ مشتبہ ہو گیا تھا

❷ ان کے بدری ہونے کی وجہ سے

البتہ اب اگر مسلمانوں میں سے کوئی یہ کام کرے گا تو اسے قتل کیا جائے گا کیونکہ یہ ارتداد ہے مگر حاطب رضی اللہ عنہ کے حق میں نہیں ہے۔[1]

محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے سلطہ حاصل کر کے قتال کیا

شبہ:11 سوال ہوا کہ امام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک آپ کے بالکل خلاف تھی۔ مفتی صاحب نے جواب دیا کہ وہ بالکل میرے موقف میں ہے۔ کس طرح انھوں نے شاہ سعود حکمران پر محنت کی۔ جب محنت کر کے اسلامی نظام قائم ہو گیا تو پھر سلطہ جب آ گیا تو انہوں نے سارا کچھ کیا۔ کیا اس سے پہلے محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے قتال شروع کیا؟ ان کی سیرت پڑھو اچھی طرح۔ شاہ سعود حکمران پر محنت کی، اس کو دعوت دی، اس کو سمجھاتے رہے، جب وہ قائل ہو گیا تو حکمران تھا وہ اسلامی۔ پھر جتنی غیر شرعی چیزیں تھیں، اس نے ختم ہی کر دیں۔ آج ہمارے پاس بھی اس طرح سلطہ نصیب ہو جائے تو فکر نہ کریں ان شاء اللہ کوئی مزار نہیں رہے گا۔ مصلحت بھی تو دیکھو نا۔

[1] فقہ الدعوۃ فی صحیح الامام البخاری: 2/681-682.

سوال کچھ جواب کچھ

ازالہ : سوال کرنے والے کا جماعۃ الدعوۃ کے ساتھ یہ اختلاف تھا کہ امام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک میں تو نام نہاد مسلمانوں سے جہاد کیا گیا تھا جو آپ کے خلاف ہے مگر چونکہ جواب دینے والے جماعۃ الدعوۃ کے مفتی تھے۔وہ جانتے تھے کہ واقعی محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک تو ہمارے خلاف جاتی ہے۔تو جواب میں حکمران (سلطہ) کی شرط لے آئے، حالانکہ جس جہاد کشمیر کے موقع پر وہ خود اس کا انکار کرتے ہیں۔بلکہ اس تقریر میں بھی اسی امیر کی شرط والے سوال کے جواب میں اس کا سختی سے رد کر چکے ہیں۔اور ابن تیمیہ کے حوالے سے کہہ چکے ہیں کہ دفاعی جہاد میں کسی قسم کی کوئی شرط نہیں، نہ والدین، نہ حکمران وغیرہ کی۔

محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک نام نہاد مسلمانوں کے خلاف تھی

قارئین کرام! امام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک مفتی صاحب کے موقف کے بالکل خلاف تھی کیونکہ انہوں نے جہاں جہاد کیا تھا، وہاں دور دور تک نام نہاد مسلمانوں کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔بلکہ امام صاحب کی اولاد و احفاداور دیگر ائمۃ الدعوۃ النجدیۃ نے "عثمانی خلافت" کی تکفیر کی تھی جو بہر حال دین کو کچھ اہمیت دیتی تھی، صلیبی کافروں کے خلاف تھی اور موجودہ صلیبی کافروں کی فرنٹ لائن اتحادی طاغوتی حکومت کی نسبت کئی درجہ بہتر تھی۔مفتی صاحب میں اگر جرات ہے تو امام صاحب، ان کی اولاد و احفاداور ائمۃ الدعوۃ النجدیۃ کو بھی باغی قرار دیں جس طرح انھوں نے جامعہ حفصہ اور لال مسجد کے معصوم طلباء اور طالبات کو پاکستانی حکومت کا باغی قرار دیا ہے........؟

امام محمد بن عبدالوہاب کو بھی اپنے دور میں ان نام نہاد مسلمانوں سے لڑنے کے جرم میں نام نہاد مفتیوں سے پالا پڑا تھا۔ان مفتیوں کے پاس چونکہ دلائل نہیں تھے، اس لیے انھوں نے ان کو غلط القابات دیے اور ان کو بدنام کیا، یعنی وہابی اور خارجی وغیرہ کہا۔شاید آپ نے اُن کی سیرت کو اچھی طرح پڑھا نہیں، یا پھر آپ تجاہلِ عارفانہ سے کام لے رہے ہیں.........!

حکمرانوں کے کافر ثابت ہوتے ہی ان سے قتال نہیں ہو گا

شبہ:12 سوال ہوا کہ ہمارے پاکستان کے حکمرانوں نے بھی تو حقوق نسواں کا بل پاس کیا ہے، وہ بھی تو خلاف شریعت ہے (تاتاریوں نے بھی یہی کیا تھا تو ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے جہاد کیا تھا) ان حکمرانوں کے خلاف جہاد کیوں نہیں کرتے۔ مفتی صاحب جواب دیتے ہیں کہ میں نے پہلے آپ کو یہ بات بتائی ہے۔ ایک اور نیا نکتہ بتاتا ہوں، یہ بھی سمجھ لو۔ مثلاً اگر سارے حکمران اسلام کا نام لینے والے ملک میں کافر ثابت ہو جائیں، علماء کافر ہونے کا فتویٰ دیں۔ پھر بھی محدثین نہیں کہتے کہ کافر ہونے کے ساتھ ہی قتال شروع ہو جائے۔ کیوں بھلا؟ فتح الباری میں یہ تفصیل سے ذکر ہے کہ اگر ہمارے پاس اتنی قوت آجائے کہ ہم کسی ظلم اور فساد کیے بغیر حکمرانوں کو ہٹا کر خود غالب آسکتے ہیں تو پھر ضروری ہے غالب آنا۔ اگر ایسا نہیں تو پھر صبر واجب ہے۔

مفتی صاحب کو عجیب ہی نکتہ سوجھا

ازالہ: جیسا کہ ہم پیچھے تاتاریوں والے نمبر شبہ:6 میں لکھ چکے ہیں کہ مفتی صاحب اس سوال کا جواب نہیں دے سکتے کیونکہ اتنا مان چکے ہیں کہ تاتاری صرف شریعت وضع کرنے کی وجہ سے کافر ہو گئے اور مسلمانوں نے اسی وجہ سے ان کے خلاف جہاد کیا تھا مگر انھوں نے اسے پھر یہاں ٹال دیا۔

جو نیا نکتہ بتایا، اس کا ہم مفسدہ والے نمبر میں تفصیل سے لکھ چکے ہیں۔ یہاں ہمیں یہ پوچھنا ہے کہ یہاں سوال دفاعی قتال وجہاد کا ہے۔ آپ کا بھی اور ائمہ و محدثین کا بھی اصول ہے کہ کوئی آپ کو یا آپ کے پڑوسی مسلمانوں کو مار رہا ہو اور پھر مارنے والا کافر ثابت ہو جائے تو ایک لمحے کے لیے بھی نہیں رک سکتے، کیونکہ معاملہ ہی دفاع کا ہے۔ پتا نہیں آپ کو مفتی کس نے بنا دیا کہ ایسا نکتہ سوجھا جس کا دفاعی جہاد پر اطلاق ہی نہیں ہوتا۔ اگر جواب نہیں آتا تھا تو ادھر ادھر کی ''بونگیاں'' مارنے کی کیا ضرورت تھی کیونکہ اس سے تو پھر جہادِ کشمیر پر بھی وہی اعتراض وارد ہوتا ہے۔

مفتی صاحب کا کالا جھوٹ

باقی رہا مفتی صاحب کا فتح الباری کا حوالہ دینا تو اس کے متعلق عرض ہے کہ فتح الباری کی وہ عبارت جسے مفتی صاحب نے کفر کے مرتکب حکمرانوں پر فٹ کیا ہے، وہ درحقیقت امراء الجور، یعنی ظالم وفاسق حکمرانوں کے متعلق ہے، لہٰذا یہ مفتی صاحب کا جھوٹ بلکہ کالا جھوٹ ہے!!! فتح الباری میں اسی عبارت کے متصل یہ بھی موجود ہے:

"جب حکمران کفر کا مرتکب ہو جائے تو اس کے خلاف خروج واجب ہو جاتا ہے۔"[1]

لیکن مفتی صاحب تدلیس سے کام لیتے ہوئے فتح الباری کی یہ عبارت "گول" کر گئے........!

موجودہ حکمرانوں کی حجاج سے تشبیہ

شبہ:13 اگر کوئی مسلم حکمران منافق ہو اور اللہ کے قانون کی خلاف ورزی کر رہا ہو، حالانکہ اس کے پاس اس کو روکنے کی طاقت ہو، پھر بھی اس کی حکومت میں زنا کے اڈے اور قرآن وسنت رائج نہ ہو تو پھر کیا کریں گے۔ تو مفتی صاحب نے جواب دیا کہ پھر وہ ظالم ہیں۔ ہمارا کام ہے ان کو دعوت دینا، اس کو سمجھانا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حکمران تمہارے جو ظلم کریں گے، حقوق غصب کریں گے، تم صبر کرنا اور ان کا حق ان کو دینا، تم نہ ان کے حق مارنا۔ حجاج بن یوسف نے تو علماء قتل کیے مگر ان کے پیچھے نماز پڑھنے والے بھی صحابہ تھے۔

ظالم مسلمان حکمران کی تو بات ہی نہیں ہو رہی

ازالہ: اس کو کہتے ہیں: سوال گندم، جواب چنا۔ مسلم ظالم حکمرانوں سے قتال نہ کرنے کا یہاں سوال ہی نہیں، یہاں تو متعدد نواقض اسلام کے مرتکب، اپنے شرک وکفر کا کھلم کھلا اظہار کرنے والے، نفاذ شریعت کا مطالبہ کرنے والوں سے جنگ کرنے والے اور حربی کافروں کا ساتھ دے کر مسلمانوں کا قتل عام کرنے والے طاغوتی اور مرتد حکمرانوں سے قتال کا سوال ہے۔ اصل میں بات کو گول کرنا اور اصل موضوع سے بات کو پھیرنا آپکی "مجبوری" ہے کیونکہ اصل موضوع پر آنے سے آپ کی جماعت کے موقف کا باطل ہونا واضح ہوتا ہے........!

[1] دیکھیے فتح الباری: 13/12، طبع دار السلام۔

موجودہ حکمرانوں کو حجاج پر قیاس کرنا سراسر غلط ہے

دوسرا مفتی صاحب کا موجودہ حکمرانوں کو حجاج بن یوسف پر قیاس کرنا کئی لحاظ سے درست نہیں ہے۔ شیخ ابو بصیر طرطوسی حفظہ اللہ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

① حقیقت میں حجاج حکمران اور خلیفہ نہیں تھا بلکہ وہ اموی خلافت اور اموی خلفاء کا ایک گورنر اور کارندہ تھا، چنانچہ اس سے ظلم و زیادتی، قتل اور انتقام کی جو غلطیاں صادر ہوئیں، وہ خلفاء کے دفاع کی قبیل سے تعلق رکھتی تھیں۔ اسی وجہ سے بعض سلف صالحین اس کے ظلم اور اس کی غلطیوں کی تاویل کیا کرتے تھے اور اس سے قتال کی بجائے اس کے ظلم پر صبر کرنا زیادہ اولیٰ سمجھتے تھے جبکہ عصرِ حاضر کے طاغوتی حکمران مسلمانوں سے صرف ان کے دین کی وجہ سے جنگ و قتال کرتے ہیں۔ یہ حکمران ان مسلمانوں سے جنگ کرتے ہیں جو ان سے عباد اور بلاد پر نفاذ شریعت اور اقامت خلافت کا مطالبہ کرتے ہیں، چنانچہ معاصر حکمرانوں کے ظلم و سرکشی اور حجاج کے ظلم و زیادتی کے اسباب و محرکات میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

② حجاج نے اللہ کی شریعت کو تبدیل نہیں کیا تھا......نہ اس نے امت کے لیے مغرب اور مشرق سے کفریہ قوانین ہی امپورٹ کیے تھے جیسا کہ موجودہ طاغوتی حکمرانوں نے کیا ہے۔

③ حجاج ایک مجاہد تھا......وہ اللہ کے راستے میں جہاد کیا کرتا تھا......شرک اور اہل شرک سے قتال کیا کرتا تھا۔ وقت کا خلیفہ اسے جدھر بلاتا، وہ حاضر ہوتا اور اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرتا......اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھوں بہت سے علاقے فتح کرائے جو ارضِ اسلام میں ضم ہو گئے......ان شہروں کے باشندے فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگے، یا پھر انھوں نے اس سے عہد اور امان حاصل کر لی جبکہ موجودہ طاغوتی حکمرانوں کی نظر میں جہاد جرم اور مجاہدین مجرم ٹھہر چکے ہیں۔ انھوں نے امت کی نعمتیں اور وسائل کافر دشمن کے ہاتھوں بیچ دیے ہیں۔ انھوں نے دین اسلام، امت اور امت کے بیٹوں کے خلاف دشمنان دین و ملت کے ساتھ ظاہری اور باطنی دونوں طرح سے پوری پوری موافقت کی ہے......بنا بریں یہ حجاج کی طرح کیسے ہو سکتے ہیں؟......حجاج کا جہاد......حجاج کی غیرت و مردانگی......؟

بعض اسلاف نے تو حجاج کو کافر کہہ دیا تھا

④ حجاج کی ان نیکیوں........اور تاویل کے علی الرغم بعض سلف اس کی تکفیر کرنے سے نہ رکے، چنانچہ انہوں نے اس کے مظالم کی وجہ سے اس پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: ”میں گواہی دیتا ہوں کہ حجاج طاغوت پر ایمان رکھنے والا اور اللہ کے ساتھ کفر کرنے والا ہے۔“ [1]

طاوس تابعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

”مجھے میرے عراق کے بھائیوں پر تعجب ہے کہ وہ حجاج کو مومن سمجھتے ہیں۔“ [2]

لہٰذا مفتی صاحب کا موجودہ حکمرانوں کو حجاج پر قیاس کرنا باطل اور مردود ہے۔

پاکستان میں جنگ کا فائدہ ہندوؤں، یہودیوں اور عیسائیوں کو ہو گا

شبہ:14 آج اگر پاکستان میں اسلام کا نام لینے والے لوگوں اور حکومت کی جنگ ہو جاتی ہے تو اس جنگ سے اسلام مسلمانوں کو فائدہ ہو گا، یا ہندو یہودیوں عیسائیوں کو۔ کہ وہ تو پہلے ہی چاہتے ہیں کہ یہ لڑیں، ہمیں چھوڑیں۔

جہادی مسائل جہادی علماء سے پوچھے جاتے ہیں

ازالہ: ہمارا مفتی صاحب سے سوال ہے کہ ایک افغانی افغانستان میں کرزئی کی کلمہ گو فوج سے لڑ رہا ہے۔ آپ جیسا ہی کوئی مفتی اس کو کہتا ہے کہ تم امریکہ یا انڈیا میں جا کر لڑو، یہاں تم افغانستان کا نقصان کر رہے ہو، امریکہ تو چاہتا ہے کہ تم کرزئی کے خلاف لڑتے رہو۔ تو کیا آپ اپنے اس مفتی بھائی کی تائید کریں گے، یا یہاں پر اپنی دوغلی پالیسی کا ثبوت دیں گے؟

---

[1] كتاب الايمان لابن أبي شيبة، رقم: 97، ص: 39. شیخ البانی نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔

[2] كتاب الايمان لابن أبي شيبة، رقم: 95، ص: 39. شیخ البانی نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے، (رقم الفتوى: 1185)

علاوہ ازیں حربی کافروں کے فرنٹ لائن اتحادیوں سے جنگ کے فائدے اور نقصانات کیا مفتی مبشر احمد ربانی صاحب بتائیں گے، یا وہ ابطالِ امت بتائیں گے جو اسلام کے محاذوں اور مورچوں پر جرات واستقامت کا پہاڑ بنے ہوئے ہیں؟

مفتی صاحب نوٹ فرمالیں کہ صدیوں پہلے ہمارے سلف صالحین اس مسئلے میں اپنی دوٹوک رائے دے چکے ہیں کہ مسائلِ جہاد صرف مجاہد علماء ہی سے پوچھے جاتے ہیں۔ ایک عالم جو خود جہاد سے پیچھے بیٹھ رہنے والوں میں سے ہے اور مفتی صاحب کی طرح جہادو قتال کے اسرار ورموز سے ناآشنا ہے، وہ بھلا کسی قسم کے عملی تجربے کے بغیر امورِ جہاد میں کیسے فتویٰ دے سکتا ہے؟!

شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ایک عالمِ ربّانی اور مجاہد فی سبیل اللہ تھے، بنفسِ نفیس تاتاریوں کے خلاف قتال میں عملاً شریک رہے تھے۔ آپ فقہ الجہاد کے حوالے سے فرماتے ہیں:

" واجب ہے کہ امورِ جہاد میں انھی صحیح اہلِ دین کی رائے کو معتبر مانا جائے جو اہلِ دنیا کے امور میں بھی تجربہ رکھتے ہوں۔ اور ان اہلِ دنیا کی رائے نہ لی جائے جو دینی امور میں صرف سطحی سی نگاہ رکھتے ہوں، نہ ان اہلِ دین کی رائے ہی لی جائے جنھیں دنیاوی امور کا تجربہ نہ ہو۔"[1]

شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ: 28/442 میں فرماتے ہیں:

" امام احمد بن حنبل اور عبد اللہ بن مبارک رحمہما اللہ اور دیگر علماء فرماتے ہیں کہ جب لوگوں کے درمیان کسی بات میں اختلافِ رائے پیدا ہو جائے تو دیکھو کہ محاذوں والے کس طرف ہیں کیونکہ بے شک حق ان کے ساتھ ہے، اِس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾

"اور جو لوگ ہماری راہ میں جہاد کریں، ہم انھیں اپنی راہیں ضرور بالضرور دکھاتے ہیں۔"[2]

آؤ محاذ والوں سے پوچھتے ہیں

---

[1] الفتاویٰ الکبریٰ: کتاب الجہاد، 8/401.

[2] العنکبوت 29: 69.

الشیخ المجاہد ابو یحییٰ اللیبی حفظہ اللہ سے مجلہ حطین کے بھائیوں نے ایک انٹرویو کے دوران یہ سوال پوچھا: آپ ان لوگوں کے اعتراض کا کیا جواب دیں گے جو کہتے ہیں کہ پاکستان کا محاذ کھولنے سے مجاہدین کی طاقت منقسم ہوگئی ہے اور ان کی توجہ اصل اور اہم دشمن ''امریکہ'' سے ہٹ گئی ہے؟

پاکستان کو امریکی جنگ سے الگ نہیں کیا جاسکتا

شیخ ابو یحییٰ حفظہ اللہ اِس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: امریکہ خود اس بات کا اعتراف کر رہا ہے کہ ''دہشت گردی'' کے خلاف جاری جنگ میں پاکستان کو نظر انداز کرنا کسی صورت ممکن نہیں۔[1] حقیقت بھی یہی ہے کہ اس وقت افغانستان میں امریکہ کی بقا کا تمام تر انحصار پاکستان کے تعاون پر ہے۔ لہٰذا حالیہ جنگ میں امریکہ اور پاکستان کے درمیان حد فاصل قائم کرنا سراسر خلافِ حقیقت ہے۔ بتایئے! پاکستان کے قبائلی علاقہ جات میں مجاہدین کے خلاف کون لڑ رہا ہے؟ امریکی فوج تو آج تک قبائل میں نہیں گھسی۔ یہ پاکستانی فوج ہی تو ہے جو مجاہدین کے خلاف لڑتی ہے۔ سوات کے مسلمانوں اور وہاں شریعت کا جھنڈا بلند کرنے والے مجاہدین کے خلاف کون لڑ رہا ہے؟ امریکی فوج.........؟ نہیں، وہاں بھی پاکستانی فوج لڑتی نظر آتی ہے۔ کس نے پاکستان میں سینکڑوں مومن بھائیوں کو گرفتار کرکے امریکہ کے حوالے کیا ہے؟ سی آئی اے نے، یا پاکستان کی آئی ایس آئی اور دیگر خفیہ ایجنسیوں نے؟ کس نے پاکستان میں خفیہ عقوبت خانے کھول رکھے ہیں جہاں مجاہدین کو بدترین تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے؟ یہ سب کارنامے پاکستان ہی کی پیشانی کے سیاہ داغ ہیں۔ لہٰذا پاکستان کو کسی طرح بھی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جاری امریکی جنگ سے علیحدہ نہیں کیا جاسکتا۔ پاکستان اب امریکہ کا جزو لاینفک ہے۔ کیا وجہ ہے کہ امریکی عہدے دار اتنی کثرت سے پاکستان کے دورے کر رہے ہیں؟ اتنے دورے تو انھوں نے افغانستان کے نہیں کیے جتنے وہ پاکستان کے کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ امریکہ کے لیے افغانستان میں اپنے مقاصد کا حصول پاکستان کی شراکت کے بغیر ممکن نہیں رہا۔

---

[1] حال ہی میں وائٹ ہاؤس کی طرف سے یہ بیان جاری ہوا ہے: ''پاکستان القاعدہ کے خلاف جنگ میں امریکہ کا اہم اتحادی ہے۔'' (روزنامہ جنگ، 9 جولائی 2011ء)

اب جیسے ان کے لیے اس جنگ میں پاکستان کو اپنے سے علیحدہ کرنا ممکن نہیں، ہمارے لیے بھی اس جنگ میں پاکستان کو امریکہ سے علیحدہ کرنا ممکن نہیں۔ جس طرح انھوں نے پاکستان کو اہمیت دی ہے اور اسے وہ "قابلِ قدر" مقام دیا ہے جو اس کی "خدمات" کے عین متقاضی ہے، اسی طرح ہم بھی اسے حالیہ جنگ میں وہی اہمیت دیتے ہیں اور اسی مقام پر رکھتے ہیں جس کا یہ مستحق ہے، یعنی ہم اسے بھی اسی طرح ہدف بناتے ہیں جس طرح ہم امریکہ کو بناتے ہیں۔

پاکستان میں کارروائیوں سے مجاہدین کو نہیں دشمن کو نقصان پہنچا

نیز اس سے مجاہدین کی قوت میں کوئی کمی نہیں آرہی، بلکہ اس کے برعکس الحمد للہ دشمن کی شوکت کو شدید نقصان پہنچ رہا ہے۔ دوستوں سے پہلے خود دشمن نے اعتراف کیا ہے کہ پاکستان کے قبائل اور دیگر شہروں میں مجاہدین کی کاروائیوں سے اس خطے میں اس کے استحکام کو شدید دھچکا لگا ہے۔

دیکھیے! امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی 75 فیصد امداد کوئٹہ اور درۂ خیبر سے گزر کر افغانستان جاتی ہے۔ مجاہدین نے جب پشاور میں ان کے صرف سو کنٹینر ہی جلائے تھے تو امریکہ اور نیٹو بلک اٹھے اور فوراً اپنی رسد کے لیے دوسرے راستے تلاش کرنے لگے۔ پھر آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ پاکستان میں محاذ کو کھولنے سے مجاہدین کی قوت منقسم ہوئی ہے۔ اس سے تو مجاہدین کی قوت مزید بڑھی ہے اور خود امریکہ اس سے براہِ راست نقصان اٹھا رہا ہے۔

پاکستان میں موجود مجاہدین کو نصیحت

پس ہم پاکستان میں موجود مجاہدین کو نصیحت کرتے ہیں کہ آپ اس محاذ کو قطعاً نہ چھوڑیں اور نہ اسے کوئی ذیلی محاذ ہی جانیں۔ یہ تو اب ایک اساسی محاذ کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ نیز افغانستان اور پاکستان کے محاذوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اس تفریق کی کوئی اصل نہیں، نہ اس کی کوئی شرعی دلیل ہی ہے کہ افغانستان میں جہاد اور پاکستان میں جہاد الگ الگ ہیں۔ ہاں سیاست شرعیہ کے تحت ایسا ہو سکتا ہے، لیکن زمینی حقائق دیکھے جائیں تو خود سیاستِ شرعیہ کا تقاضا ہے کہ پاکستان میں جہاد ہر صورت جاری رہے۔ چنانچہ مجاہدین کو چاہیے کہ وہ پاکستان کی حکومت، فوج اور خفیہ اداروں کے خلاف جہاد اسی طرح

جاری رکھیں جس طرح وہ افغانستان میں افغان ملی فوج اور امریکہ و نیٹو کے خلاف جہاد جاری رکھے ہوئے ہیں۔[1]

اب بھی کوئی شک باقی ہے؟

شیخ ابو یحیٰ حفظہ اللہ اپنی کتاب حد السنان میں لکھتے ہیں: الغرض، پاکستانی حکومت، فوج، پولیس اور جاسوسی ادارے بحیثیت مجموعی قوت و شوکت کا حامل ایک طائفۂ ممتنعہ ہیں۔ یہ طائفۂ ممتنعہ صلیبی جھنڈے تلے کھڑا ہر ممکن ذریعے سے اہل اسلام کو نقصان پہنچا رہا ہے۔ اس نے اپنی زمین، پانی اور فضائیں کفار کے لیے مسخر کر رکھی ہیں تاکہ وہ افغانستان اور پاکستان کے کمزور و ضعیف مسلمانوں پر بمباری کریں اور اسلام اور مسلمانوں کو نابود کرنے کی سعیٔ مذموم بلا روک ٹوک جاری رکھیں۔ صلیبی لشکر کے تمام تر ساز و سامان کی رسد آج تک انھی غداروں کی اجازت، حمایت اور حفاظت سے جاری ہے۔ صلیبی قوتوں کے یہ گماشتے مسلمان مجاہدین کو پکڑ پکڑ کر امریکا کے حوالے کرتے ہیں تاکہ وہ انھیں اسلام کا نام لینے کی سزا دیں، ان کی عزتیں پامال کریں اور ان کے جذبات مجروح کرنے کے لیے ان کی آنکھوں کے سامنے قرآنِ عالی شان کی بے حرمتی کریں۔ ان کی ضمیر فروشی تو اس حد تک پہنچ چکی کہ یہ ہماری عفت مآب مسلمان بہنوں تک کو امریکہ کے ہاتھ بیچ کر ڈالر وصول کرنے سے نہیں شرماتے۔ پھر اس سب پر مستزاد وہ پہلے ذکر کردہ مکروہ جرائم ہیں......... یعنی نفاذِ شریعت سے انکار اور شیطانی قوانین کے نفاذ پر اصرار! کیا ان سب صریح اور قبیح جرائم کے بعد بھی اس امر میں کوئی شک باقی رہ جاتا ہے کہ ان مجرمین کے خلاف قتال واجب ہے؟ کیا اب بھی تردد کی کوئی گنجائش باقی ہے؟ کیا کوئی انصاف پسند شخص اس حقیقت کا انکار کر سکتا ہے کہ جن مانعینِ زکاۃ کے خلاف قتال پر صحابہ رضی اللہ عنہم متفق تھے، ان مجرمینِ عصر حاضر کا شر و فساد ان سے بدرجہا زیادہ ہے؟[2]

پاکستانی فوج سے قتال امریکہ کے خلاف فرض عین جہاد کا جزو ہے

[1] حطین شمارہ نمبر 5، ص 108-109.

[2] حد السنان: اردو ترجمہ شمشیر بے نیام: ص 103,104.

یہ بات تو ہم پہلے ہی دیکھ چکے ہیں کہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے خلاف دفاعی قتال آج فرض عین ہے۔ پھر یہ حقیقت بھی سبھی جانتے ہیں کہ پاکستانی فوج، بزبان خود، امریکہ کی ''صف اول کی اتحادی'' ہے۔ آج امریکہ نے افغانستان میں جس ظلم و فساد کا بازار گرم کر رکھا ہے، حکومت پاکستان اور افواج پاکستان اس میں پوری طرح شریک اور معاون ہیں۔ گزشتہ آٹھ سالوں میں پاکستانی فوج اور خفیہ اداروں نے امریکہ کے ہر حکم اور ہر خواہش کو پورا کرنے کی سعی کی ہے۔ امریکی خوشنودی کی خاطر پاکستانی جیلیں صالح نوجوانوں اور مجاہدین سے بھر دی گئی ہیں، جہاں ان کے جسم صبح شام ادھیڑے جاتے ہیں تاکہ امریکہ کو اس کی مطلوبہ معلومات فراہم کی جا سکیں۔ افغانستان میں جاری امریکی جنگ ہی کو تقویت بخشنے کے لیے پاکستانی فوج کا معتدبہ حصہ پاک افغان سرحد پر متعین کر دیا گیا ہے تاکہ پاکستان میں موجود مجاہدین کو اپنے افغان بھائیوں کی مدد کرنے سے روکا جا سکے۔ یہ اور ایسے ہی دیگر ناقابلِ تردید حقائق اس حقیقت کو واضح کرتے ہیں کہ پاکستانی فوج بھی دراصل امریکی فوج ہی کے جزو کے طور پر کام کر رہی ہے۔ اسی لیے پاکستانی فوج کے خلاف قتال دراصل امریکی فوج ہی کے خلاف قتال ہے اور جو کوئی افغانستان سے عالمی صلیبی اتحاد کو نکالنے میں واقعتاً سنجیدہ ہو، اسے لامحالہ پاکستان میں اس اتحاد کی ریڑھ کی ہڈی (پاکستانی فوج) پر ضرب لگانی ہو گی۔ یہ بات واضح رہے کہ پاکستان میں جاری مبارک قتال امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے خلاف فرض عین جہاد ہی کا ایک اساسی حصہ اور ناگزیر تقاضا ہے۔

افغانی فوج سے لڑنا واجب ہے تو پاکستانی فوج سے لڑنا حرام کیوں؟

نیز انھی سب حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے بتائیے کہ افغانستان میں امریکہ کا ساتھ دینے والی افغانی فوج اور پاکستان میں امریکہ کا ساتھ دینے والی پاکستانی فوج میں خالصتاً شرعی نکتۂ نظر سے کیا فرق ہے؟........ جبکہ دونوں کے جرائم بھی ایک سے ہیں اور دونوں اسی آقا کی خدمت میں مصروف ہیں جس نے اس خطے میں ظلم و فساد کا بازار گرم کر رکھا ہے! وہ کونسا شرعی اصول ہے جو افغان فوجی سے قتال کو مباح اور پاکستانی فوجی سے قتال کو حرام قرار دیتا ہے؟ ہم تو قرآن و حدیث سے یہی بات سمجھے ہیں کہ شریعت حقائق پر حکم لگاتی ہے........ محض ناموں، رنگوں یا خود ساختہ جغرافیائی حد بندیوں کی بنیاد پر شرعی احکام تبدیل نہیں ہوتے۔ نہ تو کسی افغانی فوجی سے لڑنا اس لیے واجب ہے کہ وہ ''افغانی'' ہے، اور

نہ کسی پاکستانی فوجی سے لڑنا اس لیے ممنوع ہو سکتا ہے کہ وہ "پاکستانی" ہے.........بلکہ کسی امریکی سے بھی صرف اس لیے لڑنا فرض نہیں کہ وہ "امریکی" ہے۔ یہ جہاد تو شریعت میں بیان کردہ ایک خاص وصف کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ جس فرد یا گروہ میں بھی وہ وصف پایا جائے گا، اس کے خلاف قتال فرض ہو جائے گا۔ اور اس مقام پر جس وصف کو بیان کرنا مقصود ہے، وہ ہے امریکیوں کا "عدوِّ صائل" (حملہ آور دشمن) ہونا اور پاکستانی و افغانی، دونوں افواج کا اس عدِوّ صائل کا ساتھ دینا۔ پس جب ان دونوں افواج کا جرم ایک ہے، تو ان دونوں کا شرعی حکم بھی ایک ہی ہو گا۔[1]

مفتی صاحب! شیخ ابو یحییٰ نے اپنی یہ کتاب میدان جہاد سے دور "المکتبہ الربّانیہ" جیسے کسی ائیر کنڈیشن کمرے میں بیٹھ کر نہیں لکھی۔ انھوں نے یہ اسلام اور جہاد کے مورچوں میں بیٹھ کر، ڈرون حملوں کی بوچھاڑ میں اور موت کے سائے میں تحریر کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ عالمِ باعمل طاغوتِ اکبر امریکہ کو مطلوب ترین افراد کی لسٹ میں شامل ہیں.........جبکہ دوسری طرف ان کے ناقدین اپنے تمام تر علمی اور تحقیقی قد کاٹھ کے باجود امریکہ کے لیے ذرا بھی پریشانی کا باعث نہیں ہیں.........!

اسی طرح میدانِ جہاد کے ایک اور شہسوار اور القاعدہ کے دعوتی شعبے کے مسئول استاد احمد فاروق حفظہ اللہ سے ادارہ السحاب نے کچھ عرصہ پہلے ایک انٹرویو لیا۔ اس میں انھوں نے پاکستان میں جہاد اور اس کے فوائد ونقصانات سے متعلق سوالوں کے کافی تفصیلی جواب دیے اور دو ٹوک انداز میں اپنا موقف واضح کیا۔ ہم آپ کی خدمت میں ان کی یہ گفتگو پیش کرتے ہیں:

پاکستان میں جہاد کیوں؟

سوال آغاز میں ہم استاد احمد سے یہ پوچھنا چاہیں گے کہ تنظیم القاعدہ کا نام اب تو پاکستان میں بھی حکومت اور فوج کے خلاف کارروائیوں اور حملوں میں آرہا ہے۔ پاکستان کے اہلِ دین حلقے، جن میں سے بہت سے امریکا کے خلاف جہاد میں الحمدللہ ہم مجاہدین کے مدد و معاون بھی ہیں، یہ شکایت کرتے

[1] حدالسنان کا اردو ترجمہ "شمشیر بے نیام"، ص:116,115.

ہیں کہ امریکا کے خلاف جہاد تو سمجھ آتا ہے مگر پاکستان کی حکومت اور فوج کے خلاف قتال سمجھ نہیں آتا؟

افغانستان اور پاکستان ایک ہی محاذ ہیں

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِینَ، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الأَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِینَ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ أَجْمَعِینَ. پہلی بات تو یہ ہے کہ جسے بھی افغانستان کا جہاد سمجھ میں آتا ہے، یعنی امریکا کے خلاف جہاد سمجھ میں آتا ہے، اسے پاکستان میں جاری جہاد بھی اس لیے سمجھ میں آنا چاہیے کہ درحقیقت افغانستان اور پاکستان دونوں ایک ہی محاذ ہیں۔اور دونوں جگہ جاری جنگ کوئی علیحدہ جنگ نہیں ہے.........ایک ہی جنگ ہے۔ یہ تو مغرب سے آئے ہوئے ان قوم پرستانہ اور وطن پرستانہ تصورات کا کرشمہ ہے.........ان قومی ریاستوں کے تصور کا کرشمہ ہے جو ہمارے ذہنوں میں مغرب سے درآمد کرکے ڈالا گیا ہے کہ ہم شعوراً یا لاشعوراً اپنے آپ کو انہی خانوں میں بند رکھ کر سوچنے پر مجبور رہتے ہیں۔ اور اس جغرافیائی تقسیم سے.........جو ایک فطری تقسیم نہیں، بلکہ کفر کی بنائی ہوئی تقسیم ہے.........ہم میں سے ہر شخص اپنے آپ کو باہر نکال نہیں پاتا.........اس سے آزاد نہیں ہو پاتا۔ ورنہ تاریخی، عقائدی، جغرافیائی طور پر دیکھیں یا جنگی حکمتِ عملی کے اعتبار سے، کسی طرح بھی یہ دونوں خطے (پاکستان و افغانستان) ایک دوسرے سے منفصل نہیں ہیں۔ تاریخ پر بھی نگاہ ڈالیں تو یہی محسوس ہوتا ہے کہ افغانستان کے اندر کابل میں جو بھی سیاسی حالات بنتے، ان کے اثرات دہلی تک جایا کرتے تھے۔ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ برِّصغیر کے پورے خطے میں اسلام پھیلانے میں ایک بہت بڑا ہاتھ ان مسلمان فاتحین کا ہے، جن کا پایۂ تخت کابل میں مضبوط ہوا، تو انہوں نے اُس کے بعد دہلی کا رُخ کیا اور یہاں پر انھوں نے اپنی سلطنت قائم کی جو کہ اسلام کی نشر و اشاعت کا ذریعہ بنی۔ اس حقیقت کا انکار کرنا تاریخ کا انکار کرنے کے مترادف ہے، ان ایمانی رشتوں کے انکار کے مترادف ہے جو ہمارے درمیان پہلے سے موجود ہیں۔

دشمن بھی اسے ایک محاذِ جنگ سمجھتا ہے

بات صرف اتنی نہیں کہ صرف ہمیں ہی اس حقیقت کا ادراک ہے کہ یہ سارا علاقہ آپس میں ایک مربوط خطّہ ہے اور اس کے حالات ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں، دشمن کو ہم سے بڑھ کر اس کا

احساس وادراک ہے۔ باوجود اس کے کہ اس نے ہمیں ان جغرافیائی حدود کا پابند کر دیا ہے، وہ خود ان کی پابندی ہرگز نہیں کرتا۔ اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ ماضی قریب میں اوباما نے بھی اس خطے کے لئے اپنی نئی پالیسی یا جنگی حکمتِ عملی کا نام ہی "Af-Pak strategy/ایف۔پاک اسٹریٹیجی" یا "پاک افغان حکمتِ عملی" رکھا ہے۔ اس نام سے بھی اور اس کی تفصیلات و مندرجات سے بھی یہ بات واضح ہے کہ وہ اس پورے خطے کو ایک محاذ کے طور پر دیکھتے ہیں۔ اور اسی کا نتیجہ ہے کہ پہلے دن سے ہی جب سے افغانستان کی جنگ کا آغاز ہوا ہے، جتنی اہمیت وہ اس امر کو دے رہے ہیں کہ افغانستان میں اُن کی گرفت مضبوط ہو، اُتنی ہی اہمیت اس بات کو بھی دے رہے ہیں کہ مختلف ذرائع استعمال کرتے ہوئے پاکستان میں بھی اُن کی گرفت مضبوط ہو۔

لہٰذا پہلی بات تو ذہنوں میں یہ واضح کی جائے کہ یہ دونوں ایک ہی محاذ ہیں اور زیادہ سے زیادہ یوں کہا جاسکتا ہے کہ یہ ایک ہی محاذ کے مشرقی اور مغربی بازو ہیں۔

امریکہ کی اتحادی افغان فوج کے خلاف قتال پر علمائے امت متفق ہیں

دوسری بات یہ کہ جو شخص بھی ماضی قریب کے جہاد کی تاریخ سے واقف ہو وہ یہ جانتا ہے کہ روس کے خلاف جہاد کے دوران وہ تمام افغانی کمیونسٹ جنہوں نے روسیوں کا ساتھ دیا تھا، ان کے خلاف قتال اور اُن کو نشانہ بنانے کے جواز کا فتویٰ صرف افغانستان ہی کے نہیں بلکہ پورے عالمِ اسلام کے علماء نے دیا تھا۔ اور اس کے بعد ابھی بھی جو جہاد افغانستان میں جاری ہے، اس میں افغانستان بھر کے علمائے حق، پاکستان کے علمائے حق اور امت کے دیگر علاقوں کے علماء بھی اس بات پر مطمئن ہیں کہ امریکا کا ساتھ دینے والی افغان ملّی فوج کے خلاف قتال صرف واجب ہی نہیں بلکہ اس کی فرضیت و اہمیت فرضِ عین کے درجے میں ہے۔

کیا پاکستانی فوج بھی امریکہ کی اتحادی نہیں؟

اگر وہ افغان ملّی فوج جس کی کل تعداد پاکستانی فوج کی تعداد کے چوتھائی حصے کے برابر بھی نہیں بنتی، اور جس کا اپنے عسکری تجربے، عسکری ساز و سامان اور اپنی مہارت کے اعتبار سے کسی طرح بھی پاکستانی فوج سے موازنہ نہیں کیا جاسکتا........ اگر اس جرم کی بنیاد پر اُس کے خلاف قتال واجب ہے اور

امارتِ اسلامیہ کے قیام کی خاطر جہاد کرنے والے تمام مجاہدین اُس کو نشانہ بناتے ہیں اور اِس کے اوپر کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا تو اس پاکستانی فوج کے خلاف قتال عین اسی وجہ سے کیوں نہ واجب ہو......؟ جبکہ اس کی قوت اور طاقت بھی اُن سے بڑھ کر ہے، اوراس کا اس جنگ میں کردار بھی ملّی فوج سے کہیں زیادہ خطرناک ہے۔ یہ سادہ سی بات ہے جس پر کوئی بھی آنکھیں کھول کر غور کرے تو نتیجہ نکالنا اور اس جہاد کو سمجھنا کچھ مشکل نہیں رہتا۔

سوال مگر اشکال اس پہلو میں ہے کہ پاکستان میں جہاد کے شروع ہونے سے اور پاکستانی فوجیوں کے خلاف مجاہدین کے مشغول ہونے سے افغانستان میں امریکیوں کے خلاف جہاد اور امارتِ اسلامیہ کے قیام کی جدوجہد کمزور پڑتی اور مجاہدین کی توجہ بٹتی ہوئی محسوس ہوئی ہے۔

جواب یہ اشکال اس لیے درست نہیں ہے کہ جیسا کہ ہم پہلے واضح کر چکے ہیں، یہ دو علیحدہ چیزیں نہیں، یہاں ایک ہی جنگ جاری ہے۔ اس کا جو بازو بھی مضبوط ہوتا ہے، وہ دوسرے کی تقویت کا باعث بنتا ہے۔

یہ امارتِ اسلامیہ افغانستان کے دفاع کی جنگ ہے

ہم آج پاکستان کے اندر جو جہاد کر رہے ہیں، یہ امارتِ اسلامیہ افغانستان ہی کے دفاع کی جنگ ہے۔ یہ بات پورے اطمینان کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ اگر پچھلے دو اڑھائی سالوں پر نگاہ ڈالیں......جب سے پاکستان میں عسکری کارروائیوں کا باقاعدہ آغاز ہوا ہے......تو اس جہاد کا یہ ایک ہدف پورے طور پر حاصل ہوتا نظر آتا ہے کہ امارتِ اسلامیہ افغانستان کو اس کی پشت کی جانب سے محفوظ بنایا جائے۔

خطّے کو جنگ میں دھکیلنے کی ذمہ دار پاکستانی فوج ہے

کس سے یہ بات چھپی ہوئی ہے کہ آج سے چند سال پہلے یہ پورا خطہ اس کیفیت میں نہیں تھا جس کیفیت میں یہ آج ہے......؟ آج افغانستان سے لے کر اِدھر پاکستان تک ہر طرف جنگ کا ساماں ہے۔ اور اگر کوئی قوت بنیادی طور پر اس پورے خطے کو خونریزی اور جنگ میں دھکیلنے کی ذمہ دار ہے تو وہ پاکستانی فوج ہے۔ امریکا نے جب گیارہ ستمبر کے بعد یہاں حملے کا فیصلہ کیا تو اس کو اپنے حملے کے لئے کوئی

نہ کوئی مقامی میزبان ضرور چاہیے تھا جو اُس کا ساتھ دیتا، اُس کی معاونت کرتا اور اُس کے ساتھ مل کر امارتِ اسلامیہ افغانستان کو گراتا۔ اس کردار کو ادا کرنے کے لیے افغانستان کا کوئی اور پڑوسی نہیں تیار ہوا، اور اگر کسی ملک نے معاونت کی بھی تو اتنی جزوی کہ وہ اُس بنیادی "پلیٹ فارم" یا مرکز کا کام نہیں دے سکتا تھا جو امریکا چاہ رہا تھا۔

امارتِ اسلامیہ افغانستان کو گرانے میں پاکستان کا کردار

یہ پاکستان ہی تھا جس نے امارتِ اسلامیہ افغانستان کو گرانے کے لیے اپنی فضائیں، اپنی زمین، اپنے اڈّے، اپنے مراکز، سب کچھ مسخّر کر کے امریکا کے سامنے رکھے۔ وہ انٹیلی جنس کے شعبے کی قیمتی معلومات، کہ جس پر بعد کی ساری کارروائیوں کا انحصار ہونا تھا......... امارتِ اسلامیہ اور مجاہدین کے سارے کے سارے راز امریکا کو فراہم کیے۔ یہ پاکستان ہی تھا جس نے یہ سارا کردار ادا کیا۔ اور اگر اس پوری جنگ سے پاکستان کے کردار کو نکال لیا جائے تو امریکا کے لیے تنہا یہاں یہ سارے اہداف حاصل کرنا، افغانستان میں امارتِ اسلامیہ سے اس انداز سے ٹکر لینا، اُس پر حملہ آور ہونا اور پھر کامیابی سے امارت کو گرا پانا ممکن نہ ہو پاتا۔

پاکستان کے ہاتھوں قائدینِ امارتِ اسلامیہ کی شہادتیں و گرفتاریاں

اور بات صرف یہاں نہیں رکی کہ پاکستانی نظامِ حکومت نے صرف امارتِ اسلامیہ افغانستان ہی کو گرایا بلکہ بات اس سے بہت آگے بڑھی۔ اس کے بعد جب مجاہدین وہاں سے نکل کر آئے اور پاکستان میں پناہ لینے کی کوشش کی تو......... خود پاکستانی فوج کے اپنے سربراہوں کے اعترافات کے مطابق......... آٹھ سو سے زائد مجاہدین کو گرفتار کر کے امریکا کے حوالے کیا گیا۔ اور ان میں صرف پاکستانی یا عرب مجاہدین ہی نہیں تھے، بلکہ امارتِ اسلامیہ افغانستان کے بڑے بڑے نام، اُن کی شوریٰ کی سطح کے ذمہ داران کو گرفتار کیا گیا......... کہ جن پر ان کا نظام کھڑا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ ان میں سے کئی حضرات ایسے بھی ہیں جنھیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر شہید بھی کیا گیا، اس کی مثال ملاّ اختر عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت ہے۔ اسی طرح گرفتاریوں کی ذیل میں دیکھیں تو ملاّ عبد الطیف حکیمی، استاد یاسر اور ملاّ منصور داد اللہ کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ ان سب کی گرفتاری پاکستانی نظامِ حکومت کے ہاتھ سے ہوئی۔ اب ماضی

قریب میں اُستاد یاسر دوسری دفعہ بھی اسی نظامِ حکومت کے ہاتھوں گرفتار ہوئے۔ یہ سارا سلسلہ، یعنی امارتِ اسلامیہ افغانستان کو کمزور کرنے اور اس کو گرانے میں اساسی کردار پاکستانی نظام کا تھا بلکہ اس کو دوبارہ قائم کرنے کی جدوجہد کو کچلنے کے لیے بھی اساسی کردار پاکستانی نظام نے ہی ادا کیا۔

جہادِ پاکستان، جہادِ افغانستان کی تقویت کا ضامن ہے

اس پورے محاذ سے اگر پاکستان کی چھ لاکھ فوج کے اس مکروہ کردار کو منفی کر دیں تو مجاہدین کے لیے راحت اور آسانی کے دروازے کھل جائیں۔ مجاہدین کی طرف سے پاکستان کا محاذ کھولنے کے فیصلے سے امارتِ اسلامیہ کو کمزور کرنے کے لیے پاکستانی فوج کی اس پوری جدوجہد کے سامنے پہلی مرتبہ بند باندھا گیا ہے۔ اور اللہ کا فضل ہے کہ دو اڑھائی سال بعد آج ہم پہلی مرتبہ اس سطح پر کھڑے ہیں کہ پاکستانی نظامِ حکومت کو بنیادی فکر اس بات کی لاحق ہے...... کہ کراچی، لاہور، پنڈی اور اسلام آباد میں اس کے خفیہ اداروں کے مراکز کو، اس کے فوج کے مراکز کو اور اس کے اعلیٰ افسران کو نشانہ بنانے کا سلسلہ کسی طرح بند ہو جائے۔ اس کو اتنی زیادہ مار اپنے ملک کے اندر پڑی ہے کہ اب یہ فکر وقتی طور پر اُس کے ذہن سے محو ہو گئی ہے کہ کسی طرح امارتِ اسلامیہ افغانستان کا راستہ روکا جائے۔ اور الحمدللہ سبھی اس بات پر شاہد ہیں کہ پچھلے دو سالوں میں کس طرح تیزی سے افغانستان کے کام کو راحت ملی ہے اور کس طرح وہاں جہاد میں تیزی آئی ہے۔ پس یہ کہنا صحیح نہیں کہ یہاں جنگ کھولنے سے وہاں سے توجہ ہٹتی ہے۔ توجہ ہٹتی نہیں........ بلکہ پاکستانی فوج کے خلاف جہاد سے افغانستان میں جہاد کو تقویت ملتی ہے، اس کی کمر اور پشت محفوظ ہوتی ہے۔ اور یہ وہ ہدف ہے جو اللہ کے فضل واحسان سے پوری طرح حاصل ہوتا محسوس ہو رہا ہے۔

کیا پاکستان میں جنگ امریکا کے لئے فائدہ مند ہے؟

سوال تو کیا یہ بات امریکا کے لیے قابلِ اطمینان نہیں ہو گی کہ مجاہدین کی قوت کا ایک اہم حصہ پاکستانی افواج کے خلاف مشغول ہو جائے اور یوں اس خطے میں ان کی بقاء کا عرصہ طویل ہو سکے؟

جواب دیکھیں! یہ غلط فہمی بھی اسی بات سے جنم لیتی ہے کہ اگر ''یہاں'' توجہ دی جائے تو ''وہاں'' کمزوری آئے گی........ کہ گویا یہ دو علیحدہ جنگیں ہیں۔ جس طرح کہ میں نے پہلے عرض کیا، یہ

ایک ہی محاذ کے دو بازو ہیں۔ اگر پاکستان میں مجاہدین مضبوط ہوتے ہیں تو اس سے امارتِ اسلامیہ افغانستان کے جہاد کو تقویت ملے گی، اگر افغانستان میں مجاہدین مضبوط ہوتے ہیں تو اس سے پاکستان میں مجاہدین اور جہاد کو تقویت ملے گی۔

پاکستان امریکی رسد گاہ اور آرام گاہ

اس میں کوئی شک نہیں کہ امریکا یہ چاہتا ہے کہ اس کا قیام یہاں لمبا ہو۔ لیکن وہ ہم سے زیادہ بہتر طور پر جانتا ہے کہ پاکستان میں جہاد کے مضبوط ہونے سے........ پاکستان میں امریکا کی گرفت کمزور ہونے سے یا پاکستانی نظامِ حکومت کے کمزور ہونے سے........ امریکا کو اپنی بقاء کا عرصہ لمبا کرنے میں کوئی مدد نہیں حاصل ہو گی۔ اس سے تو اس پورے خطے کے لئے بنایا گیا امریکی منصوبہ ہل جاتا ہے۔ اس لیے کہ امریکا نے اپنے لیے جو نقشۂ جنگ بنایا ہے اس میں اس نے افغانستان کو تو اسی کام کے لیے چنا ہے کہ وہاں بالفعل لڑائی کی جائے۔ اور اس پورے محاذِ جنگ میں اس نے پاکستان کا جو کردار رکھا ہے، وہ صرف یہ کہ یہاں سے رسد فراہم ہو، یہاں اس کے اڈّے ہوں، یہاں اس کے اعلیٰ افسران قیام کریں اور یہاں سے منصوبہ بندی کریں۔ اس جگہ کو تو وہ پُر امن رکھنا چاہتا ہے۔ یہاں کا امن خراب ہونے سے اور یہاں جو فوج اس کو میسّر ہے، اور جو انٹیلی جنس ادارے اس کی خدمت کے لیے آٹھ سال سے مسخر ہیں........ ان اداروں کے اور فوج کے کمزور ہونے سے امریکا کی معاونت نہیں ہوتی ہے۔ یہ بات تو امریکا کی جنگ کے پورے منصوبہ کو ہلا مارنے کے مترادف ہے۔

افغانستان میں مجاہدین کی فتح پاکستان میں جہاد سے منسلک ہے

ہم خود اب یہ بات دیکھ رہے ہیں کہ دشمن اوباما اپنی حالیہ تقریر میں بھی، جس میں اس نے اپنی نئی حکمتِ عملی بیان کی تھی، یہ کہہ رہا تھا کہ "افغانستان کی فتح کا راستہ پاکستان سے گزر کر جاتا ہے۔" جب دشمن کے لیے فتح کا راستہ پاکستان سے گزر کر جا رہا ہے، اور وہ اس پورے محاذ کو اتنی مرکزی اہمیت دے رہا ہے، تو کیا ہم اس محاذ کو اسی طرح چھوڑ دیں؟ امریکا کو یہاں آرام سے بیٹھنے دیں؟ امریکی نظام کو تقویت بخشنے والی اس پاکستانی فوج کو آرام سے بیٹھنے دیں؟ یہ تو سراسر حماقت والی حرکت ہو گی۔ یہ بات ذہن میں واضح رہنی چاہیے کہ اس علاقے کو امریکا پر امن رکھنا چاہتا ہے، یہاں وہ اپنے نظام کو مضبوط

رکھنا چاہتا ہے، یہاں جنگ چھیڑنے سے اُن کا پورا نظام ہلتا ہے اور ان کے منصوبے کی ساری ترتیب خراب ہوتی ہے۔

پاکستان میں امریکی مفادات پر مجاہدین کی کامیاب ضربیں

اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہے، خواہ وہ طالبان سے تعلق رکھنے والے مجاہدین ہوں یا القاعدہ سے، پچھلے دو اڑھائی سال کے عرصے کے اندر انہوں نے کئی ایسے اہداف کو نشانہ بنایا ہے کہ جس سے براہِ راست امریکیوں کے مفادات پر ضرب پڑی ہے۔ وہ میریٹ ہوٹل پر کارروائی ہو......... خیبر میں نیٹو کی رسد کے قافلوں پر کارروائی ہو......... کوئٹہ کی سمت میں تیل کی رسد کے قافلوں پر حال ہی میں شروع ہونے والی کارروائیاں ہوں......... اسی طرح پرل کانٹی نینٹل ہوٹل (پشاور) میں امریکی بلیک واٹر کے اہل کاروں پر کارروائی ہو......... اس کے علاوہ اسلام آباد میں اقوامِ متحدہ کے دفتر پر کی گئی کارروائی ہو......... تو یہ پوری کارروائیاں اِسی تسلسل کا حصہ ہیں کہ یہاں سے امریکا کی گرفت کو کمزور کیا جائے اور اس کو یہاں چین سے بیٹھنے نہ دیا جائے۔

کفر کی خادم فوج.........ماضی اور حال

دوسرا پہلو اس جنگ کا یہ ہے کہ پاکستان کے نظامِ حکومت کو کمزور کیا جائے۔ یہ سمجھنا کہ "پاکستان کے نظام کا مضبوط رہنا، امریکی مفادات کے خلاف ہے" یہ اس تمام فقہ الواقع سے غفلت کی دلیل ہے۔ اس لیے کہ اس پورے خطے میں کفر کو جو خدمات پاکستانی فوج نے فراہم کیں وہ کوئی اور نہ کر سکا۔ کچھ ماضی کی طرف لوٹ کر دیکھیں تو قبل از قیامِ پاکستان بھی جو خدمت اس علاقہ کی فوج نے عالمی کفر کے لیے سر انجام دی، وہ خدمت سر انجام دینے کے لیے کفر کو کہیں اور سے اتنی منظم اور اتنی بڑی فوج نہیں ملی۔ انہیں کیا مصیبت پڑی ہے کہ یہ خود میدان میں اتریں جب کہ ان کو چھ لاکھ سے کچھ اوپر کی ایک بہترین فوج میّسر ہے۔ یہ فوج جدید ہتھیاروں سے لیس بھی ہے، اس کو کئی جنگیں لڑنے کا تجربہ بھی ہے۔ یہ فوج مجاہدین کے قریب بھی رہی ہے اور جانتی بھی ہے کہ ان کی کمزوریاں کیا ہیں اور ان سے کس طرح نمٹا جاتا ہے۔ اور یہ فوج اپنی خدمات پیش کرنے کے لیے تیار بھی ہے۔ امریکی ایسی فوج کو کمزور ہوتا دیکھیں......... اس میں بھلا ان کا کیا مفاد ہے؟

یہ تو ہم جانتے ہی ہیں کہ جس وقت پاکستان کا قیام عمل میں آرہا تھا، تو اس وقت برطانیہ کی سیاسی قیادت تقسیم ہند کے حق میں تھی لیکن ان کی فوجی قیادت تقسیم کی مخالف تھی۔ اور وہ یہ چاہتی تھی کہ یہاں، چاہے برائے نام ہی سہی، برطانیہ کی حکومت اور اس کی سیادت کسی نہ کسی طور باقی رہے۔ اور اس کے لیے جو بنیادی دلیل وہ پیش کرتے تھے، وہ یہی تھی کی یہاں کی افواج نے برطانیہ کی خدمت اور کفر کے نظام کو آگے پھیلانے کے لیے جو کردار ادا کیا ہے ویسی خدمت گار اور ویسی ہی وفادار فوج کہیں اور نہیں ملے گی۔ وہ دیکھ چکے تھے کہ اس علاقے سے خلافتِ عثمانیہ کے خلاف لڑنے کے لیے لاکھوں کی تعداد میں فوجی گئے۔ بعض اعداد و شمار کے مطابق تقریباً چھ لاکھ فوجی ہی اس وقت بھی گئے تھے کہ جنہوں نے جا کر خلافتِ عثمانیہ کے خلاف جنگ میں شرکت کی اور برطانیہ کو فتح دلائی۔ اسی طرح یہیں سے افواج گئی تھیں جنہوں نے کعبہ پر چڑھائی کی تھی اور اس پر گولیاں برسائی تھیں۔ تو وہ اس ساری تاریخ کو جانتے تھے اسی لیے ان کا اصرار تھا کہ اس علاقے پر اپنی گرفت اتنی مضبوط رکھی جائے کہ ہماری خدمت کے لیے یہاں کی فوج سے جب بھی مدد طلب کی جائے تو وہ حاضر ہو۔

خاکی وردی میں ملبوس امریکی فوج

پس آج امریکا بھی یہی چاہتا ہے۔ یہاں ایک فوج میّسر ہے، جو اس کی خدمت کے لیے حاضر ہے۔ اس کو جب اور جہاں طلب کریں گے یہ فوج خدمات دے گی۔ ہم دیکھ سکتے ہیں کہ ابھی سوات میں جس انداز سے آپریشن ہوا ہے، جنوبی وزیرستان میں جس انداز میں آپریشن ہوا ہے، آپ کے خیال میں یہاں پاکستانی فوج کی بجائے امریکا ہوتا تو کیا اس سے بڑھ کر بھی کچھ ہو سکتا تھا؟ مساجد کو اِنھوں نے نشانہ بنایا، مدارس کو اِنھوں نے نشانہ بنایا ہے، صرف ایک سوات سے لاکھوں لوگوں کو نکلنے پر اِنھوں نے مجبور کیا ہے، قتل عام کے اندر کسی قسم کا لحاظ اِنہوں نے نہیں رکھا، حتیٰ کہ عام آبادیوں پر بھی بمباری کی ہے۔ اس پوری کیفیت کو نگاہ میں رکھا جائے تو امریکا کو اور کیا چاہیے۔

ہمیں اس فوج کو امریکی فوج سے جدا کر کے نہیں دیکھنا چاہئے۔ ہم پاکستان میں امریکا ہی کی فوج سے قتال کر رہے ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ یہاں امریکی فوج چھ لاکھ سے کچھ زائد تعداد میں ہے، اور اس نے خاکی وری پہنی ہوئی ہے۔

کیا یہ ہماری فوج ہے ؟!

اس خاکی وردی والی فوج کو "اپنی فوج" سمجھنا اب چھوڑ دینا چاہیے۔ حیرت ہوتی ہے ان دیندار لوگوں پر جو ابھی تک اس فوج کو "اپنی فوج" کہہ کر اس کا ذکر کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ فوج کہ جس کے خفیہ ادارے علماء کو شہید کرنے میں ملوث ہوں، وہ فوج جو لال مسجد پر چڑھائی کر کے آپ کے علماء کو شہید کرتی ہو، جو جامعہ حفصہ میں آپ کی معصوم بہنوں کو........ مدارس کی طالبات کو شہید کرتی ہو، وہ فوج جو پوری قبائلی پٹی اور سوات میں چن چن کر ایک ایک مسجد کو نشانہ بناتی ہو، جو ہنگو اور کرزئی میں مسجدوں کو نشانہ بنائے........ حیرت ہوتی ہے کہ کیسے اس فوج کو کوئی دیندار آدمی "اپنی فوج" کہتا ہے ؟! یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ یہ امریکی فوج ہے جس سے ہماری جنگ ہو رہی ہے۔ اور یہ جتنا کمزور ہو گی، جتنا اس ملک پر اس کی گرفت کمزور ہو گی........ تو ان شاء اللہ، اللہ کے احسان سے جہاد اور اللہ کا دین بھی اتنا ہی پھیلے گا اور امریکا کے اس خطے میں جتنے بھی منصوبے ہیں، ان پر بھی زد پڑے گی۔

شیخ اسامہ بن لادن رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام پاکستانیوں کے نام

قارئین کرام! ہم اسی سلسلے میں محسن امت، شیخ المجاہدین امام ابو عبد اللہ اسامہ بن لادن رحمۃ اللہ علیہ، جنھوں نے اپنا خون پیش کر کے مسلمانوں کو جہاد پر ابھارا ہے،[1] کا وہ پیغام بھی اختصار کے ساتھ آپ کی

[1] شیخ اسامہ بن لادن رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق جماعۃ الدعوۃ کے امیر حافظ سعید نے 15 مئی 2011ء کو مال روڈ پر نکالی گئی ریلی میں یہ کہا تھا: "اس عظیم بطلِ حریت کو شہید لکھنے سے تم ڈر رہے ہو، یہ بات نہیں ہونی چاہیے۔ ہم اس کو مظلوم شہید کہتے ہیں........ وہ دہشت گرد نہیں تھا۔ ایبٹ آباد میں جو کچھ ہوا ہے، وہ دہشت گردی ہوئی ہے........ ہر مجاہد کی خواہش شہادت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی شہادت دی، اللہ اس کی شہادت قبول فرمائے!" اسی طرح خود انھوں نے سب سے پہلے ان کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی، نیز مختلف شہروں میں جماعۃ الدعوۃ نے بھرپور انداز میں ان کا غائبانہ جنازہ پڑھا۔ اس طرح انھوں نے شیخ اسامہ اور ان کی جماعت القاعدہ کے ساتھ اپنی بھرپور ہمدردیاں ظاہر کرنے کی ناکام کوشش کی اور عوام کو یہ تاثر دینا چاہا کہ ہمارا ان سے گہرا تعلق ہے۔ بہت سے لوگوں نے تو جماعۃ الدعوۃ کے ذمہ داران سے ان کی شہادت پر تعزیتیں بھی کیں۔ دراصل جماعۃ الدعوۃ کے ذمہ داران کو ایسے ہی موقعوں کی تلاش ہوتی ہے جن سے وہ خوب فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ایک طرف تو القاعدہ کے مجاہدین کو خارجی، تکفیری کہہ رہے اور ان سے بیزاری کا اظہار کر رہے ہیں لیکن دوسری طرف ان کے امیر کی غائبانہ نمازِ جنازہ بھی پڑھ رہے ہیں اور جلسوں میں خوب ان کی تعریفیں کر رہے ہیں۔ اس دورنگی کا بھانڈا تو اس وقت پھوٹا جب 24 مئی 2011ء کو حافظ ◄◄

خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں جو انھوں نے پاکستان میں بسنے والے مسلمانوں کے نام دیا تھا۔ اس میں انھوں نے خاص طور پر پاکستان میں جہاد کے حوالے سے گفتگو کی ہے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ اہل پاکستان کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اگر تم اللہ کے دین کے خلاف لڑنے والوں کی خندق میں کھڑے پائے گئے تو کل اپنے رب کو کیا جواب دو گے؟ وہ تو طاغوت کی راہ میں قتال کر رہے ہیں اور تم اپنے ہتھیار اور زبان سے ان کی نصرت کر رہے ہو۔ آخر اس بات کا تمھارے پاس کیا جواب ہو گا کہ تم اللہ کے دشمنوں کو تو اچھا کہو اور مجاہدین پر الزام تراشی کرو؟ بالکل اس طرح جیسے وائٹ ہاؤس میں بیٹھا اس کا فرمانروا ان پر دہشت گرد اور تخریب کار ہونے کا جھوٹا الزام لگاتا ہے۔ جب تم سے پوچھا جائے گا کہ تمھارا دین کیا ہے تو کیا تم اس وقت جھوٹ بولو گے؟ حالانکہ اس وقت تمھارا جھوٹ کچھ کام نہ آئے گا۔

اگر آپ یہ کہیں کہ میرا دین اسلام ہے لیکن آپ اس کے جھنڈے کی جگہ اس کے خلاف برسرِ پیکار اوباما اور زرداری کے جھنڈے تلے کھڑے پائے جائیں تو کیا آپ کا دعویٰ تسلیم کیا جائے گا؟ لوگ تو اپنے جھنڈوں اور ان گروہوں کی نسبت سے پہچانے جاتے ہیں جن سے ان کی دوستی اور محبت ہو۔ اب آپ خود دیکھ لیجیے کہ آپ کس کے جھنڈے تلے کھڑے ہیں؟ یہ بات آپ سے پوشیدہ نہیں کہ زرداری

◄◄ سعید نے دنیا چینل کو انٹرویو دیا۔ اس میں انھوں نے القاعدہ اور طالبان کے مجاہدین حتی کہ شیخ اسامہ بن لادن سے بیزاری کا اظہار کیا۔ انھوں نے کہا: ’’دیکھیے میں اسامہ کی کبھی حمایت نہیں کرتا، نہ میں نے کی ہے، نہ اس کی مجھے ضرورت ہے۔‘‘ کل تک حافظ سعید جن کو شہید کہہ رہے تھے، اب انٹرویو میں ان کے لیے یہ الفاظ استعمال کیے: ’’اگر وہ مار دیا گیا تو اس کو مرے ہوئے کو بھی تو پیش کیا جا سکتا تھا اور دنیا کو دکھایا جا سکتا تھا۔‘‘ انٹرویو لینے والے کو بھی ان کی دورنگی پر بڑی حیرت ہوئی۔ اس نے ان سے پوچھ ہی لیا کہ جماعت الدعوۃ نے اتنی بھرپور قسم کی اسامہ کی غائبانہ نماز جنازہ کیوں پڑھی؟ اس پر حافظ سعید نے کہا: ’’اسامہ ایک مسلمان شخص تھا، ہمارے پاس ایک خبر آئی، آپ نے بھی سنی .... یہ میں نے اکیلے تو نہیں پڑھی ہے، سوڈان میں نماز جنازہ پڑھی ہے، جگہ جگہ مختلف دنیا کے ملکوں میں غائبانہ جنازہ پڑھا گیا ہے، ہم نے بھی جنازہ پڑھا ہے۔ مسئلہ اصل میں یہ ہے کہ ایک شخص فوت ہوا ہے، اس کو ظالمانہ طریقے سے قتل کیا گیا ہے، آپریشن ہوا ہے جیسے خبریں ہمارے سامنے آئیں۔‘‘ اسی انٹرویو میں انھوں نے القاعدہ اور طالبان کو دبے لفظوں میں دہشت گرد قرار دیتے ہوئے کہا: ’’دیکھو ناں دہشت گردوں کا کام کیا ہے، پہاڑوں میں چھپنا اور دنیا سے الگ رہنا۔ ہم تو اللہ کے فضل و کرم سے پاکستان کے ہر گلی کوچے میں آپ کو ملیں گے۔‘‘

امریکی طاغوت کی خوشنودی کی خاطر اللہ تعالیٰ کی شریعت کے خلاف جنگ کر رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ہر شخص اچھی طرح جانتا ہے کہ پاکستانی فوج خود امریکی مقاصد اور تکمیل کے لیے قبائل میں آئی اور اسی نے مجاہدین کے خلاف جنگ کا آغاز کیا۔۔۔۔۔۔۔۔خود دیکھ لیجیے کہ عیسائی امریکہ سے دوستی کرنے والا کون ہے؟ کیا یہ زرداری اور اس کی فوج نہیں؟ پھر بھلا ایسی باتوں کی کیا گنجائش رہ جاتی ہے؟

جو کافروں سے دوستی کرے گا، وہ انھی میں سے شمار ہوگا اور اس کے خلاف قتال فرض ہے، چاہے وہ نماز پڑھتا ہو، روزے رکھتا ہو اور اپنے طور پر خود کو مسلمان سمجھتا ہو۔۔۔۔۔۔۔۔

مجاہدین روس اور اس کی آلہ کار فوج سے بیک وقت لڑتے تھے کیونکہ دونوں کا حکم ایک جیسا تھا۔ پاکستان اور دیگر ممالک کے علماء نے ان کے خلاف قتال کے فتوے بھی دیے کیونکہ وہ دشمن کی خندق میں کھڑے لڑ رہے تھے، چاہے وہ نماز پڑھتے رہیں، روزے رکھتے رہیں اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے رہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ آج پاکستانی فوج کا حال بھی بالکل ویسا ہی ہے۔ وہ اور امریکہ ایک ہی خندق میں کھڑے اسلام کے خلاف جنگ میں مصروف ہیں۔ ایمان کے سچے دعویداروں پر فرض ہے کہ وہ ان کے خلاف علمِ قتال بلند کریں۔

ان لوگوں کا دعویٰ بالکل باطل اور شرعاً ناقابلِ قبول ہے جو کہتے ہیں کہ پاکستانی فوج مسلمانوں کا قتل اکراہ، یعنی مجبوری کی وجہ سے کرتی ہے۔ اس بات کے اثرات یہاں تک پہنچ چکے ہیں کہ اب خود زرداری کے چیلے بھی یہی دلیل دیتے اور اسے پھیلاتے دکھائی دیتے ہیں کہ وہ مغربی سرحد پر مسلمان پاکستانیوں کو قتل کرنے پر مجبور ہیں ورنہ امریکہ ہندوستان کے ذریعے پاکستان پر جنگ مسلط کر دے گا۔ افسوس ناک بات تو یہ ہے کہ بعض سادہ لوح مسلمان بھی بغیر سوچے سمجھے ایسی باتیں کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اس کی مثال تو بالکل ایسے ہے جیسے کوئی ظالم شخص آپ کو آکر یہ دھمکی دے کہ اپنے بیٹوں اور بھائیوں کو قتل کر دو ورنہ میں تمھیں جان سے مار ڈالوں گا۔ خود اپنے دل سے پوچھ کر بتائیے کہ کیا آپ اپنی جان بچانے کی خاطر اپنے بیٹوں اور بھائیوں کو قتل کر دیں گے؟ یا اس ظالم کے خلاف لڑیں گے؟

دیکھیے! کہیں زرداری یا یوسف رضا گیلانی پر راضی نہ ہو بیٹھیے گا۔ یہ دونوں ملت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خارج اور اسلام کے خلاف برسرپیکار ہیں۔ آپ پر لازم ہے کہ ان سے اور ان کے تمام مددگاروں سے

واضح طور پر لاتعلقی اور براءت کا اظہار کریں۔ خاص طور پر ان علمائے سوء سے اور ذرائع ابلاغ سے منسلک ان بے ضمیر لوگوں سے واضح بیزاری کا اظہار کریں جنھوں نے کل کفر کے ایک سابق ایجنٹ (پرویز مشرف) کے قبیح فعل کو جواز عطا کیا اور اس کی پردہ پوشی کی جب اس نے لال مسجد پر دھاوا بول کر ان طلبہ وطالبات کو قتل کر دیا جن کا قصور اس کے سوا اور کچھ نہ تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کا عملی نفاذ چاہتے تھے۔ اس پاکیزہ لہو کو رکوع وسجود کی حالت میں محض امریکہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے بہادیا گیا۔ اس کارنامے پر امریکہ نے خوش ہو کر پرویز کو خوب شاباش دی۔ اللہ اس پر وہ عذاب نازل کرے جس کا وہ مستحق ہے!

آج یہ علمائے سوء کفر کے اس نئے ایجنٹ کی مدد کر کے پھر اسی طرح کا مذموم کردار ادا کر رہے ہیں۔ کسی مسلمان کو ان کے نفاق اور کفر میں شک نہیں ہونا چاہیے۔ یہ لوگ محض اپنی جان اور مال کی خاطر اسلام اور مسلمانوں کو قربانی کے گھاٹ چڑھانے کے لیے تیار ہیں۔ ان (علمائے سوء) کو بزورِ طاقت مرتدین کی پشت پناہی سے روکنا واجب ہے۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ اشفاق کیانی اور آصف زرداری نے فوج کو اسلام، اہلِ اسلام اور ان کی زمینوں کی حفاظت جیسے مقاصد کے برعکس اسلام اور اس کے نفاذ کا مطالبہ کرنے والوں کے خلاف جنگ کی آگ میں جھونک دیا ہے اور اسے پشتون اور بلوچ قبائل کے خلاف قتل وقتال کی ذمہ داری سونپ دی ہے، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ پاکستانیوں کی اکثریت اس ظالمانہ جنگ کو بالکل ناپسند کرتی ہے۔ زرداری یہ سب کچھ وائٹ ہاؤس میں بیٹھے اپنے ان آقاؤں کے حکم پر کر رہا ہے جو اب اسے دس فی صد نہیں بلکہ اس سے بہت بڑھا چڑھا کر عطا کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ امت کے ساتھ صریح خیانت ہے۔ اپنے اس طرزِ عمل سے یہ شخص صرف پاکستانی معیشت ہی کو تباہی سے دوچار نہیں کر رہا بلکہ امریکہ، یہود اور ہنود کے احکامات کی تعمیل میں اس سے کہیں زیادہ اہمیت کے حامل اثاثوں کو اس جنگ کی نذر کر رہا ہے، یعنی دین، امن وامان اور آپس کا اتحاد۔ ان حالات میں ہندوستان کے لیے یہ بالکل آسان ہو جاتا ہے کہ وہ پاکستان کے صوبوں کو یکے بعد دیگرے الگ کر دے اور پاکستان کا وہی حال کر دے جیسا اس نے مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے وقت کیا یا اس سے بھی بدتر۔ اس صورت میں امریکہ کے حلق میں پھنسا پاکستان کے ایٹمی

ہتھیاروں کا کانٹا بھی بآسانی نکل سکے گا۔ جبکہ مجاہدین کے خلاف ہندوستان کی جنگ پہلے ہی امریکی مقاصد کی تکمیل کر رہی ہے۔ یہ اہلِ پاکستان کی اولین ذمہ داری ہے کہ وہ سب مل کر زرداری اور اس کی فوج کا مقابلہ کریں، اس فوج کا مقابلہ جو ان کے دین، اتحاد، امن اور معیشت کو تباہ کرنے پر تلی ہوئی ہے، اور اسے مسندِ اقتدار سے معزول کر کے اس کے انجام تک پہنچنے کا حصہ بنیں۔ پرویز کے ہاتھ سے پاکستان کو جو عظیم نقصان پہنچا، وہ اپنی جگہ لیکن زرداری امریکی احکامات کی تعمیل میں جو کچھ کر رہا ہے، اس کا ضرر اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ زرداری اور اس کی فوج کے سدباب کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ صرف اور صرف جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مبارک میں واضح طور پر فرمایا:

﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ﴾

"اور ان سے قتال کرو، یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین سارے کا سارا اللہ ہی کے لیے ہو جائے۔"[1]

یہاں ہمیں یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ ایسی فوج میں کسی قسم کی خیر کا پایا جانا محال ہے جو پوری ڈھٹائی کے ساتھ شریعت اسلامی کے قیام کو روکنے کے لیے میدان میں اتر آئی ہو۔ اگر ہمارے سب سے قیمتی اثاثے، یعنی اللہ کی نازل کردہ شریعت کا ان کے سامنے کوئی مقام نہیں تو پھر ہمارے خون، عزت، زمین اور مال کی ان کی آنکھ میں کیا وقعت ہو گی؟ ان کی جانب وہی شخص مائل ہو سکتا ہے جو یا تو سرے سے جاہل ہو یا پھر منافق۔

اس فوج نے تو کشمیر کو کیا آزاد کروانا تھا، یہ تو الٹا پاکستان ہی کو توڑنے کے درپے ہے۔ ان شاء اللہ! پاکستان کے حقیقی محافظ اور خیر خواہ اس کے مجاہد بیٹے ہی ثابت ہوں گے۔

پاکستانی فوج سے کسی خیر کی امید نہ رکھیے

یہاں ہمیں یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ ایسی فوج میں کسی قسم کی خیر کا پایا جانا محال ہے جو پوری ڈھٹائی کے ساتھ شریعت اسلامی کے قیام کو روکنے کے لیے میدان میں اتر آئی ہو۔ اگر ہمارے سب سے

---

[1] الأنفال:8:39.

قیمتی اثاثے، یعنی اللہ کی نازل کردہ شریعت کا ان کے سامنے کوئی مقام نہیں تو پھر ہمارے خون، عزت ، زمین اور مال کی ان کی آنکھ میں کیا وقعت ہو گی؟ ان کی جانب وہی شخص مائل ہو سکتا ہے جو یا تو سرے سے جاہل ہو یا پھر منافق۔

اس فوج نے کشمیر کو کیا آزاد کروانا تھا، یہ تو الٹا پاکستان ہی کو توڑنے کے درپے ہے۔ ان شاء اللہ !پاکستان کے حقیقی محافظ اور خیر خواہ اس کے مجاہد بیٹے ہی ثابت ہوں گے۔[1]

پاکستانی نوجوانوں کے نام

ایک دوسرے موقع پر شیخ اسامہ بن لادن رحمۃ اللہ علیہ نے پاکستانی نوجوانوں سے کہا:

اے پاکستان میں بسنے والے نوجوانانِ اسلام! بلاشبہ قلم تمھاری نیکیاں اور لغزشیں لکھ رہا ہے اور یہ عذر تمھارے کسی کام نہ آئیں گے کہ تمھارے علماء وزعماء کی ایک کثیر تعداد نے کافر حکام سے دوستی لگا رکھی ہے اور کچھ دیگر علماء پر طاغوتی حکمرانوں کے خوف سے ایسا ضعف طاری ہو گیا ہے کہ وہ حق بات کہنے اور علانیہ اس کے پرچار کرنے سے پیچھے ہٹ گئے ہیں۔ ذلّت کے ان گھڑوں میں گرنے سے صرف وہی علماء مستثنیٰ رہے ہیں جن پر اللہ نے خصوصی رحم فرمایا ہے۔ ایسے علماء یا تو جیلوں میں بند ہیں، یا انھیں دربدری کا سامنا ہے۔

یہ عظیم مصیبت، یعنی علمائے سوء کا مرتد حاکم کے ہم رکاب ہو کر چلنا، اس کے ساتھ مداہنت کا رویہ اختیار کرنا، مخلص علماء و مجاہدین پر طعن و تشنیع کرنا، یہ سب کچھ راہِ حق سے دور رہنے کا عذر نہیں بن سکتا کیونکہ یہ مسئلہ پاکستان ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ ایسی مصیبت ہے جس کا شکار تمام عالمِ اسلام ہے اور بلاشبہ برائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی کوئی طاقت ہمارے پاس نہیں ہے سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ عطا فرمائے۔[2]

---

[1] شیخ اسامہ بن لادن کا یہ پورا پیغام ''شریعت یا شہادت'' کے عنوان سے مطبوع ہے۔

[2] مجلہ الفرقان، جمادی الثانیہ 1431ھ/جون 2010ء۔

حکم والا کڑا ٹوٹنے سے اسلام باقی رہتا ہے

شبہ:15 مفتی صاحب نے ﴿وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ﴾ والی آیت کے سوال کے جواب میں کہا کہ اس کا جواب ہو چکا۔ اس کی تفسیر کس نے کرنی ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما والی روایت بھی ہے۔ آیئے حدیث بھی سنا دیں۔ ''اسلام کے کڑے ایک ایک کر کے ٹوٹتا جائے گا۔ جب ایک کڑا ٹوٹ جائے گا تو لوگ اس سے متصل کڑے سے چمٹ جائیں گے۔ اور جو پہلا کڑا ٹوٹے گا وہ تحکیم کا ہو گا۔ غور کریں کڑا کیسے بنتا ہے۔ سنگل اکھٹے کیے کئی کنڈے ہوتے ہیں ناں۔ اب ایک سنگل ہے آپ کے پاس، اس سنگل (زنجیر) کا ایک کنڈا ٹوٹ گیا سنگل ختم ہو گیا یا اس کا وجود باقی ہے؟ باقی ہے ناں۔ ایک کڑا کم ہوا ہے نا، تو فرمایا اسلام جو ہے، وہ ایک ایک کڑا کر کے ٹوٹے گا۔ پہلا کڑا جو ٹوٹے گا، وہ تحکیم والا ہو گا۔[1] اب حکم والا کڑا ٹوٹ گیا۔ پیچھے اسلام ہے کہ نہیں ہے تو پھر وہ کون سا کفر ہوا جو اسلام سے خارج کرتا ہے یا ظالم، فاسق، فاجر، ظالم بناتا ہے اور مسلمان وہ رہتا ہے۔

کیا خوب حکمت جھاڑی!

ازالہ: آیت: ﴿وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ ....﴾ اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کی صحیح تفسیر پہلے حصے کے اشکال :8 میں بیان ہو چکی ہے۔ البتہ اب مفتی صاحب نے حدیث کی تشریح کرتے ہوئے کڑے والی مثال دے کر نئی حکمت جھاڑنے کی کوشش کی ہے۔ مثال تو سنگل (زنجیر) کی دے دی مگر یہ نہ جان سکے کہ پھر مجھے اس کو ثابت کرنے کے لئے کیا پاپڑ بیلنے پڑیں گے اور سلف کی تشریح اور فہم کے بغیر عقلی طور پر کہہ رہے ہیں کہ ایک ایک کڑا ٹوٹنے سے زنجیر باقی رہے گی، لہٰذا اسلام بھی باقی رہے گا!!! بقول شاعر:

كَمْ مِّنْ عَائِبٍ قَوْلًا صَحِيحًا

وَآفَتُهُ مِنَ الْفَهْمِ السَّقِيمِ

[1] مسند أحمد: 251/5.

”کتنے ہی لوگ درست بات میں عیب جوئی کرنے والے ہوتے ہیں، جب کہ اُن کی اصل مصیبت بیمار عقل ہوتی ہے۔“

مفتی صاحب سے چند سوال

کیا مفتی صاحب درج ذیل سوالوں کے جواب دے سکتے ہیں:

① ایک تحکیم کا کڑا وہ ہے جو تاتاریوں نے توڑا تھا اور مفتی صاحب کے بقول وہ کافر ہو گئے تھے۔ اور ایک تحکیم کا کڑا ہمارے حکمران توڑ رہے ہیں۔ ذرا بتائیں ان میں سے اسلام کا کڑا کون سا ہے؟ اگر دونوں کڑے غیر ناقضِ اسلام ہیں تو پھر تاتاری کیسے کافر ہو گئے تھے کیونکہ انھوں نے ساری کی ساری زنجیر کو تو نہیں توڑا تھا.........؟

② پہلا کڑا تحکیم اور آخری کڑا نماز ہے۔ تو کیا اس زنجیر کے درمیان میں کوئی ایسا کڑا نہیں جو کفر اکبر یا نواقضِ اسلام میں سے ہو؟ اگر درمیان میں کوئی بھی کڑا نواقضِ اسلام میں سے نہیں ہے تو پھر کس ناقض کے تحت اسلام ختم ہو جاتا ہے؟

③ آیت: ﴿فَمَنۡ يَكۡفُرۡ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤۡمِنۢ بِاللَّهِ.........﴾[1] میں بھی ایک کڑے کا ذکر ہے، کیا وہ اسلام کی زنجیر میں شامل ہے یا نہیں اور کیا اس کو توڑنے سے بھی اسلام ختم نہیں ہوتا؟

مفتی صاحب کو چاہیے تھا کہ اس میں تھوڑی سی مزید وضاحت کر دیتے کہ پہلا کڑا حکم کا اور آخری کڑا نماز کا ہے اور درمیان میں یہ یہ کڑے ہیں۔ جب آپ لوگوں کو بتا دیتے کہ یہ فلاں فلاں کڑے ہیں، ایک دو کو بچا کر ان سب کو توڑ دو، پھر بھی تمہاری زنجیر کی شکل باقی رہے گی اور تمھارے اسلام پر کوئی حرف نہیں آئے گا؟! پھر ہم دیکھتے کہ آپ کی یہ دوائی کیسے ہاتھوں ہاتھ صوفیوں، سیکولروں اور طاغوتی حکمرانوں کے ہاتھ فروخت ہوتی۔ موجودہ حالات میں طاغوتی حکمرانوں کے لیے فکر ارجاء سے بڑھ کر بھی کوئی سوغات ہو سکتی ہے؟!!

ارجاء حکمرانوں کا پسندیدہ دین ہے

[1] البقرة:2:256.

امام نضر بن شمیل رحمۃ اللہ علیہ بخاری و مسلم کے راوی اور اہل سنت کے ائمہ میں سے شمار ہوتے ہیں۔ حافظ ابن کثیر نے ان کا کیا ہی خوبصورت قول نقل کیا ہے۔

نضر بن شمیل فرماتے ہیں: میں مامون کے پاس آیا.........

مامون کہنے لگا: نضر کیسے ہو؟

میں نے کہا: امیر المومنین خیریت سے ہوں۔

مامون نے پوچھا: ارجاء کیا ہے؟

میں نے کہا: وہ ایسا دین ہے جو بادشاہوں کو پسند ہے۔ وہ اس کے ذریعے سے اپنی دنیا کماتے ہیں اور اپنے دین کو ناکارہ کر دیتے ہیں۔

مامون نے کہا: آپ نے سچ فرمایا ہے۔[1]

مفتی صاحب نے ارجاء کی حدوں کو پھلانگتے ہوئے اور حدیث کی عقلی تفسیر کرتے ہوئے تمام کڑوں کو غیر ناقضِ اسلام بنا دیا ہے تاکہ ہر ملحد اور زندیق کے ہاتھوں اسلام کھلونا بن کر رہ جائے۔

حدیث میں بیان شدہ کڑے کی وضاحت

البتہ مذکورہ حدیث میں جس کڑے کے ٹوٹنے کا ذکر ہے، اس سے مراد غیر ناقضِ اسلام والا کڑا ہی ہے۔ اس کی تائید درج ذیل حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَوَّلُ مَنْ يُغَيِّرُ سُنَّتِي رَجُلٌ مِّنْ بَنِي أُمَيَّةَ»

"میرے طریقے کو سب سے پہلے بنو امیہ کا ایک شخص تبدیل کرے گا۔"[2]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پچھلی حدیث میں جس کڑے کے ٹوٹنے کا ذکر ہے، اس سے مراد غیر ناقضِ اسلام والا کڑا ہے جس کے ٹوٹنے سے کفر وارتداد لازم نہیں آتا کیونکہ سب سے پہلے جس دور میں یہ کڑا ٹوٹا تھا، وہ بنو امیہ کا دور تھا جب انہوں نے اسلامی نظام حکومت کو تبدیل کیا اور شورائی طریقہ انتخاب کی بجائے وراثتی طریقہ انتخاب سے خلیفہ کی تقرری کی۔ پس اس سے مراد شورائی طریقہ انتخاب

---

[1] البداية والنهاية: 10/276.

[2] سلسلة الاحاديث الصحيحة: 1749 وصحيح الجامع الصغير: 2582.

کی بجائے وراثتی طریقہ انتخاب ہے جو نہ تو کفر ہے اور نہ نواقضِ اسلام ہی میں سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے شورائی طریقہ انتخاب کو چھوڑنے کے باوجود امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور بنوامیہ کے دوسرے خلفاء کو کبھی کافر قرار نہیں دیا، کیونکہ انھوں نے اللہ کی شریعت کو چھوڑ کر وضعی اور کفریہ قوانین نافذ نہیں کیے تھے۔ نہ کبھی انھوں نے شریعت کے سوا کسی اور چیز کو اپنے لیے مرجع اور قانون کا درجہ دیا تھا۔ نہ کبھی انھوں نے اللہ کی شریعت کے خلاف قانون سازیاں کی تھیں بلکہ ان کے دورِ حکومت میں اللہ کی شریعت کی بالا دستی قائم تھی اور شرعی قوانین نافذ تھے۔ اس کے برعکس جب تاتاریوں نے اپنا وضعی قانون "یاسق" نافذ کیا تو اس وقت کے ائمہ دین ابن تیمیہ اور ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ نے ان کو اور ان جیسے دوسرے لوگوں کو کافر قرار دیا اور ان کے کافر ہونے پر سب علماء کا اجماع نقل کیا۔ مطلب یہ ہے کہ تاتاریوں کے دور میں جس کڑے کو توڑا گیا تھا، وہ ناقضِ اسلام والا کڑا تھا۔ اسی وجہ سے ان کو کافر قرار دیا گیا تھا اور موجودہ حکمرانوں نے بھی جس کڑے کو توڑ رکھا ہے، وہ بھی تاتاریوں کی طرح ناقضِ اسلام والا کڑا ہے جس سے کفر وارتداد لازم آتا ہے، نہ کہ وہ کڑا جو بنوامیہ نے توڑا تھا، یعنی غیر ناقضِ اسلام والا کڑا جس سے کفر وارتداد لازم نہیں آتا۔ فَافْهَمْ وَتَدَبَّرْ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغَافِلِينَ.

حدود کا نفاذ حکمران کا کام ہے

شبہ:16 مرتد کی سزا قتل ہے، کیا اس کو ذبح بھی کیا جا سکتا ہے؟ جواب دیا قتل بتایا ہے قتل کی کوئی صورت بھی ہو سکتی ہے آپ نے فرمایا: «مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ......» "جس نے اپنا دین بدلا، اس کو قتل کرنا ہے۔"[1] البتہ اب یہ حکم کس کے لیے ہے، ہر کوئی قتل کر دے، یہ حدود ہیں؟ حدود کا نفاذ مسلمان حکمران کا کام ہے، عامی آدمی کا کام نہیں ہے۔ جس کے پاس سلطہ ہے، حکومت ہے، اس کا کام ہے حدود کا نفاذ کرنا۔

[1] صحيح البخاري، حديث:6922.

حکمران کافر ہوں تو مصلحت کا لحاظ رکھ کر حدود نافذ ہو سکتی ہیں

ازالہ: حدود کا نفاذ بے شک مسلمان حکمران کا کام ہے مگر جب وہ متعدد نواقضِ اسلام اور کفرِ بواح کا مرتکب ہو کر مسلمان ہی نہ رہے اور حدود کو معطل کر دے تو پھر مصلحہ اور مفسدہ کا لحاظ کرتے ہوئے یقیناً حدود کا نفاذ ہو سکتا ہے۔[1]

مثلاً جب جہاد کے نتیجے میں کچھ علاقے پر کنٹرول حاصل ہو جائے، چاہے مکمل نہ بھی ہو جیسے حرکۃ الشباب المجاہدین نے وہاں صومالیہ کی نام نہاد مسلمان حکومت کے خلاف جہاد کرتے ہوئے اپنے زیرِ کنٹرول علاقے میں شریعت نافذ کر رکھی ہے۔(ہفت روزہ ندائے ملت 3 تا 9 جون کی رپورٹ کے مطابق صومالیہ اب مکمل طور پر حرکۃ الشباب المجاہدین کے زیرِ کنٹرول ہے۔ الحمد للہ) اسی طرح عراقی مجاہدین کی امارتِ اسلامیہ "دولۃ العراق الاسلامیہ" نے اپنے زیرِ کنٹرول علاقوں میں شریعت نافذ کر رکھی ہے۔ وہاں مجاہدین شرک کے اڈوں، پوجی جانے والی قبروں اور مزارات کو گرا رہے ہیں اور جاسوسوں اور مرتدوں پر شرعی حدود کا نفاذ کر رہے ہیں۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ. ایسی ویڈیوز بھی انٹرنیٹ پر موجود ہیں جن میں کوڑے مارنے اور رجم کرنے کی تصاویر بھی موجود ہیں۔ جس طرح سوات کے مجاہدین نے وہاں پوجی جانے والی قبروں اور مزارات کو مسمار کیا، شرک کے اڈوں کا خاتمہ کیا، قبر پرستوں کے کئی سرغنوں کو کیفرِ کردار تک پہنچایا اور وہاں کئی شرعی حدود کا نفاذ بھی کیا۔ جَزَاهُمُ اللّٰهُ عَنَّا وَعَنِ الْمُسْلِمِينَ خَيْرَ الْجَزَاءِ.

جماعۃ الدعوۃ نے شرعی عدالت کیوں قائم کی؟

خود جماعۃ الدعوۃ کی ایسے "مسلمان" حکمرانوں کے ہوتے ہوئے اپنی شرعی عدالت ہے۔ اس میں قتل، لڑائی، زنا اور چوری تک کے فیصلے ہوتے ہیں۔ ذرا بتائیں کہ اگر یہ حکمران مسلمان ہیں، تو پھر فیصلہ کرنا ان کا حق ہوا۔ ان سے یہ حق کیوں نہیں لیا جاتا ہے.........؟ عام صلح وغیرہ کی بات نہیں ہو رہی بلکہ حدود کے فیصلے جن کو اسلامی حکومت کے اندر کوئی دوسرا نہیں کر سکتا، وہ فیصلے بھی جماعۃ الدعوۃ کی

---

[1] دیکھیے، تیسیر الفقہ الجامع للاختیارات الفقہیۃ لشیخ الاسلام ابن تیمیہ: 3/1432 طبع دار ابن الجوزی.

شرعی عدالت کرتی ہے۔ حتی کہ آپ کو یاد ہو گا کہ مرکز طیبہ مرید کے میں غیر شادی شدہ زانی کو کوڑے بھی مارے گئے تھے......!

جماعۃ الدعوۃ والے اپنی شرعی عدالت میں حدود کی سزاؤں والے وہ تمام کام کر لیتے ہیں جن کا حکومت کو پتا نہ چل سکے۔ اگر حکومت سے چھپ کر کوئی حد لگا سکیں تو لگا دیتے ہیں (جیسے کشمیر میں انھوں نے جاسوسی کرنے کی وجہ سے کئی کلمہ گو افراد کو قتل کیا ہے، مثلاً سابقہ کلمہ گو مجاہد کو کاپرے) لیکن طالبان یا القاعدہ کے مجاہدین اگر کسی مرتد وغیرہ پر کوئی شرعی حد نافذ کرتے ہیں تو یہاں پر مفتی صاحب کو اعتراض ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ صرف حکمران کا کام ہے، حالانکہ جماعۃ الدعوۃ کی نسبت طالبان کے زیر کنٹرول علاقے کہیں زیادہ ہیں۔ اگر یقین نہیں تو قبائلی علاقہ جات میں جا کر خود دیکھ لیں۔ آپ کو حکومتی رٹ کی اصل حقیقت کا علم ہو جائے گا۔ لیکن بقول شاعر

تیری زلف میں پہنچی تو حُسن کہلائی
وہ تیرگی جو میرے نامۂ سیاہ میں تھی

مفتی صاحب کی خدمت میں چند گزارشات

مفتی صاحب ہم سب نے ایک دن مرنا ہے۔ اپنے رب سے ملاقات کرنی ہے......اللہ کی عدالت میں حاضر ہونا ہے، لہٰذا اللہ سے ڈریے......! اللہ کے لیے ذرا سوچیے تو سہی......کیا اس دن یہ قبر پرست، رافضی، ظالم اور کئی نواقض اسلام کے مرتکب طاغوتی حکمران آپ کے کچھ کام آسکیں گے جنھیں بچانے اور جن کا دفاع کرنے کے لیے آپ اتنا زور صرف کر رہے ہیں......؟ مفتی صاحب! آپ القاعدہ اور طالبان کے مجاہدین کے پیچھے لٹھ لے کر پڑے ہوئے ہیں۔ دیانتداری سے بتائیے کیا آپ کو حکمرانوں کا کفر و شرک اور ان کا ظلم و طغیان نظر نہیں آتا؟! کیا پاکستان میں باقی سارے فتنے ختم ہو گئے ہیں، صرف القاعدہ اور طالبان کا فتنہ باقی رہ گیا ہے......! مفتی صاحب! اگر آپ حق کا اظہار کرنے اور حق اور اہلِ حق کی پشتیبانی اور مدد کرنے سے عاجز آ گئے ہیں تو کم از کم خاموش رہیں اور باطل کی حمایت تو نہ کریں! مجاہدین کے خلاف ظالموں کا دفاع تو مت کریں! اگر آپ کے پاس طواغیت کے سینوں میں تیر پیوست کرنے کی ہمت نہیں تو ان تیروں کو القاعدہ اور طالبان کے مجاہدین کے سینوں میں تو پیوست

مت کیجیے! اگر آپ کمزور مسلمانوں اور مجاہدین کا دفاع کرنے سے عاجز آ گئے ہیں تو مجرم طواغیت کا دفاع تو مت کیجیے!......... مفتی صاحب! اگر آپ حق و باطل کے اس فیصلہ کن معرکے میں موحدین اور مجاہدین کی صف میں کھڑے ہونے سے عاجز آ گئے ہیں تو کم از کم ظالم طواغیت کی صف میں تو مت کھڑے ہوں! اگر آپ کمزور اور مظلوم مسلمانوں کے حق میں نہیں بول سکتے تو کم از کم ظالم، طاغوتی اور قبر پرست حکمرانوں کے حق میں باطل دلائل تو مت تراشیں! عصر حاضر کی صلیبی جنگ اور حق و باطل کے اس فیصلہ کن معرکے میں یہ حکمران کدھر کھڑے ہیں، کیا آپ کو معلوم نہیں.........؟!

مجاہدین کا دفاع ہر ایک پر فرض ہے

مفتی صاحب! اس تحریر میں آپ کے متعلق اگر کوئی سخت جملہ یا سوئے ادب کا پہلو نکلتا ہے تو اس کی وجہ ہمارا آپ سے کوئی شخصی جھگڑا یا ذاتی اختلاف ہر گز نہیں ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ جب آپ نے مجاہدین اسلام پر طعن و تشنیع شروع کی، جگہ جگہ ان کے خلاف تقریریں کرنے لگے اور حربی کافروں کے فرنٹ لائن اتحادی ظالم اور طاغوتی حکمرانوں کا دفاع کرنا شروع کر دیا، تب ہم پر ان مجاہدین کا دفاع کرنا ضروری ہو گیا اور یہ تمام مسلمانوں پر فرض اور لازم ہے کیونکہ وہ اپنا خون پیش کر کے اور اپنے سر کٹوا کر دینِ اسلام کا دفاع کر رہے ہیں......... کیا ہم امت کے ان غیرت مند بیٹوں اور اسلام کے ان شہسواروں کا اپنے قلم اور زبان سے بھی دفاع کرنے سے عاجز آ گئے ہیں.........؟ کیا اسلام کی سربلندی کے لیے اپنے اہل و عیال، اپنا وطن، اپنی عیش و عشرت اور شہزادوں والی زندگی چھوڑنے والوں کا ہم پر اتنا بھی حق باقی نہیں رہا.........؟

حکمرانوں کا قرب بربادی کا باعث ہے

محترم مفتی صاحب! یہ ایک مشفق کی نصیحت ہے جو آپ کی خیر خواہی اور بھلائی کا ارادہ رکھتا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ہمارا آپ سے اختلاف یا ہوائے نفس آپ کو چند لمحات کے لیے تنہائی میں غور و فکر کرنے سے نہیں روکیں گی۔ بڑی تواضع اور ادب کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے اس فرمانِ مبارک پر غور کیجیے:

«مَنْ أَتَى أَبْوَابَ السُّلْطَانِ افْتُتِنَ، وَمَا ازْدَادَ أَحَدٌ مِّنَ السُّلْطَانِ قُرْبًا إِلَّا ازْدَادَ مِنَ اللّٰهِ بُعْدًا»

"جو شخص حکمران کے دروازوں پر حاضر ہو گا، وہ فتنے میں مبتلا ہو جائے گا اور جتنا کوئی شخص حکمران کا قرب اختیار کرے گا، اتنا ہی وہ اللہ سے دور ہو تا جائے گا۔"[1]

مفتی صاحب غور فرمائیں! اللہ کے نبی ﷺ کا یہ فرمان مبارک مسلمان حکمران کے بارے میں ہے ۔جو شخص کئی نواقضِ اسلام کے مرتکب، طاغوتی، قبر پرست اور رافضی عقائد و نظریات رکھنے والے کافر و مرتد حکمرانوں کا تقرب حاصل کرے گا تو یقیناً ایسا آدمی بالاولیٰ فتنے کا شکار ہو گا۔ ایسا آدمی اللہ سے دور، اس کی توفیق سے دور اس کے دین سے دور اور اس کی رحمت سے دور ہو جائے گا........!

کافروں اور مجرموں کا ساتھ نہ دو

مفتی صاحب! آخر میں عرض ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے ان فرامین کو غور سے پڑھیے گا:

﴿قَالَ رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِّلْمُجْرِمِينَ۝﴾

"موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: اے میرے رب! چونکہ تو نے مجھ پر انعام کیا ہے، لہٰذا میں کبھی مجرموں کا مددگار نہیں بنوں گا۔"[2]

﴿فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِّلْكَافِرِينَ۝﴾

"سو آپ ہرگز کافروں کے مددگار نہ بنیں۔"[3]

مفتی صاحب! اللہ تعالیٰ کے اس فرمان مبارک کو بھی ذرا غور سے پڑھیے گا:

---

[1] سلسلة الأحاديث الصحيحة:1272، وجامع الترمذي، حديث:2256، وسنن أبي داود، حديث:2859، ومسند أحمد:1/357 و 2/371و440.

[2] القصص:28: 17.

[3] القصص:28: 86.

﴿إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ وَلَا تَكُن لِّلْخَائِنِينَ خَصِيمًا○ وَاسْتَغْفِرِ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا○ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنفُسَهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا○﴾

”بے شک ہم نے آپ کی طرف یہ کتاب حق کے ساتھ نازل کی ہے، تاکہ آپ لوگوں کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ نے آپ کو سیدھی راہ دکھائی ہے اور آپ خیانت کرنے والوں کی خاطر جھگڑنے والے نہ بنیں۔ اور اللہ سے بخشش مانگیں، یقیناً اللہ بے حد بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔ اور آپ ان لوگوں کی طرف سے جھگڑا نہ کریں جو اپنی جانوں سے خیانت کرتے ہیں، یقینا اللہ ایسے شخص سے محبت نہیں کرتا جو بہت خائن، سخت گناہ گار ہو۔“[1]

﴿هَا أَنتُمْ هَٰؤُلَاءِ جَادَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَمَن يُجَادِلُ اللَّهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَم مَّن يَكُونُ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا○﴾

”سن لو! تم وہی لوگ ہو جنھوں نے ان کی طرف سے دنیا کی زندگی میں جھگڑا کیا، پھر ان کی طرف سے اللہ سے قیامت کے دن کون جھگڑے گا، یا کون ان پر وکیل ہو گا؟“[2]

إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ، وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ. وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ. وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ.

[1] النساء:4: 105.107.

[2] النساء:4: 109.

اسلامی شریعت کا نفاذ افغانستان میں ہوا تو صلیبی افواج نے امریکہ کی قیادت میں افغانستان پر حملہ کر دیا۔اس صلیبی جنگ کے لیے پاکستان نے اپنے تمام وسائل کے دہانے کھول دیے۔اپنی سرزمین کی تمام بندرگاہیں،ہوائی اڈے اور سارا مواصلاتی نظام صلیبی لشکروں کو فراہم کر دیا اور انھیں مجاہدین کے تمام رازوں سے آگاہ کیا تاکہ خلافت اسلامیہ کے لیے کوشاں القاعدہ وطالبان کی امارت اسلامیہ کی اینٹ سے اینٹ بج جائے۔پاک فوج نے ملک بھر میں سرچ آپریشن کرکے 12000 سے زیادہ مخلص مسلمانوں کو گرفتار کرکے جیلوں میں ٹھونس دیا۔990 سے زائد عرب وافغانی مجاہدین کو اور عافیہ جیسی کتنی مسلمان عورتوں کو گرفتار کرکے امریکہ کے ہاتھوں ڈالروں کے عوض فروخت کر دیا۔صلیبی افواج کی خوشنودی کے لئے پاک فوج نے صرف اتنی ہی خدمات پر اکتفا نہیں کیا بلکہ قبائلی علاقہ جات سے سوات کے ملحقہ علاقوں اور لال مسجد تک ان مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہانے کا سلسلہ شروع کیا جنھوں نے اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے عملی جدوجہد کا اظہار کیا۔ناپاک فوج نے سرحدی علاقوں میں قرآن پڑھنے اور کلمہ طیبہ سنانے کے جرم میں بیسیوں بچوں اور بوڑھوں کو قطار میں کھڑا کرکے گولیوں سے بھون ڈالا۔اس کے علاوہ فوجی آپریشن کرکے کئی قبائلی علاقوں کو صفحہ ہستی سے مٹادیا اور 200 سے زیادہ مساجد ومدارس کو شہید اور 500 سے زائد کو جزوی طور پر تباہ کیا۔صلیبی ڈرون طیاروں کا اسٹیرنگ ناپاک فوج اور اس کی ایجنسیوں کے ہاتھ میں ہے جن کے تعاون اور مخبری پر اب تک امریکہ نہتے پاکستانی شہریوں اور ان کے خاندانوں کو خاک وخون میں تڑپا رہا ہے۔افغانستان میں صلیبی افواج کے لیے مجموعی رسد کا 90 فیصد حصہ اب تک مسلسل کراچی کی بندرگاہ کے ذریعے پہنچایا جارہا ہے۔

ان جرائم کی وجہ سے دنیا بھر کے مجاہدین بالخصوص فلسطین،افغانستان،عراق،صومالیہ،فلپائن،نائیجیریا،یمن،الجیریا اور چیچنیا کے مجاہدین پاکستان میں جہاد کرنے والوں کی کامیابی کے لیے رات دن دعائیں مانگ رہے ہیں اور امریکہ واسرائیل کے ساتھ ساتھ پاکستان کی ایجنسیوں اور اس کی ناپاک فوج کے خلاف بھی بددعائیں کررہے ہیں کیونکہ دنیا میں سب سے زیادہ مجاہدین کو گرفتار کرکے صلیبی فوج کی معاونت کرنے والے یہی لوگ تھے۔عالمی جہاد کو جتنا نقصان پاکستان نے پہنچایا ہے،اتنا کسی نے نہیں پہنچایا۔اس حقیقت کے باوجود پاکستان میں کچھ جماعتیں ایسی ہیں جو مرجئہ کا کردار ادا کرتے ہوئے فوج کے جرائم کی پردہ پوشی کررہی ہیں اور اس کا امیج بہتر بنانے میں لگی ہوئی ہیں۔القاعدہ اور طالبان کو تکفیری ،خارجی قرار دینے اور ان پر پاکستانی مسلم عوام کو کافر قرار دینے کا جھوٹا الزام لگانے کے لئے پروپیگنڈہ مہم چلا رہی ہیں ۔حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مجاہدین نے کبھی کسی مسلمان کو کافر نہیں کہا،نہ ہر کافر کےخلاف بلاامتیاز اعلان جنگ کیا ہے بلکہ مجاہدین کی لڑائی تو صرف ان سے ہے،جنھوں نے اسلام کے خلاف یلغار کر رکھی ہے۔

ناپاک فوج اور اس کی ایجنسیوں کےخلاف ایک لفظ نہ بولنے والی گمراہ مرجئہ تنظیمیں یہ سب کچھ اس لئے کر رہی ہیں تاکہ پاکستانی عوام کو القاعدہ وطالبان کی تائید ونصرت سے دستبردار کرکے ان سے متنفر کرسکیں،اسلامی شریعت کے قیام کے لئے ہونے والی جدوجہد کو کچل سکیں اور پاکستان میں رائج انگریزی نظام کی محافظ پاک فوج اور اس کی ایجنسیوں کو تقویت دے سکیں۔زیر نظر کتاب میں ایسے ہی لوگوں کو بے نقاب کیا گیا ہے اور ان کے پھیلائے گئے شکوک وشبہات کا قرآن وسنت کی روشنی میں بھرپور جواب دیا گیا ہے۔